اسلامی قوانین کا شہرہ آفاق اور مایہ ناز مجموعہ

۱۴/۱۵ء۱۹۰۱ ب

فتاویٰ عالمگیریہ

[illegible]

نامور علماءِ اسلام کی عظیم ترجماعت

اہتمام

سلطان ابوالمظفر محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ

نگرانی

الشیخ نظام الدین برہانپوری رحمۃ اللہ علیہ صدر مجلس علماء

مُعاون نظرثانی

حضرت شاہ عبدالرحیم والد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہما

عربی متن مع اردو ترجمہ نمبروار احکام کے ساتھ

پیشکش: مجلس منتظمہ اشاعتِ فتاویٰ عالمگیریہ

جلد ۱۴ تا ۱۷ ، ۱۹ ب

کتاب اللقیط ، کتاب اللقطۃ ، کتاب المفقود والمسجد ومایتعلق بہ

مترجم :- ابو السعید قاضی محمد صادق بن حافظ القادری - نظر ثانی ، اراکین مجلس منتظمہ ممتاز علماء کرام ومفتیان عظام

★- کتابت :- راجہ غلام رسول بھوتہ شریف ضلع گجرات
★- طباعت :- عکسی
★- تعداد اشاعت :- ایک ہزار
★- ناشر :- ناظم مجلس منتظمہ اشاعت فتاوی عالمگیریہ

کاغذ ، اعلیٰ سفید
تاریخ اشاعت :- ستمبر ۱۹۸۷ء بمطابق المحرم الحرام ۱۴۰۸ھ
مطبع :- فضل ربی پریس - صدر راولپنڈی
مقام اشاعت :- اعوان ٹاؤن ، گرجا روڈ ، راولپنڈی

طبع شدہ کی فہرست ستمبر ۱۹۸۷ء

علمی شاہکار ، (تعارفی وسوانحی کتاب)

جلد ۱ ، طہارت کی بحث ، ۱۲۳۶ احکام
جلد ۲ ، نماز کی بحث ۲۶۱۹۰ احکام
جلد ۳ ، زکوٰۃ کی بحث ، ۵۳۱ احکام
جلد ۴ ، روزہ کی بحث ، ۵۱۰ احکام
جلد ۵ ، حج وزیارت کی بحث ، ۱۰۱۹ احکام

جلد ۶ ، نکاح کے پانچ ابواب ، ۵۰۷ احکام
جلد ۱۱ ، ۱۲ ، حدود وسرقہ کی بحث ، ۸۵۵ احکام
جلد ۱۳ ، عقائد سے متعلق احکام المرتدین ، ۳۹۰ احکام
جلد ۱۴ تا ۱۷ ، ۱۹ ب ، لقیط ، لقطہ ، مفقود ، مسجد کے احکام ۲۲۲ احکام
جلد ۲۵ ، شہادتوں کی بحث ، ۸۱۱ احکام
جلد ۴۶ ، ۴۷ ، ذبح اور قربانی کی بحثیں ، ۴۰۱ احکام
جلد ۴۸ ، ذکر مصحف اور مسجد کے بعض احکام ، ۱۹۵ احکام
جلد ۴۸ و ، نظر کھانے اور زیارۃ القبور کے احکام ، ۴۴۴ احکام
جلد ۵۵ ، قصاص ودیت کی بحث ، ۹۸۸ احکام

سکولوں اور کالجوں کی لائبریریوں کیلئے منظور شدہ

منظوری برائے متعلقہ کتب بموجب چٹھی نمبر ۱۰۰-۲/۲۰۱-۲/۲۰۱ GM/۹۷۰۰۹/۹۶۹۰۴ - ایجوکیشن ڈائریکٹر ریجن راولپنڈی پنجاب ،
منظوری برائے متعلقہ کتب بموجب چٹھی نمبر ۱۳۰۴۰۷/A.D.S.C/۲-M/۲۸۳۸۶/۲۸۰۵۶ - ڈائریکٹر محکمہ تعلیم پشاور ، صوبہ سرحد
منظوری برائے متعلقہ کتب بموجب چٹھی نمبر ۱۴۰۷۰/۱۹۹۷۴/۱۹۶۵۰/B-۱۱/B/F.P.U - ایجوکیشن ڈائریکٹر ریجن کراچی سندھ
منظوری برائے متعلقہ کتب ، بموجب چٹھی نمبر ۳۰۰۱۳۰۷۲/۳۳۱۴۵/۳۳۰۲۵ ناظم تعلیمات مظفر آباد ، حکومت آزاد کشمیر

الداعی

صدر مجلس منتظمہ اشاعت فتاوی عالمگیریہ حضرت علامہ مولانا محمد اسحٰق صاحب مہتمم جامعۃ العلوم الشرعیۃ پسرور ٹرنک راولپنڈی

ملنے کا پتہ :- قاضی محمد صادق مغل ، ناظم مجلس منتظمہ اشاعت فتاوی عالمگیریہ - ۴ - اعوان ٹاؤن ، گرجا روڈ ، جی پی او ، راولپنڈی (پاکستان)

وتمت كلمت ربك صدقا وعدلا

مجلس منتظمہ اشاعت فتاویٰ عالمگیریہ

اسلامی احکام کا مستند و مرتب مجموعہ زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی اور حنفیوں کے ہر مکتب فکر میں مقبول

فتاویٰ عالمگیریہ

المعروفة بين الناس بالفتاوى الهندية، في مذهب الامام الاعظم، ابي حنيفة النعمانؒ صاحب القدر الافخم، تاليف جماعة من علماء الهند الاعلام، وكان رئيسهم في تاليفها العلامة الهمام الشيخ نظامؒ وذلك بامر السلطان ابي المظفر محي الدين محمد اورنگزیب بهادر عالمگيرؒ عليه وعليهم رحمة المولى اللطيف الخبير، آمين۔

(جلد ۱۴ تا ۱۷، ۱۹ ب)

الجلد الرابع عشر، كتاب اللقيط،	چودہویں جلد، لقیط کی بحث
الجلد الخامس عشر، كتاب اللقطة،	پندرہویں جلد، لقطہ کی بحث
الجلد السابع عشر، كتاب المفقود،	سترہویں جلد، مفقود کی بحث
الجلد التاسع عشر، الباب الحادي عشر في المسجد	انیسویں جلد، باب نمبر ۱۱، مسجد کے احکام
دفعات ۵۰۴ تا ۵۰۷، ۵۵۸، ۵۵۹	عنوانات ۵، تعداد شق ۲۲۲

عربی متن مع اردو ترجمہ — نمبر وار احکام کے ساتھ

پیشکش

ابو السعدین قاضی محمد صادق مغل بن حافظ القادری، فاضل درس نظامی؛ فاضل عربی، فاضل فارسی، فاضل اردو، او۔ ٹی۔ مؤلف جمہوریہ اسلامیہ کا مقدس یوم، عمدۃ القواعد، برصغیر پاک و ہند میں گیارہویں صدی ہجری کا علمی شاہکار، رجسٹرڈ طبیب، ناظم مجلس منتظمہ اشاعت فتاوی عالمگیریہ، سابق صدر شعبہ عربی، اردو، اسلامیات جی ایس ماڈل ہائی سکول۔ ناظم تعلیمات جامعۃ العلوم الشرعیۃ ویسٹریج راولپنڈی، المتوطن میانہ موہڑہ، ڈاک خانہ فریال ضلع راولپنڈی

دحال، اعوان ٹاؤن، گرجا روڈ، ڈاک خانہ جی پی او۔ راولپنڈی، پاکستان

مجلس منتظمہ اشاعت فتاویٰ عالمگیریہ کے زیرِ اہتمام فتاویٰ عالمگیریہ مترجم (عربی متن مع اردو ترجمہ نمبروار احکام کیساتھ) کی اشاعت پر

اہلِ علم حضرات کے تبصروں کا خلاصہ

سلطنت مغلیہ کے درویش صفت سلطان، حافظ قرآن، عالم دین محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیرؒ نے اپنے دور میں شیخ نظام الدین برہانپوریؒ کی زیر نگرانی اور علماء ربانی کی عظیم جماعت کی وساطت سے مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی ضرورت کے پیش نظر فقہ اسلامی کی ترتیب کا جو سنہری کارنامہ

فتاویٰ عالمگیریہ

کے نام سے سرانجام دیا ہے وہ زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی اور اسلام کے تفصیلی احکام کا ایسا بے نظیر مجموعہ ہے جس سے امت محمدیہ ہر دور میں رہنمائی حاصل کر سکتی ہے۔ اسلامی احکام کا یہ شہرۂ آفاق مجموعہ فقہ حنفی کا ایسا جامع معتمد اور مستند فتاویٰ ہے کہ اس کا نام آتے ہی سب قیل و قال دھری رہ جاتی ہے۔

اس فتاویٰ کے متعلق ایک عرصہ سے یہ ضرورت شدت سے محسوس کی جارہی تھی کہ اس کا ترجمہ موجودہ سلیس اردو میں عمدہ طباعت کے ساتھ ہو۔ اللہ تعالیٰ عز برہانہ نے اس اہم اور مہتم بالشان کام کے لئے مجلس منتظمہ اشاعت فتاویٰ عالمگیریہ کو اپنے خصوصی فضل و کرم سے اس گرانمایہ خدمت کے آغاز کی توفیق عطا فرمائی۔ مجلس کے ناظم فاضل عالم محقق حضرت مولانا ابوالسعید محمد صادق بن حافظ قادریؒ نے دینی جذبہ کے عزم کے ساتھ کافی محنت، تندہی اور سعی سے اس عظیم کام کو شروع کیا ہے۔

انہوں نے دین کے انمول موتیوں کو نکھار نکھار کر پیش کرنے اور اس کی افادیت عام کرنے کے لئے ایک طرف عربی عبارت اور دوسری طرف سلیس اردو میں ترجمہ پیش کیا ہے۔ نمبروار عنوانات اور باحوالہ شقیں سونے پر سہاگہ ہیں۔ ترجمہ محتاط انداز میں اور عام فہم ہے۔ اور اردو ایسی شگفتہ ہے کہ یہ ترجمہ ایک علیحدہ کتاب میں بھی مفید ہو سکتا ہے۔ عربی اور اردو یکجا ہونے سے ائمہ مساجد اور اردو دان سبھی اربابِ ذوق فقہ کے تفصیلی مسائل خود معلوم کر سکتے ہیں۔ اور یہ کتاب تمام مسلمانوں کے لئے ہر لحاظ سے مفید ہے۔

اس اشاعت میں کاغذ اعلیٰ سفید، دیدہ زیب ٹائیٹل اور طباعت آفسٹ ہے۔ اور بایں ہمہ اس حسین و جمیل مرقع کی قیمت بھی مناسب رکھی گئی ہے۔

اس فتاویٰ کی ہمہ گیر مقبولیت تو پہلے ہی بین الاقوامی ہے۔ اور اب مذکورہ خصوصیات کے ساتھ منظر عام پر آنے سے اس کی افادیت بھی عام ہو گئی ہے۔ ہمیں امید ہے کہ اس نادر تحفہ سے ہزاروں، لاکھوں مسلمان فائدہ اٹھائیں گے۔ ہمارے تعلیمی ادارے اور لائبریریاں مستفید ہوں گی۔ اور یہ اشاعت پاکستان کی جدید اسلامی مملکت کے لئے دلیلِ راہ ثابت ہوگی۔

مجلس منتظمہ اشاعت فتاویٰ عالمگیریہ کا یہ کام ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ یہ کوشش دنیائے علم اور دنیائے اسلام کی عظیم خدمت ہے۔ اس کی یہ محنت پوری قوم کے شکریہ اور حوصلہ افزائی کی مستحق ہے۔ اور یہ کوشش سعی مشکور کی حیثیت رکھتی ہے۔ ہماری دعا ہے کہ خداوند تعالیٰ مترجم کو ہمت، فرصت اور اسباب بخشے۔ مجلس منتظمہ کو توفیق اور ذرائع مہیا کرے۔ اور جملہ رفقاء و معاونین کے لئے اس دینی خدمت کے صدقۂ جاریہ کو شرفِ قبولیت عطا فرما کر سب کے لئے سعادتِ دارین کا ذریعہ بنا دے۔ آمین۔

ناظم نشر و اشاعت مجلس منتظمہ اشاعت فتاویٰ عالمگیریہ

فہرست

فتاوی عالمگیری مترجم، حامل المتن نمبروار احکام کیسا جلد ۱۴ تا ۱۷، ۱۹ باب

لقیط، لقطہ، مفقود کی بحثیں اور وقف کی بحث سے مسجد کے احکام

جسمیں لقیط یعنی گرے پڑے لاوارث بچہ کی تعریف اور احکام، لقطہ یعنی راستہ میں گری پڑی لاوارث چیز کی تعریف اور احکام، مفقود یعنی گمشدہ شخص کی تعریف اور احکام اور وقف سے مسجد قرار پانے، مسجد، اسکی چیزوں اور ان میں متولی کے تصرف کے احکام کا بیان ہے۔

دفعات ۵۰۴ تا ۵۰۷، ۵۵۸، ۵۵۹، عنوانات ۵، تعداد شق ۲۲۲

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمد سید المرسلین وعلی آلہ واصحابہ، وعلی عباد اللہ الصالحین، اجمعین، آمین۔

کتاب اللقیط

دفعات ٥٠٢ تا ٥٠٢، عنوان ١، تعداد شق ٥١

دفعہ/شق نمبر	اللقیط	حوالہ
٥٠٢ -	اللقیط تعداد شق ٥١	
١	وھو فی الشریعۃ اسم لحی مولود طرحہ اھلہ خوفا من العیلۃ اوفرارا من تھمۃ الزنا	کذا فی خزانۃ المفتین
٢	مضیعہ آثم ومحرزہ غانم والالتقاط مندوب الیہ وان غلب علی ظنہ ضیاعہ کان وجدہ فی الماء اوبین یدی سبع فواجب	کذا فی خزانۃ المفتین
٣	واللقیط حر	کذا فی خزانۃ المفتین
٤	وولیہ السلطان حتی ان الملتقط اذا زوجہ امرأۃ اوکانت جاریۃ فزوجھا من آخر لم یجز	کذا فی خزانۃ المفتین

ا؎ حکم نمبر $\frac{١}{١٠٨٢}$، $\frac{١}{١٠٨٦}$ کے ابواب کے حواشی ملاحظہ ہوں۔ نیز کتاب اللقیط یعنی گرے پڑے لاوارث بچہ کی بحث جس میں لقیط کی تعریف اور احکام کا بیان ہے۔ یہ بحث بطور انتخاب ہے جو کہ فتاوی عالمگیری عربی کی بحث ١٤ ہے اور اردو ترجمہ مع عربی متن کی اشاعت ہذا میں بطور جلد ١٤ اشاعت پذیر ہے (مترجم) ٢؎ درمختار و رد المحتار میں ہے کہ اگر اس (لقیط) کے متعلق ظن غالب ہو کہ اگر اسے کسی نے نہ اٹھایا تو وہ ضائع ہو جائے گا تو اسے اٹھالینا فرض کفایہ ہے اور اگر اس لقیط کے متعلق اس کے سوا کسی اور کو معلوم نہ ہو

دفعات/شق نمبر	لقیط کے احکام / لقیط کے احکام کا بیان	حوالہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سب تعریفیں اللہ تعالی کیلئے ہیں جو پالنے والا ہے سارے جہانوں کا، اور درود اور سلام ہمارے سردار حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر اور جو سب رسولوں کے سردار ہیں اور انکی آل اور انکے اصحاب پر اور اللہ تعالی کے نیک بندوں سب پر آمین

لقیط کی بحث [۱]

دفعات ۵۰۴ تا ۵۰۴، عنوان ۱، تعداد شق ۵۱

شق نمبر	احکام	حوالہ
۵۰۴	**لقیط** (یعنی گرا پڑا لا وارث بچہ) اور اس میں ۵۱ شقیں ہیں	
۱	لقیط، شریعت میں اس زندہ بچہ کو کہتے ہیں جسے اس کے گھر والوں نے عیلہ (یعنی نان ونفقہ) کے خوف سے یا زنا کی تہمت سے بچنے کے لئے، پھینک دیا ہو	خزانۃ مفتین
۲	(ا) اس (لقیط) کا ضائع کرنے والا (یعنی بطور ضائع کرنیکے پھینکنے والا یا پھینکا رہنے دینے والا) گنہگار قرار پاتا ہے (ب) اور اسے حفاظت میں لینے والا (ثواب کی اور اس بچہ کی) غنیمت حاصل کرنے والا ہے۔ (ج) اور اگر اس کے ضائع ہونے کا ظن غالب ہو مثلا اس نے اسے پانی میں گرا دیکھا یا اسے کسی درندے کی زد میں پایا تو پھر (بشرط قدرت)، اس کا اٹھالینا واجب ہے [۲]	خزانۃ مفتین
۳	لقیط (یعنی گرا پڑا لا وارث بچہ) آزاد قرار پاتا ہے [۳]	خزانۃ مفتین
۴	اس (لقیط) کا ولی سلطان (یعنی حاکم مجاز) ہوتا ہے حتی کہ اگر ملتقط (یعنی اسے اٹھانے والے شخص) نے اس کا نکاح کسی عورت سے کر دیا یا وہ لڑکی تھی اور ملتقط نے اس کا نکاح کسی مرد سے کر دیا تو جائز نہ ہوگا [۴]	خزانۃ مفتین

[۲] تو پھر اس پر اس کا اٹھانا فرض عین ہے جبکہ وہ مکلف ہو اور اٹھانے کے بعد اس کا پھر ڈال دینا حرام ہونا چاہیے اس لئے کہ اٹھانے کے بعد اس پر اس کی حفاظت واجب ہوتی ہے پس اسے وہاں واپس ڈال دینے کا اعتبار نہیں ہوتا۔ مفہوم فی الجملہ ملخصا ماخوذ از در مختار ورد المحتار ج ۳ ص ۳۴۴۔ حکم نمبر ۵/۵۰۴ ملاحظہ ہو نیز اس کی نظیر کے متعلق ۱۳ د/۵۰۴، ۲، ۳، ۴۲، ۶۱، ۷/۵۰۵ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۳] حکم نمبر ۲۵، ۲۴/۵۰۴ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [۴] حکم نمبر ۶/۵۰۴ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	اللقیط	اللقیط	حوالہ
۵۰۴ ـ ۵	ولا یاخذہ منہ احد ولو دفعہ هوالی غیرہ لیس لہ ان یستردہ		کذا فی التبیین
۶	عقلہ و نفقتہ فی بیت مال المسلمین		کذا فی المحیط
۷	واذا وجد مع اللقیط مال مشدود علیہ فهولہ		کذا فی الجوهرة النیرة
۸	وکذا اذا کان مشدودا علی دابة وهو علیها		کذا فی الجوهرة النیرة
۹	واما اذا کان موضوعا بقربہ لم یحکم لہ بہ و یکون لقطة		کذا فی الجوهرة النیرة
۱۰	وان وجد اللقیط علی دابة فهی لہ		کذا فی الجوهرة النیرة
۱۱	و نفقتہ فی ذلک المال بامر القاضی للملتقط ان ینفق علیہ منہ وقیل ینفق بغیر امرہ ایضا وهو مصدق فی نفقة مثلہ		کذا فی المحیط
۱۲	وولاؤہ لبیت المال حتی انہ اذا مات من غیر وارث ولا مولی لہ فترکتہ لبیت المال		کذا فی خزانة المفتین
۱۳	اذا جاء الملتقط باللقیط الی القاضی وطلب من القاضی ان یاخذہ منہ فالقاضی ان لا یصدقہ فی ذلک بدون البینة لانہ یدعی نفقتہ و مؤنتہ فی بیت المال المسلمین و متی اقام البینة فالقاضی یقبل بینتہ من غیر خصم حاضر واذا قبل القاضی بینتہ ان شاء قبض اللقیط وان شاء لم یقبضہ ولکنہ یولیہ من تولی ویقول قد التزمت حفظہ فانت وما التزمت وهذا اذا لم یعلم القاضی عجزہ عن حفظہ والانفاق علیہ فاما اذا علم فالاولی ان یاخذہ و یضعہ علی یدی رجل یحفظہ فان جاء الاول وسأل القاضی		

ـلـه حکم نمبر ۲، $\frac{۱۳}{۵۰۴}$ ، $\frac{۴۶}{۵۰۵}$ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲ درمختار ردالمحتار میں ہے کہ لقیط کے نفقہ کی ضرورت ہو تو بیت المال پر ہے جبکہ ملتقط اس پر گواہی قائم کرے کہ وہ لقطہ ہے، اس لئے کہ ہو سکتا ہے کہ وہ اس کا بیٹا ہو۔ نیز لکھا ہے کہ النھر میں ہے کہ نفقہ کھانے پینے، لباس اور رہائش کو کہتے ہیں۔ نیز لکھا ہے کہ ملتقط (بغیر حکم قاضی) اپنے مال سے لقیط پر خرچ کرے تو وہ تبرع ہے (یعنی کار خیر ہے۔ وہ خرچ واپس نہیں لے سکتا) لیکن اگر قاضی نے (یعنی حاکم مجاز نے) اسے واپس لینے کی شرط پر (اس لقیط پر خرچ کرنے کی) اجازت دی تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر وہ واپس لے سکتا ہے) مفہوم فی الجملہ ملخصا ماخوذ از درمختار ردالمحتار ج ۳ ص ۳۴۴۔ حکم نمبر $\frac{۲ \text{ ، } ۶ \text{ تا } ۱۱ \text{ ، } ۱۲ \text{ ، } ۳۹ \text{ تا } ۴۹}{۵۰۴}$ مع حواشی اور انکی نظیر کیمتعلق حکم نمبر

دفعات شق نمبر	لقیط کے احکام — لقیط کے احکام کا بیان	حوالہ
۵-۵۰۴	(و)، اس لقیط کو اس اٹھانے والے (ملتقط) سے کوئی آدمی لے لینے کا حق نہیں رکھتا (ب) اور اگر اس (ملتقط) نے (خود) وہ لقیط کسی اور کو دے دیا تو اسے اس سے واپس لینے کا حق نہیں ہے[۱]	تبیین
۶	لقیط کا عقل (یعنی اس کا تاوان اور دیت کی عاقلہ) اور اس کا نفقہ مسلمانوں کے بیت المال میں ہے[۲]	محیط
۷	اور جب لقیط کے ساتھ بندھا ہوا مال پایا گیا تو وہ اس (لقیط) کا ہے[۳]	جوہرہ نیرہ
۸	اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ (سواری کے) جس جانور پر وہ لقیط ہے اس (جانور) پر وہ مال بندھا ہوا تھا (تو وہ مال اس لقیط کا ہے)	جوہرہ نیرہ
۹	اور اگر وہ مال لقیط کے قریب رکھا ہوا پایا گیا تو اس مال کے متعلق اس لقیط کے لئے حکم نہ ہوگا اور وہ مال لقطہ قرار پائے گا[۴]	جوہرہ نیرہ
۱۰	اور اگر لقیط کسی جانور پر پایا گیا تو وہ جانور اس لقیط کا ہے	جوہرہ نیرہ
۱۱	(و)، اور اس (مذکورہ) مال میں اس لقیط کا نفقہ قاضی کے حکم سے ہوگا ملتقط کو جائز ہوگا کہ وہ اس مال سے اس لقیط پر خرچ کرے (ب)، اور بعض کا قول یہ ہے کہ وہ (اس پر) قاضی کے حکم کے بغیر بھی خرچ کرسکتا ہے (ج)، اور نفقہ مثل تک ملتقط کے قول کی تصدیق کی جائے گی[۵]	محیط
۱۲	ملتقط کی ولا بیت المال کے لئے ہے حتی کہ اگر اس نے وفات پائی اور اس کا کوئی وارث نہیں اور نہ اس کا مولی (یعنی آقا) ہے تو اس کا ترکہ بیت المال کے لئے ہوگا[۶]	خزانۃ مفتین
۱۳	(و) جب ملتقط، لقیط کو قاضی (یعنی حاکم مجاز) کے ہاں لایا اور اس سے درخواست کی کہ وہ اسے اس سے لے لے تو قاضی کو اختیار ہے کہ وہ گواہی کے بغیر اس میں اس کی تصدیق نہ کرے اس لئے کہ وہ (ملتقط) اس کے نفقہ اور خرچ کا مسلمانوں کے بیت المال میں دعوی کنندہ ہے۔ اور جب اس نے گواہی قائم کردی تو قاضی اس کی گواہی کو کسی حاضر خصم (یعنی فریق مخالف) کے بغیر، قبول کرلے گا۔ اور جب قاضی نے اس کی وہ گواہی قبول کرلی تو قاضی چاہے تو اس لقیط کو قبضہ میں لے لے اور چاہے تو اسے قبضہ میں نہ لے لیکن وہ اس کا کوئی ایسا متولی مقرر کردے جو اس کا متولی بننا قبول کرلے گا۔ اور قاضی اس (متولی) سے کہہ دے کہ تو نے اس کی حفاظت اپنے ذمہ لی ہے تو تو اس ذمہ داری میں متعدد اور یہ حکم اس صورت میں ہے کہ قاضی کو، اس کی حفاظت اور اس پر خرچ کرنے سے، اس متولی کا عجز معلوم نہ ہو	

۱؎ ۱ تا ۳، ۲۳، ۳۰ تا ۷۴ / ۵۰۵ مع حواشی اور عاقلہ کے متعلق ۱۸۸/۱۱ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۳؎ حکم نمبر ۷ تا ۱۱ / ۵۰۴ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۴؎ لقطہ کے مفہوم اور احکام کے متعلق حکم ۵۰۵ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۵؎ حکم نمبر ۶ / ۵۰۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۶؎ حکم نمبر ۶، ۲۹ / ۵۰۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں اور ولا بسبب عتق ہو یا بسبب موالات، اس کے احکام فتاوی عالمگیری کی بحث ۳۷ میں ہیں (مترجم)

دفعات شق نمبر	اللقيط	حوالہ
۵۰۴ -	ان يرده عليه فالقاضى بالخيار ان شاء رده وان شاء لم يرده بخلاف مالو التقط لقيطا فجاء آخر وانتزعه من يده ثم اختصما فالقاضى يدفعه الى الاول ۱ه	كذا فى الظهيرية
۱۴	يثبت نسبه من واحد اذا ادعاه ولم يدعه الملتقط وقيل يصح فى حق النسب دون ابطال اليد للملتقط والاصح الاول وان ادعاه فدعوة الملتقط اولى وان كان ذميا والآخر مسلما	كذا فى التبيين
۱۵	فلوكان المدعى ذمى فهو ابنه وهو مسلم	كذا فى السراجية
۱۶	فلو ادعاه مسلم وذمى يقضى للمسلم	كذا فى السراجية
۱۷	وان كانا مسلمين يقضى لمن اقام البينة فلو اقاما يقضى لهما ولو لم يقيما ولكن وصف احدهما علامات على جسده فاصاب والآخر لم يصف يجعل ابنا للواصف	كذا فى السراجية
	ولو لم يصف كل واحد منهما فانه يجعل ابنهما	كذا فى غاية البيان
	ولو وصف احدهما واصاب فى بعض ما وصف واخطأ فى البعض فهو ابنهما ولو وصفا واصاب احدهما دون الآخر قضى للذى اصاب وكذلك لو قال	

۱ه حکم نمبر ۱۳/۵۰۴ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ه حکم نمبر ۶/۵۰۴ مع حاشیہ نیز ۲، ۵/۵۰۴ اور ان کی نظیر کے متعلق ۱۹، ۴۶/۵۰۵ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳ه فتاوی عالمگیری مترجم اردو مع عربی متن کی اشاعت ہذا میں کئی اہل علم کے مشورہ کے بموجب ، فلاموں سے متعلق خصوصی

دفعات متن نمبر	لقیط کے احکام — لقیط کے احکام کا بیان	حوالہ
۵۰۴ -	(ب) اور اگر قاضی کو یہ معلوم ہو تو اولی یہ ہے کہ وہ اس سے لے کر کسی اور آدمی کے قبضہ میں دے تاکہ وہ اس کی حفاظت کرے (ج) پھر اگر وہ پہلا شخص آیا اور قاضی سے درخواست کی کہ وہ اسے واپس دے تو قاضی کو اختیار ہے کہ چاہے تو اسے واپس دے اور چاہے تو واپس نہ دے (د) اور اس (مذکورہ) صورت کے خلاف اس صورت کا حکم ہے کہ اگر کسی شخص نے لقیط اٹھایا پھر دوسرا شخص آیا اور اس نے اس کے قبضہ سے چھین لیا پھر ان دونوں نے خصومت کی (یعنی مقدمہ کیا) تو قاضی وہ لقیط اس پہلے شخص کو دے گا ۲ ۳	ظہیریہ
۱۴	(ا) لقیط کی نسب ایک آدمی سے ثابت ہوگی جبکہ اس نے اس کا دعوی کیا اور ملتقط نے اس کا دعوی نہ کیا (ب) اور بعض کا قول یہ ہے کہ وہ دعوی نسب کے حق میں صحیح قرار پائے گا اور ملتقط کا قبضہ باطل کرنے کے حق میں صحیح نہ ہوگا (ج) اور زیادہ صحیح قول پہلا ہے (د) اور اگر ان دونوں (یعنی ملتقط اور اس کے غیر) نے لقیط کی نسب کا، دعوی کیا تو ملتقط کا دعوی اولی ہے اگرچہ وہ ذمی ہو اور دوسرا مسلمان ہو ۴	تبیین
۱۵	اگر (لقیط کی نسب کا) مدعی (صرف) ذمی ہو تو وہ (لقیط) اس (ذمی) کا بیٹا قرار دیا جائے گا اور وہ مسلمان قرار پائے گا	سراجیہ
۱۶	اگر اس (لقیط کی نسب) کا دعوی (ملتقط نے نہ کیا اور) ایک مسلمان اور ذمی نے کیا تو مسلمان کے لئے حکم کیا جائے گا ۵	سراجیہ
۱۷	(ا) اگر (لقیط کی نسب کا دعوی) (ملتقط نے نہ کیا۔ مگر اس کا دعوی) کرنے والے دو مسلمان مرد تھے تو قاضی اس کے لئے حکم کرے گا جس نے گواہی قائم کی (ب) اور اگر ان دونوں (مسلمانوں) نے گواہی قائم کی تو قاضی ان دونوں کے لئے حکم کرے گا (ج) اور اگر ان دونوں (مسلمانوں) نے گواہی نہ قائم کی لیکن ان دونوں میں سے ایک نے اس لقیط کے جسم پر علامتیں بیان کیں اور اس کا بیان درست ثابت ہوا اور دوسرے نے علامتیں نہ بیان کیں تو وہ لقیط، علامتیں بیان کرنے کا بیٹا قرار پائے گا (د) اگر ان دونوں (مسلمانوں) میں سے کسی نے بھی علامت بیان نہ کی تو وہ لقیط ان دونوں کا بیٹا قرار دیا جائے گا (ر) اگر ان دونوں (مسلمانوں) میں سے ایک نے علامتیں بیان کیں تو اس کا بیان بعض علامتوں میں درست رہا اور بعض علامتوں میں اس نے خطا کی تو وہ ان دونوں کا بیٹا قرار دیا جائے گا۔ (س) اور اگر ان دونوں (مسلمانوں) نے علامتیں بیان کیں تو ایک کا بیان درست ثابت ہوا دوسرے کا نہیں تو قاضی اس کے	سراجیہ غایۃ البیان

احکام اور ان کا ترجمہ آجکل چنداں ضرورت نہ ہونے کی بنا پر قابل ترک ہے۔ چنانچہ حکم نمبر ۱۳/۵۰۴ کے بعد تقریباً ۲ احکام، ۳۵/۵۰۴ کے بعد ۳ اور عنوان ۵۰۶ کا اندراج متروک ہے (مترجم)، ۴ حکم نمبر ۱۴ تا ۱۷، ۳۰ تا ۳۶، ۴۰ اور ذمی کے مفہوم و احکام کے متعلق حکم نمبر ۱۰۹۵ ملاحظہ ہو (مترجم)

۵ حکم نمبر ۱۴، ۳۵، ۳۸/۵۰۴ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵۰۴

دفعات/شق نمبر	اللقيط اللقيـط	حوالـہ
۵۰۴ ـ	احدهما هو غلام وقال الآخر هو جارية يقضى للذى اصاب	كذا فى المحيط
۱۸	فلو تفرد رجل بالدعوة وقال هو غلام فاذا هو جارية اوقال هو جارية فاذا هو غلام لايقضى له اصلا	كذا فى المحيط
۱۹	اذا ادعى اللقيط رجلان ادعى احدهما انه ابنه والآخر انه ابنته فاذا هو خنثى فان كان مشكلا قضى به بينهما وان لم يكن مشكلا وحكم بكونه ابنا فهو للذى ادعى انه ابنه	كذا فى التتارخانية
۲۰	ولو كان المدعى اكثر من اثنين فعن ابى حنيفة رح انه جوز الى الخمسـة	كذا فى السراجية
۲۱	امرأة ادعت انه ابنها فان صدقها زوجها او شهدت لها القابلة اوقامت البينة صحت دعوتها والا فلا وشهادة القابلة انما يكتفى بها فيما اذا كان لها زوج منكر للولادة واما اذا لم يكن لها زوج فلا بد من شهادة رجلين	هكذا فى البحر الرائق
۲۲	وان ادعت انه ابنها من الزنا يقضى بـه	كذا فى السراجية
۲۳	وان ادعاه امرأتان فعلى قول ابى يوسف رح و محمد رح لا يثبت النسب من واحد منهما واما على قول ابى حنيفة رح فالنسب	

لـه حکم نمبر ۱۲/۵۰۴ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) سـه (لقیط کے اس حکم کے متعلق) درمختار میں ہے کہ خاوند والی ایک عورت نے لقیط کی نسب کا دعوی کیا تو اگر خاوند نے اس (ولادت) کی تصدیق کی یا اس عورت کیلئے دایہ نے گواہی دی یا اس عورت نے گواہی قائم کی تو خواہ ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی ہو اس سے اس عورت کا دعوی صحیح قرار پائے گا ورنہ نہیں اس لئے کہ اس میں تحمل النسب علی الغیر ہے اور اگر اس عورت کا خاوند نہ تھا تو پھر شہادۃ الرجلین یعنی دو مردوں کی گواہی ضروری ہے اور رد المحتار میں ہے کہ یہاں علی الغیر سے مراد اس کا خاوند ہے اس لئے کہ اس لقیط کی نسب اس عورت سے ثابت ہونے کی صورت میں اس لقیط کی نسب اس کے خاوند سے بھی ثابت قرار پائے گی کیونکہ الولد للفراش۔ نیز رد المحتار میں بحوالہ قاضیخان لکھا ہے کہ (لقیط سے نسب کے لئے) مرد کا دعوی تو بغیر گواہی قبول ہو سکتا ہے اور عورت کے دعوی میں یوں حکم نہیں ہے وجہ فرق یہ ہے کہ مرد کا قول قبول کرنے میں اس لقیط سے عار دور ہو جاتی ہے اور عورت کے دعوی میں ایسا نہیں

دفعات/شق نمبر	لقیط کے احکام — لقیط کے احکام کا بیان	حوالہ
۵۰۴ -	لئے حکم کرے گا جس کا بیان درست ثابت ہوا (ص) اور اسی طرح اگر ان دونوں سے ایک نے یہ کہا کہ وہ (لقیط) لڑکا ہے اور دوسرے نے یہ کہا کہ وہ لڑکی ہے تو قاضی اس کے لئے حکم کرے جس کا بیان درست ثابت ہوا ۱؎	محیط
۱۸	اگر (لقیط کی نسب کے دعوی میں) ایک ہی شخص نے دعوی کیا اور کہا کہ وہ لڑکا ہے حالانکہ وہ لڑکی ہے یا کہا کہ وہ لڑکی ہے حالانکہ وہ لڑکا ہے تو اس کے لئے بالکل حکم نہ ہوگا	محیط
۱۹	جب لقیط (کی نسب) کے لئے دو شخصوں نے دعوی کیا تو ایک نے یہ دعوی کیا کہ وہ (لقیط) اس کا بیٹا ہے، اور دوسرے نے یہ دعوی کیا کہ وہ اسکی بیٹی ہے حالانکہ وہ لقیط خنثی تھا تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) (ل) اگر وہ خنثی مشکل تھا تو (اس کے نسب کا) ان دونوں شخصوں کے لئے حکم ہوگا (ب) اور اگر وہ خنثی، مشکل نہ تھا اور اس کے متعلق لڑکا قرار دینے کا حکم کیا گیا تو وہ اس شخص کے لئے ہوگا جس نے یہ دعوی کیا تھا کہ وہ اس کا بیٹا ہے	تتارخانیہ
۲۰	اگر (لقیط کی نسب کے) دعویدار دو سے زائد ہوں تو اس کے متعلق امام ابو حنیفہ رح سے روایت ہے کہ آپ نے پانچ مدعیوں تک جواز کا حکم دیا ہے	سراجیہ
۲۱	(لقیط کے متعلق) کسی عورت نے دعوی کیا کہ وہ اس کا بیٹا ہے تو اگر اس کے خاوند نے اس کی تصدیق کی یا دایہ نے اس عورت کے لئے گواہی دی یا اس عورت نے گواہی قائم کی تو (ان صورتوں میں) اس عورت کا وہ دعوی صحیح قرار پائے گا ورنہ نہیں۔ اور (صرف) دایہ کی گواہی پر تب ہی اکتفا کیا جائے گا جبکہ اس عورت کا خاوند موجود ہو اور اس ولادت کا منکر ہو اور اگر اس کا خاوند موجود نہ ہو تو (پھر) دو مردوں کی گواہی ضروری ہے ۲؎	بحرالرائق
۲۲	اگر (لقیط کے متعلق) کسی عورت نے یہ دعوی کیا کہ وہ زنا سے اس کا بیٹا ہے تو قاضی اس کے مطابق حکم کریگا	سراجیہ
۲۳	(ل) اور اگر اس (لقیط کی نسب) کے متعلق دو عورتوں نے دعوی کیا تو امام ابو یوسف رح اور امام محمد رح کے قول کے بموجب ان دونوں عورتوں میں سے کسی سے نسب ثابت نہ ہوگی (ب) اور امام ابو حنیفہ رح کے قول	

ہوتا پس عورت کا وہ قول بغیر گواہی قبول نہ ہوگا اور اس عورت کے خاوند کی تصدیق یا دایہ کی گواہی سے اس عورت کا دعوی اس لئے قبول قرار پاتا ہے کہ اس طرح اس لقیط سے اس خاوند کی نسب ثابت قرار پاکر اس لقیط سے عار دور ہو جاتی ہے یعنی یہ عار کہ اس کا باپ نہیں اس لئے کہ پھر ابن الزنا ہونے کا مظنہ قرار پاتا ہے۔ نیز ردالمحتار میں ہے کہ یہاں شهادة الرجلين یعنی دو مردوں کی گواہی میں حصر نہیں ہے بلکہ مراد نصاب شہادت ہے پس اس میں ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی قبول ہونے کے منافی نہ ہوگا۔ مفہوم فی الجملہ ملخصا ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۳ ص ۳۴۵، ص ۳۴۶ - حکم نمبر ۱۴، ۲۳، ۲۴ / ۵۰۴ نیز ۲ ۳ ۵ / ۵۱۶ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	اللقیط	اللقیط	حوالہ
۵۰۴ -	یثبت من المرأتین ولکن لا بد له حجة عند التعارض والتنازع والحجة شهادة امرأة واحدة علی روایة ابی حفص وعلی روایة ابی سلیمان الحجة شهادة رجلین او رجل وامرأتین فان اقاما ذلك یثبت النسب منهما ومالا فلا وفی الخانیة وان اقامت احداهما رجلین والآخری امرأتین یجعل ابنا للتی شهد لها رجلان وفی شرح الطحاوی وان اقامت احداهما البینة دون الاخری فانه یجعل ابنا للتی قامت لها البینة		کذا فی التاتارخانیة
۲۴	ولو ادعت امرأتان اللقیط وکل واحد منهما تقیم البینة علی رجل علیحدة بعینه انها ولدته منه قال ابو حنیفة رح یصیر ولدهما من رجلین جمیعا وقالا رح لا یصیر ولدهما ولا ولد الرجلین		کذا فی التاتارخانیة
۲۵	لو ادعاه رجل انه ابنه من هذه المرأة الحرة وادعی آخر انه عبده و اقاما البینة قضی للذی ادعی بنوته وان ادعی احدهما انه ابنه من هذه المرأة الحرة وادعی الآخر انه ابنه من هذه المرأة الامة قضی للذی ادعی النسب من المرأة الحرة ولو اقاما کل واحد منهما بینة انه ابنه من هذه الحرة عین کل واحد منهما امرأة اخری قضی بالولد بینهما وهل یثبت نسب الولد من المرأتین فعلی قول ابی حنیفة رح یثبت وعلی قولهما لا یثبت		کذا فی المحیط

۔ ۱ے حکم نمبر ۲۵۱۲۴۰۲۱/۵۰۴ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۔ ۲ے حکم نمبر ۲۵۱۲۳۰۲۱/۵۰۴ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۔ ۳ے درمختار میں ہے کہ کسی لقیط کے متعلق دو آزاد مردوں نے دعوی کیا ان میں سے ایک نے یہ دعوی کیا کہ وہ لقیط اس آزاد عورت سے اس کا بیٹا ہے اور دوسرے نے یہ دعوی کیا کہ وہ لقیط اس باندی سے اس کا بیٹا ہے تو جو مرد آزاد عورت سے بیٹے کا دعویدار ہے وہ اولیٰ ہے اس لئے اس کا ثبوت جانبین سے ہے یہ زیلعی میں ہے اور ردالمحتار میں ہے کہ نسب تو ماں کی جانب سے کبھی ثابت ہو جاتی

دفعات/شق نمبر	لقیط کے احکام لقیط کے احکام کا بیان	حوالہ
۵۰۴ -	کے بموجب (اس کی) نسب ان دونوں عورتوں سے ثابت قرار پائے گی لیکن اس کے لئے تعارض اور تنازع کے وقت کوئی حجت (یعنی دلیل) ہونا ضروری ہے اور (مذکورہ حجت) ابو حفصؒ کی روایت پر (کم از کم) ایک عورت کی گواہی ہے اور ابو سلیمانؒ کی روایت پر حجت دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی ہے۔ اگر ان دونوں عورتوں نے ایسی حجت قائم کی تو ان دونوں سے نسب ثابت ہوگی اور اگر ایسی حجت قائم نہ کی تو نسب ثابت نہ ہوگی (ج) اور الخانیہ میں ہے کہ اگر ان دو عورتوں میں سے ایک نے دو مردوں کی گواہی قائم کی اور دوسری نے دو عورتوں کی گواہی قائم کی تو وہ لقیط اس عورت کا بیٹا قرار دیا جائے گا جس کے لئے دو مردوں نے گواہی دی (د) اور شرح الطحاوی میں ہے کہ اگر ان دو عورتوں میں سے ایک نے گواہی قائم کی اور دوسری نے نہ قائم کی تو وہ لقیط اس عورت کا بیٹا قرار دیا جائے گا جس کے لئے گواہی قائم ہوئی ۱؎	تتارخانیہ
۲۴	(ا) اگر دو عورتوں نے لقیط (سے نسب) کا دعوی کیا اور ان دو عورتوں میں سے ہر ایک نے ایک ایک الگ الگ معین مرد پر گواہی قائم کی کہ اس عورت نے وہ لقیط اس مرد سے جنا ہے تو اس کے متعلق امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے کہ وہ لقیط ان دونوں عورتوں کا ولد ان دونوں مردوں سے جمیعا قرار پائے گا (ب) اور صاحبینؒ کا قول یہ ہے کہ وہ لقیط نہ ان دو عورتوں کا ولد اور نہ ان دو مردوں کا ولد قرار پائے گا ۲؎	تتارخانیہ
۲۵	(ا) اگر اس (لقیط) کے متعلق ایک مرد نے یہ دعوی کیا کہ وہ اس آزاد عورت سے اس کا بیٹا ہے اور دوسرے مرد نے یہ دعوی کیا کہ وہ (لقیط) اس کا غلام ہے اور ان دونوں نے گواہی قائم کی تو اس کے لئے حکم ہوگا جس نے اس کے متعلق اپنا بیٹا ہونے کا دعوی کیا (ب) اور اگر ان دو مردوں میں سے ایک نے یہ دعوی کیا کہ وہ (لقیط) اس آزاد عورت سے اس کا بیٹا ہے اور دوسرے مرد نے یہ دعوی کیا کہ وہ اس باندی سے اس کا بیٹا ہے تو اس کے لئے حکم ہوگا جس نے آزاد عورت سے اس کی نسب کا دعوی کیا (ج) اور اگر ان دونوں مردوں میں سے ہر ایک نے یہ دعوی کیا کہ وہ لقیط اس آزاد عورت سے اس کا بیٹا ہے اور ان دونوں میں سے ہر ایک نے دوسری عورت (یعنی الگ الگ عورت) معین کی تو اس کے متعلق ان دونوں کا ولد ہونے کا حکم ہوگا اور کیا (اس صورت میں) اس ولد کی نسب ان دونوں عورتوں سے ثابت ہوگی؟ امام ابو حنیفہؒ کے قول کے بموجب ثابت ہوگی اور صاحبینؒ کے قول کے بموجب ثابت نہ ہوگی ۳؎	محیط

ہیں۔ خواہ وہ باندی اس کی بیوی تھی یا اس کی مملوکہ تھی پس (جانبین سے ثبوت سے) مراد، میراث، حضانت وجوب نفقہ وغیرہ ہیں کیونکہ یہ آزاد عورت سے مخصوص ہیں پس ثبوت میں یہ گواہی اکثر ہے۔ مفہوم ماخوذ از درمختار ردالمحتار ج ۲ ص ۲۴۷

نیز حکم نمبر ۳، ۲۳، ۲۴، ۲۹ / ۵۰۴ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	اللقیط	حوالہ
۲۶،۵۰۴/	رجلان ادعیا نسب اللقیط واقاما البینة وارّخت بینة کل واحد منهما یقضی لمن یشهد له سن الصبی فان کان سن الصبی مشتبها لم یوافق کلا من التاریخین فعلی قولهما یسقط اعتبار التاریخ و یقضی به بینهما باتفاق الروایات واما علی قول ابی حنیفة فذکر خواهر زادة انه یقضی به بینهما فی روایة ابی حفص وفی روایة ابی سلیمان یقضی لاقدمهما تاریخا وفی التتارخانیة انه یقضی به بینهما فی عامة الروایات وهو الصحیح	کذا فی البحر الرائق وهکذا فی المحیط
۲۷	اذا کان الصبی فی یدی رجل یدعی انه ابنه ویقیم علی ذلک بینة ویقیم رجل آخر بینة انه ابنه تقضی لصاحب الید	کذا فی التبیین
۲۸	صبی فی یدی امرأة ادعت امرأة اخری انه ابنها واقامت علی ذلک بینة امرأة وادعت التی فی یدیها الصبی انه ابنها واقامت علی ذلک بینة یقضی للتی فی یدیها ولو شهدت لصاحبة الید امرأة و شهد للخارجة رجلان تقضی للخارجة	کذا فی التبیین
۲۹	صبی فی یدی رجل وحر تحته حرة اقام بینة انه ابنه من امرأته هذه واقام الذی فی یدیه بینة انه ابنه الا انه لم ینسب الی امه فانه یقضی بالولد للمدعی	کذا فی التبیین
۳۰	ویثبت نسبه من ذمی ان ادعاه ویکون اللقیط مسلما ان لم یکن فی مکان اهل الذمة وهذا استحسان	کذا فی التبیین
	وابن الذمی اللقیط انما یکون مسلما اذا لم یقم بینة انه ابنه فان برهن بشهود المسلمین قضی له به وصار تبعا فی دینه وان اقام بینة من اهل الذمة لایکون ذمیا	کذا فی البحر الرائق

۱ھ حکم نمبر ۲۷ تا ۲۹، ۳۲، ۳۸ / ۵۰۴ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲ھ حکم نمبر ۲۷/۵۰۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات متن نمبر	لقیط کے احکام — لقیط کے احکام کا بیان	حوالہ
۲۶۰۵۰۴	(ا) دو مردوں نے ایک لقیط کی نسب کا دعوی کیا-ان دونوں نے گواہی قائم کی اور ان دونوں میں سے ہر ایک کی گواہی میں تاریخ بیان ہوئی تو اس کے لئے حکم ہوگا جس کی (بیان کردہ) تاریخ کے لئے اس بچہ کی عمر شاہد ہو (ب) پھر اگر اس بچہ کی عمر متشابہ ہو ان دونوں تاریخوں میں سے کسی سے موافق نہ ہو تو (ا) صاحبینؒ کے قول کے بموجب (ان دونوں میں سے ہر) تاریخ کا اعتبار ساقط ہوگا (و) باتفاق الروایات ان دونوں کے لئے (نسب کا) حکم ہوگا (۲) اور امام ابو حنیفہؒ کے قول کے بموجب خواہرزادہؒ نے ذکر کیا ہے کہ ابو حفصؒ کی روایت کی بنا پر دونوں کے لئے حکم ہوگا اور ابو سلیمانؒ کی روایت کی بنا پر جس کی تاریخ مقدم ہے اس کے لئے حکم ہوگا (۳) اور التتارخانیہ میں ہے کہ عامۃ الروایات میں ان دونوں کے لئے حکم ہوگا اور یہی حکم صحیح ہے	بحرالرائق، محیط
۲۷	جب کوئی بچہ کسی ایسے مرد کے قبضہ میں ہو جو یہ دعوی کرتا ہو کہ وہ اس کا بیٹا ہے اور وہ اس پر گواہی قائم کرتا ہے اور ایک اور مرد یہ گواہی قائم کرتا ہے کہ وہ اس کا بیٹا ہے تو قابض کے لئے حکم ہوگا[1]	تبیین
۲۸	(ا) ایک بچہ ایک عورت کے قبضہ میں ہے اور ایک اور عورت نے یہ دعوی کیا کہ وہ اسکا بیٹا ہے اور اس نے اس پر (صرف) ایک عورت کی گواہی قائم کی اور وہ بچہ جس عورت کے قبضہ میں ہے اس نے یہ دعوی کیا کہ وہ اس کا بیٹا ہے اور اس نے اس پر گواہی قائم کی تو اس بچہ کے متعلق اس کے لئے حکم ہوگا جس عورت کے قبضہ میں ہے (ب) اور اگر قابضہ کے لئے (صرف) ایک عورت نے گواہی دی اور خارجہ (یعنی دوسری غیر قابضہ) کے لئے دو مردوں نے گواہی دی تو خارجہ کے لئے حکم ہوگا[2]	تبیین
۲۹	ایک بچہ کسی شخص کے قبضہ میں ہے اور ایک اور آدمی کے تحت ایک آزاد عورت ہے اس (دوسرے) نے یہ گواہی قائم کی کہ وہ بچہ اس کی اس عورت سے اس کا بیٹا ہے اور جس آدمی کے قبضہ میں ہے (یعنی مدعا علیہ شخص) اس نے یہ گواہی قائم کی کہ وہ اس کا بیٹا ہے لیکن اس نے اسے اسکی ماں کی طرف نسبت نہ بیان کی تو (اس صورت میں) قاضی مدعی کے لئے (یعنی اس دوسرے آدمی کے لئے) حکم کرے گا[3]	تبیین
۳۰	(ا) لقیط کا نسب ذمی شخص سے[4] ثابت ہوسکے گی بشرطیکہ اس نے اس کا دعوی کیا اور وہ لقیط مسلمان قرار پائے گا جبکہ وہ لقیط اہل ذمہ کی جگہ میں نہ (پایا گیا) تھا اور یہ حکم از روئے استحسان ہے	تبیین
	(ب) ذمی شخص کا لقیط بیٹا تب ہی مسلمان قرار پائے گا جبکہ اس نے یہ گواہی نہ قائم کی کہ وہ لقیط اس کا بیٹا ہے اور اگر اس نے (اس پر) دو مسلمان گواہوں کی گواہی قائم کی تو اس کی بنا پر اس لقیط کے متعلق اس ذمی کے لئے حکم ہوگا اور وہ تبعا اس ذمی کے دین میں ہوگا اور اگر اس (ذمی) نے اہل ذمہ سے گواہی قائم کی تو وہ لقیط ذمی نہ قرار پائے گا[5]	بحرالرائق

[3] حکم نمبر ۲۵/۲۷ / ۵۰۴ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [4] حکم نمبر ۱۴ تا ۱۶، ۲۰ تا ۳۴، ۴۱ / ۵۰۴ اور ذمی کے مفہوم کیتعلق حکم ۱۰۹۵ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات/تشریح نمبر	اللقيط	حواله
۵۰۴ - ۳۱	والمعتبر هو المكان وقد اختلف المشائخ[۱] فيه فحاصله ان هذه المسئلة على اربعة اوجه احدها ان يجده مسلم فى مكان المسلمين كالمسجد او القرية او المصر للمسلمين فيكون مسلما والثانى ان يجده كافر فى مكان اهل الكفر كالبيعة والكنيسة وقرية من قراهم فيكون كافرا والثالث ان يجده كافر فى مكان المسلمين والرابع ان يجده مسلم فى مكان الكافرين ففى هذين الفصلين اختلفت الرواية ففى كتاب اللقيط العبرة للمكان	هكذا فى التبيين
	وعليه جرى القدورى[۲] وهو ظاهر الرواية	كذا فى النهر الفائق
۳۲	لو ادرك اللقيط كافرا ان كان الملتقط وجده فى مصر من امصار المسلمين فانه يحبس ويجبر على الاسلام وهو الصحيح	كذا فى خزانة المفتين
۳۳	كل من حكم باسلامه تبعا اذا بلغ كافرا يجبر على الاسلام ولكن لا يقتل استحسانا	كذا فى المحيط
۳۴	ويثبت نسبه من عبد اذا ادعاه ويكون الولد حرا ولو قال العبد هو ولدى من زوجتى وهى امة فصدقه مولاه ثبت نسبه ويكون حرا عند محمد[۳]	كذا فى التبيين
۳۵	والمسلم احق من الذمى عند التنازع اذا كان حرا وان كان عبدا فالذمى اولى[۴]	كذا فى التبيين
۳۶	واذا مات اللقيط وترك مالا او لم يترك فادعى رجل بعد موته انه ابنه لا يصدق الا بحجة	كذا فى فتاوى قاضيخان
۳۷	وفى الذخيرة صبى فى يدى رجل لا يدعيه اقامت امرأة بينة انها ولدته ولم تسم اباه واقام رجل بينة انه ابنه ولد على فراشه ولم يسم امه فانه يجعل ابن هذا الرجل من هذه المرأة ويجعل كانها ولدته على فراشه	

۱؎ حکم نمبر ۳۰/۵۰۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۲؎ حکم نمبر ۳۱/۵۰۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۳؎ حکم نمبر ۳۰/۵۰۴ نیز ۳۰،۴۳،۴۱/۴۹۳ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۴؎ حکم نمبر ۳/۵۰۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۵؎ حکم نمبر ۳۵/۵۰۴ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	لقیط کے احکام لقیط کے احکام کا بیان	حوالہ
۵۰۴-۳۱	(ر) اور لقیط کے احکام میں) معتبر مکان ہی ہے اور اس میں مشائخ رحمہ نے اختلاف کیا ہے اور اس کا ماحصل یہ ہے کہ یہ مسئلہ چار طور پر ہے (۱) ان میں سے ایک یہ کہ اس لقیط کو کوئی مسلمان، مسلمانوں کی جگہ مثلاً مسجد، مسلمانوں کے گاؤں یا مسلمانوں کے شہر میں پائے تو (اس صورت میں) وہ (لقیط) مسلمان قرار پائے گا (۲) دوسرے یہ کہ اس (لقیط) کو کوئی کافر، اہل کفر کی جگہ مثلاً یہودیوں اور عیسائیوں کی عبادت گاہ یا ان کے دیہاتوں میں سے کسی دیہات میں پائے تو (اس صورت میں) وہ (لقیط) کافر قرار پائے گا (۳) تیسرے یہ کہ اس (لقیط) کو کوئی کافر شخص، مسلمانوں کی جگہ میں پائے (۴) اور چوتھے یہ کہ اس (لقیط) کو کوئی مسلمان شخص کافروں کی جگہ میں پائے تو ان (آخری) دو صورتوں (کے حکم) کی روایت میں اختلاف ہے۔ اور کتاب اللقیط کی روایت میں ہے کہ اعتبار مکان کا ہے	
	(ب) اور اسی (مذکورہ حکم) پر قدوری نے حکم جاری کیا ہے اور یہ ظاہر الروایت ہے [۱]	تبیین نہر فائق
۳۲	اگر کوئی لقیط بالغ ہو کر کافر ہو گیا تو اگر اس لقیط کو اٹھانے والے نے اسے مسلمانوں کے شہروں میں سے کسی شہر میں پایا تھا (اور اس طرح وہ تبعاً مسلمان قرار پایا تھا)، تو اسے اظہارِ کفر پر قید کیا جائے گا اور اسے اسلام پر مجبور کیا جائے گا اور یہی حکم صحیح ہے [۲]	خزانہ مفتین
۳۳	ہر وہ لقیط جس کے اسلام کا حکم تبعاً کیا گیا جب وہ بالغ ہو کر کافر ہو گیا تو اس (مرتد) کو اسلام لانے پر مجبور کیا جائے گا لیکن از روئے استحسان اسے قتل نہ کیا جائے گا [۳]	محیط
۳۴	لقیط کی نسب غلام سے ثابت ہو سکتی ہے جبکہ اس غلام نے اس لقیط کی نسب کا دعوی کیا اور وہ لقیط (بچہ)، آزاد قرار پائے گا اور اگر (لقیط کے متعلق)، غلام نے یوں کہا کہ وہ میرا ولد میری بیوی سے ہے اور اس کی بیوی باندی ہے اور اس غلام کے آقا نے اس کی تصدیق کی تو اس (لقیط) کی نسب اس غلام سے ثابت ہوگی اور وہ آزاد قرار پائے گا یہ حکم امام محمدؒ کے ہاں ہے [۴]	تبیین
۳۵	(لقیط کے متعلق) تنازع کے وقت، مسلمان شخص، ذمی شخص سے زیادہ حقدار ہے بشرطیکہ وہ مسلمان آزاد ہو اور اگر وہ غلام ہو تو ذمی شخص اولی ہے [۶] [۵-۷]	تبیین
۳۶	جب کسی لقیط کی وفات ہو گئی اور اس نے مال چھوڑا یا نہ چھوڑا پھر اس کی موت کے بعد کسی شخص نے دعوی کیا کہ وہ اس کا بیٹا ہے تو کسی حجت (یعنی دلیل)، کے بغیر اس کی تصدیق نہ کی جائے گی	قاضیخان
۳۷	(ا) الذخیرہ میں ہے کہ ایک (لقیط)، بچہ کسی مرد کے قبضہ میں ہے وہ اس کا دعوی نہیں کرتا، ایک عورت نے گواہی قائم کی کہ اس نے اس بچہ کو جنا اور اس (عورت)، نے اس بچہ کے باپ کا نام نہ لیا اور ایک اور مرد نے گواہی قائم کی کہ وہ (لقیط)، اس کا بیٹا ہے جو اس کے فراش پر پیدا ہوا ہے اور (۳) نے (۱) بچہ کی،	

[۶] حکم نمبر ۱۴/۵۰۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، [۷] فتاوی ہذا کی اس اشاعت میں حکم نمبر ۳۵/۵۰۴ کے بعد غلاموں سے مخصوص تقریباً
[۸] احکام کا اندراج متروک ہے اسکے متعلق حکم نمبر ۱۳/۵۰۴ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	اللقیط	حوالہ
۵۰۴ -		
	وکذلک لوکان الصبی فی ید هذا الرجل او ید هذه المرأة وباقی المسئلة بحالها فانه یجعل ابن هذا الرجل من هذه المرأة ولا یعتبر الترجیح بالید	کذا فی التتارخانیة
۳۸	صبی فی یدی رجل من اهل الذمة یدعی انه ابنه وجاء رجل من المسلمین واقام بینة من المسلمین او من اهل الذمة انه ابنه واقام الذی فی یده بینة من المسلمین انه ابنه قضی للذمی ویرجح الذمی علی المسلم بحکم یده	کذا فی التتارخانیة
۳۹	لو ادرک اللقیط ووالی رجلا جاز ولاؤه فان کان جنی جنایة ثم عقله علی بیت المال ثم لو والی رجلا لا یصح ولاؤه	کذا فی فتاوی قاضیخان
۴۰	ولا یملک الملتقط علی اللقیط ذکرا کان اللقیط او انثی تصرفا من بیع او شراء او نکاح او غیره وانما له ولایة الحفظ لاغیر	کذا فی فتاوی قاضیخان
۴۱	ولیس له ان یختنه فان فعل وهلک من ذلک کان ضامنا	کذا فی فتاوی قاضیخان
۴۲	وللملتقط ان ینقل اللقیط حیث شاء	کذا فی فتاوی قاضیخان
۴۳	ولا یجوز ان یؤاجره ذکره فی الکراهیة وهو الاصح	کذا فی التتارخانیة
۴۴	فان وجد مع اللقیط مال وامر القاضی الملتقط ان ینفق علیه من ذلک المال فاشتری له طعاما او کسوة فذلک جائز	کذا فی المحیط
۴۵	واذا قتل اللقیط خطاء تجب الدیة علی عاقلة القاتل وتکون لبیت مال المسلمین	کذا فی المحیط
۴۶	وان قتل عمدا فصالح الامام القاتل علی الدیة جاز ولو عفی عن القاتل لا یجوز ولو اراد ان یقتل القاتل فله ذلک	

لے حکم نمبر ۲۷/۵۰۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ؎۲ حکم نمبر ۲۷/۵۰۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ؎۳ حکم نمبر ۱۲،۶/۵۰۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو اور موالات اور اس کے متعلق احکام فتاوی عالمگیری کی بحث ۳۷، باب ۲ میں ہیں (مترجم)

دفعات شق نمبر	لقیط کے احکام — لقیط کے احکام کا بیان	حوالہ
۵۰۴ -	ماں کا نام لیا تو بچہ اس (دوسرے) مرد کا بیٹا اس عورت سے قرار دیا جائے گویا کہ اس عورت نے وہ بچہ اس مرد کے فراش پر جنا ہے	
	(ب) اور اسی (مذکورہ) حکم کی طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر وہ (لقیط) بچہ اس مرد کے قبضہ میں یا اس عورت کے قبضہ میں تھا اور باقی مسئلہ حسب حال (مذکورہ) تھا تو وہ بچہ اس مرد کا بیٹا اس عورت سے قرار پائے گا اور (اس صورت میں) قبضہ کی وجہ سے ترجیح معتبر نہ ہوگی ۱ھ	تتارخانیہ
۳۸	کوئی (لقیط) بچہ، اہل ذمہ میں سے کسی مرد کے پاس تھا جو یہ دعوی کرتا ہے کہ وہ اس کا بیٹا ہے ایک اور مرد مسلمانوں میں سے آیا اور اس نے مسلمانوں میں سے یا ذمیوں میں سے یہ گواہی قائم کی کہ وہ (لقیط) بچہ اس کا بیٹا ہے اور جس (ذمی) کے قبضہ میں وہ بچہ ہے اس نے مسلمانوں میں سے یہ گواہی قائم کی کہ وہ اس کا بیٹا ہے تو (اس صورت میں) ذمی کے لئے حکم ہوگا اور قبضہ کی وجہ سے اس ذمی کو (اس حکم میں) مسلمان پر ترجیح دی جائے گی ۲ھ	تتارخانیہ
۳۹	(۱) اگر لقیط (بچہ) بالغ ہوا اور اس نے کسی شخص سے موالات کی تو اس کی ولاء جائز ہے (ب) اور اگر لقیط نے کوئی جنایت کی تھی اور اس کا تاوان بیت المال پر ہوا پھر اس نے کسی شخص سے موالات کی تو پھر اس کی وہ ولاء صحیح نہ ہوگی ۳ھ	قاضیخان
۴۰	لقیط خواہ مذکر ہو یا مؤنث ہو، ملتقط (یعنی اسے اٹھانے والا) اس پر بیع، شراً یا نکاح وغیرہ کے تصرف کا مالک نہیں ہوتا البتہ اسے اس کی حفاظت کی ولایت حاصل ہے اس کے علاوہ نہیں ۴ھ	قاضیخان
۴۱	اور اس (ملتقط) کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ اس لقیط کا ختنہ کرے پس اگر اس نے ایسا کیا اور (اس سے) وہ لقیط ہلاک ہوگیا تو وہ (ملتقط) ضامن ہوگا ۵ھ	قاضیخان
۴۲	ملتقط کو یہ اختیار ہے کہ وہ لقیط کو جہاں چاہے لے جائے	قاضیخان
۴۳	اس (ملتقط) کو یہ جائز نہیں ہوتا کہ وہ اس (لقیط) کو مزدوری پر دے یہ حکم الکراھیہ میں مذکورہ ہے اور یہ حکم زیادہ صحیح ہے ۶ھ	تتارخانیہ
۴۴	اگر لقیط کے ساتھ مال پایا گیا اور قاضی نے ملتقط کو حکم دیا کہ وہ اس مال سے اس لقیط پر خرچ کرے پس اس (ملتقط) نے اس (لقیط) کے لئے طعام اور لباس خریدا تو یہ جائز ہے ۷ھ	محیط
۴۵	جب لقیط خطاءً قتل کیا گیا تو قاتل کی عاقلہ پر دیت واجب ہوگی اور وہ دیت بیت المال کیلئے ہوگی ۸ھ	محیط
۴۶	(۱) اگر لقیط عمداً قتل کیا گیا تو امام (یعنی حاکم مجاز یعنی لقیط کے ولی) نے قاتل سے دیت پر صلح کرلی تو جائز ہے (ب) اور اگر اس امام نے اس قاتل کو معاف کردیا تو یہ جائز نہ ہوگا (ج) اور اگر اس (امام) نے	

۴ھ حکم نمبر ۶/۵۰۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۵ھ حکم نمبر ۳۶/۱۱۷۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۶ھ حکم نمبر ۶/۵۰۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)،
۷ھ حکم نمبر ۶/۵۰۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۸ھ قتل خطاء کے متعلق حکم نمبر ۲/۱۱۶۹، ۱۰۶۹/۱۱۷۰ اور دیت کے متعلق حکم نمبر ۱۱۷۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	اللقیط	حوالہ
۵۰۴-	عند ابی حنیفۃ و محمد رح	كذا فی المحیط
۴۷	واذا انفق الملتقط علی اللقیط من مال نفسه ان انفق بغیر امر القاضی فهو فی ذلك متطوع	كذا فی المحیط
۴۸	وان انفق بامر القاضی ان كان القاضی امره بالانفاق علی ان یكون دینا علیه فان ظهر له اب كان للملتقط حق الرجوع علی ابیه وان لم یظهر له اب فله حق الرجوع علیه اذا كبر	كذا فی المحیط
۴۹	وان كان القاضی امره بالانفاق ولم یقل له علی ان یكون دینا علیه ذكر شمس الائمة السرخسی انه لا یكون له حق الرجوع فی ظاهر الروایة والاصح ما ذكر فی ظاهر الروایة	كذا فی المحیط
۵۰	اذا ادرك اللقیط وتزوج امرأة ثم اقر انه عبد لفلان ولامرأته علیه صداق فصداقها علیه لازم ولا یصدق علی ابطاله	كذا فی فتاوی قاضیخان
۵۱	وكذا لو استدان دینا او بایع انسانا او كفل كفالة او وهب هبة او تصدق بصدقة او سلم او كاتب عبده او دبره او اعتقه ثم اقر انه عبد لفلان لا یصدق فی ابطال شیء من ذلك	كذا فی فتاوی قاضیخان

واللہ اعلم

۱؎ قتل عمد کے متعلق حکم نمبر ۲/۱۱۶۹ ، ۱ تا ۳/۱۱۷۰ اور دیت کے متعلق احکام حکم نمبر ۱۱۷۷ مع حواشی ہیں ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۶/۵۰۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۶/۵۰۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ حکم نمبر ۶/۵۰۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

۵؎ حکم نمبر ۵۱/۵۰۴ نیز ۳۴/۵۰۴ ملاحظہ ہوں اور غلام کے نکات کے احکام فتاوی عالمگیری کی بحث ۶ کے باب ۹ میں ہیں (مترجم)

دفعات/شق نمبر	لقیط کے احکام — لقیط کے احکام کا بیان	حوالہ
۵۰۴ -	یہ چاہا کہ (اس لقیط کے قصاص میں) قاتل کو قتل کرے تو اسے ایسا کرنے کا اختیار ہے یہ حکم امام ابوحنیفہ رح اور امام محمد رح کے ہاں ہے [1]	محیط
۴۷	جب ملتقط نے لقیط پر اپنے مال سے خرچ کیا تو اگر اس نے قاضی (یعنی حاکم مجاز) کے حکم کے بغیر خرچ کیا تو وہ ایسا کرنے میں (بطور نفل) عمل صالح کرنے والا ہے [2]	محیط
۴۸	(ل) اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس (ملتقط) نے (اس لقیط پر) قاضی کے حکم سے خرچ کیا تو اگر قاضی نے اسے اس شرط پر حکم دیا تھا کہ وہ خرچ اس لقیط پر قرض ہوگا تو اگر اس لقیط کا باپ ظاہر ہوگیا تو اس ملتقط کو اس لقیط کے باپ سے (وہ خرچ) لینے کا حق ہوگا (ب) اور اگر اس لقیط کا باپ ظاہر نہ ہوا تو اس ملتقط کو اس لقیط کے بڑا ہونے (یعنی بالغ ہونے) پر اس سے (وہ خرچ) لینے کا حق ہوگا [3]	محیط
۴۹	اگر (مذکورہ صورت میں) قاضی نے اس ملتقط کو (اس لقیط پر) خرچ کرنے کا حکم کیا اور اسے یہ نہ کہا کہ اس شرط پر ہے کہ وہ اس (لقیط) پر قرض ہوگا تو (اس کے حکم کے متعلق) شمس الائمہ السرخسی رح نے ذکر کیا ہے کہ ظاہر روایت کے بموجب اس ملتقط کو (اس لقیط سے) واپس لینے کا حق نہ ہوگا اور زیادہ صحیح حکم وہ ہے جو ظاہر روایت میں ہے [4]	محیط
۵۰	جب کوئی لقیط بالغ ہوا تو اس نے کسی عورت سے نکاح کرلیا پھر اس نے یہ اقرار کیا کہ وہ فلاں شخص کا غلام ہے اور اس پر اس کی بیوی کے لئے حق مہر (باقی) ہے تو اس عورت کا حق مہر اس (لقیط) پر لازم ہوگا اور اس حق مہر کے باطل کرنے میں اس (کے غلام ہونے) کی تصدیق نہ کی جائے گی [5]	قاضیخان
۵۱	اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر کسی لقیط نے (بالغ ہوکر) کسی سے قرض لیا یا کسی سے بیع کی یا کسی کا کفیل بنا یا کسی کو ہبہ یا صدقہ دیکر اسے سپرد کردیا یا اس نے اپنے غلام کو مکاتب کیا یا مدبر کیا یا آزاد کیا پھر اس نے یہ اقرار کیا کہ وہ فلاں شخص کا غلام ہے تو ان (مذکورہ) امور میں سے کسی چیز کے باطل کرنے میں اس (کے غلام ہونے) کی تصدیق نہ کی جائے گی [6]	قاضیخان

واللہ اعلم

[6] حکم نمبر ۵۰/۵۰۴ مع حاشیہ اور مکاتب و مدبر کے مفہوم کے متعلق ۱،۲/۲۳۳ کے حواشی ملاحظہ ہوں اور ان کے احکام فتاویٰ عالمگیری کی بحث ۹، ۲۶ میں ہیں (مترجم)

اسلامی قوانین کا شہرۂ آفاق اور مایۂ ناز مجموعہ

فتاویٰ عالمگیریہ

جلد ۱۵

کتاب اللقطۃ

راستہ میں گری پڑی لاوارث چیز کی بحث

عنوان ۱ ، تعداد شق ۷۹

عربی متن مع اردو ترجمہ نمبروار احکام کے ساتھ

پیشکش: مجلس منتظمہ اشاعت فتاویٰ عالمگیریہ

دفعات شق نمبر	اللقطة	اللقطة	حوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمد سید المرسلین وعلی آلہ واصحابہ وعلی عباد اللہ الصالحین، اجمعین، آمین

کتاب اللقطة

دفعات ۵۰۵ تا ۵۰۵، عنوان ۱، تعداد شق ۷۹

دفعات شق نمبر	اللقطة	حوالہ
۵۰۵	**اللقطة** تعداد شق ۷۹	
۱	هی مال یوجد فی الطریق ولا یعرف له مالک بعینه	کذا فی الکافی
۲	التقاط اللقطة علی نوعین نوع من ذلك یفترض وهو ما اذا خاف ضیاعها ونوع من ذلك لا یفترض وهو ما اذا لم یخف ضیاعها ولكن یباح اخذها اجمع علیه العلماء	کذا فی المحیط
۳	واختلفوا فیما بینهم ان الترک افضل او الرفع ظاهر مذهب اصحابنا ان الرفع افضل	کذا فی المحیط
	سواء کانت اللقطة دراهم او دنانیر او عروضا او شاة او حمارا او بغلا او فرسا او ابلا وهذا اذا کان فی الصحراء فان کان فی القریة فترک الدابة افضل	کذا فی فتاوی قاضیخان

ؔ۱ حکم نمبر ۱/۱۰۸۲ ، ۱/۱۰۸۶ کے ابواب کے حواشی ملاحظہ ہوں۔ نیز کتاب اللقطہ یعنی راستہ میں گرے پڑے لاوارث مال کی بحث جس میں لقطہ کی تعریف واحکام کا بیان ہے یہ بحث بطور انتخاب ہے جوکہ فتاوی عالمگیری عربی کی بحث ۱۵ اور اردو مع عربی کی اشاعت ہذا میں بطور جلد ۱۵ اشاعت پذیر ہے (مترجم) ؔ۲ حکم نمبر ۳/۵۰۵ اور اس کی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۲/۵۰۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	لقطہ کے احکام	لقطہ کے احکام کا بیان	حوالہ
	بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو سب جہانوں کا رب ہے اور درود و سلام ہمارے سردار حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر، جو سب رسولوں کے سردار ہیں اور ان کی آل پر، انکے اصحاب پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر، سب پر ہو، آمین **لقطہ کی بحث** [1] دفعات ۵۰۵ تا ۵۰۵، عنوان ۱، تعداد شق ۹۷		
۵۰۵	**لقطہ** (یعنی راستہ میں گرا پڑا لاوارث مال) اور اس میں ۹۷ شقیں ہیں		
۱	لقطہ وہ مال ہے جو راستہ میں پایا جائے اور اس کا مالک بعینہ معلوم نہ ہو		کافی
۲	(ا) لقطہ اٹھانے کا حکم دو نوع پر ہے ان میں سے ایک نوع (وہ ہے کہ اس میں لقطہ اٹھا لینا) فرض ہوتا ہے اور یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب اس (لقطہ) کے ضائع ہونے کا خوف ہو۔ (ب) اور ان میں سے ایک نوع (وہ ہے کہ اس میں لقطہ اٹھا لینا) فرض نہیں ہوتا اور یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب اس کے ضائع ہونے کا خوف نہ ہو لیکن (اس صورت میں) اس لقطہ کا اٹھا لینا مباح ہوتا ہے اس پر علماء کا اجماع ہے [2]		محیط
۳	(ا) اور (لقطہ اٹھانا مباح ہونے کی مذکورہ صورت میں) اہل علم کا باہم اس میں اختلاف ہے کہ (اس صورت میں) نہ اٹھانا افضل ہے یا اٹھا لینا افضل ہے ہمارے اصحابؒ کا ظاہر مذہب یہ ہے کہ اٹھا لینا افضل ہے (ب) (مذکورہ حکم میں) خواہ وہ لقطہ درہم ہوں یا دینار ہوں یا سامان ہو یا بکری، یا گدھا یا گھوڑا یا اونٹ ہو (سب کا حکم برابر ہے اور یہ حکم اس صورت میں ہے جبکہ وہ صحرا میں ہو اور اگر وہ بستی میں ہو تو جانور کو نہ اٹھانا افضل ہے [3]		محیط قاضیخان

[3] حکم نمبر ۲/۵۰۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	اللقطة	حوالہ
۴-۵-۵	واذا رفع اللقطة يعرّفها فيقول التقطت لقطة او وجدت ضالة او عندی شیٔ فمن سمعتموه يطلب ولوه علی	كذا فی فتاوی قاضیخان
۵	ويعرّف الملتقط اللقطة فی الاسواق والشوارع مدة يغلب علی ظنه ان صاحبها لا يطلبها بعد ذلك هو الصحيح	كذا فی مجمع البحرين
۶	ولقطة الحل والحرم سواء	كذا فی خزانة المفتين
۷	ثم بعد تعريف المدة المذكورة الملتقط مخير بين ان يحفظها حسبة وبين ان يتصدق بها فان جاء صاحبها فامضى الصدقة يكون له ثوابها وان لم يمضها ضمن الملتقط او المسكين ان شاء لو هلكت فی يده فان ضمن الملتقط لا يرجع علی الفقير وان ضمن الفقير لا يرجع علی الملتقط وان كانت اللقطة فی يد الملتقط او المسكين قائمة اخذها منه	كذا فی شرح مجمع البحرين
۸	كل لقطة يعلم انها كانت لذمی لا ينبغی ان يتصدق ولكن يصرف الی بيت المال لنوائب المسلمين	كذا فی السراجية
۹	ثم ما يجده الرجل نوعان نوع يعلم ان صاحبه لا يطلبه كالنوى فی مواضع متفرقة وقشور الرمان فی مواضع متفرقة وفی هذا الوجه له ان ياخذها وينتفع بها الا ان صاحبها اذا وجدها فی يده بعد ما جمعها فله ان ياخذها ولا تصير ملكا للآخذ هكذا ذكر شيخ الاسلام خواهر زادهؒ وشمس الائمة السرخسیؒ فی شرح كتاب اللقطة وهكذا ذكر القدوریؒ فی شرحه ونوع آخر يعلم ان صاحبه يطلبه كالذهب والفضة وسائر العروض واشباههما وفی هذا الوجه له ان ياخذها ويحفظها ويعرفها حتى يوصلها الی صاحبها وقشور الرمان والنوى	

۱ھ حکم نمبر ۴ تا ۶، ۹ / ۵۰۵ ملاحظہ ہوں (ورلقطہ اٹھا لینے کے بعد کے احکام ۷ / ۵۰۵ سے شروع ہوتے ہیں (مترجم)

۲ھ حرم شریف کی حدود کے متعلق حکم نمبر ۱۰ / ۲۹۹ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳ھ حکم نمبر

دفعات شق نمبر	لقطہ کے احکام لقطہ کے احکام کا بیان	حوالہ
۵۰۵-۴	جب کسی شخص نے لقطہ اٹھالیا تو وہ اس کی پہچان کرادے پس وہ یوں کہے کہ میں نے ایک لقطہ اٹھایا ہے یا یوں کہے کہ) میں نے ایک گمشدہ چیز پائی ہے یا (یوں کہے کہ) میرے پاس کچھ چیز ہے پس جسکے متعلق سنو کہ وہ تلاش میں ہے تو اسے میری طرف رہنمائی کردو [1]	قاضیخان
۵	اور ملتقط، اس لقطہ کی (مذکورہ) پہچان بازاروں اور راستوں میں اتنی مدت تک کرائے کہ اس کے گمان غالب میں اس کا مالک اتنی مدت کے بعد اس کی تلاش نہیں کرے گا یہی حکم صحیح ہے	مجمع البحرین
۶	حل (یعنی غیر حرم) اور حرم شریف کے لقطہ کا حکم برابر ہے [2]	خزانۃ المفتین
۷	(۱) پھر (لقطہ کے متعلق، مذکورہ مدت تک پہچان کرانے کے بعد ملتقط بغرض ثواب اس کی حفاظت کرنے اور اسے صدقہ کردینے میں مختار ہے پس (صدقہ کی صورت میں) اگر اس لقطہ کا مالک آیا اور اس نے وہ صدقہ برقرار رکھا تو اس (مالک) کے لئے اس کا ثواب ہوگا (ب) اور اگر اس نے وہ صدقہ برقرار نہ رکھا تو وہ (مالک) ملتقط سے یا چاہے تو اس مسکین سے (جس پر وہ صدقہ ہوا) ضمان لے لے جبکہ وہ مال اس مسکین کے ہاتھ سے تلف ہوچکا ہو پھر اگر اس (مالک) نے ملتقط سے ضمان لی تو وہ (ملتقط) اس فقیر سے نہ لے گا اور اگر اس (مالک) نے فقیر سے ضمان لی تو وہ (فقیر) ملتقط سے نہ لے گا (ج) اور اگر وہ لقطہ، ملتقط یا اس مسکین کے قبضہ میں موجود ہو تو وہ (مالک) اس سے لے سکتا ہے [3]	شرح مجمع البحرین
۸	ہر وہ لقطہ جس کے متعلق یہ معلوم ہو کہ وہ کسی ذمی کا ہے اسے صدقہ نہیں کرنا چاہیے لیکن اسے مسلمانوں کے کاموں کے لئے بیت المال میں صرف کیا جائے [4]	سراجیہ
۹	(۱) پھر جس چیز کو آدمی (بطور لقطہ) پاتا ہے، وہ دو قسم ہے (۱) ایک قسم وہ (لقطہ) ہے کہ ملتقط کو معلوم ہو کہ اس کا مالک اس چیز کی طلب نہیں کرے گا مثلاً متفرق جگہوں میں پھیلی ہوئی کھجور کی گٹھلیاں، متفرق جگہوں میں پھیلے ہوئے انار کے چھلکے اور اس قسم (کے لقطہ) میں ملتقط کے لئے جائز ہے کہ وہ انہیں لے لے اور ان سے نفع اٹھائے لیکن اس کے جمع کرنے کے بعد اس (ملتقط) کے قبضہ میں اس (لقطہ) کے مالک نے پالیا تو اسے حق حاصل ہے کہ وہ اس سے لے لے اور وہ (لقطہ) ملتقط کی ملکیت نہ قرار پائے گی یوں ہی شیخ الاسلام خواہرزادہ رحمہ اللہ نے اور شمس الائمہ السرخسی نے شرح کتاب اللقطہ میں اور اسی طرح قدوری نے اپنی شرح میں ذکر کیا ہے (۲) اور ایک قسم وہ ہے کہ ملتقط کو معلوم ہو کہ اس (لقطہ) کا مالک اسے طلب کرے گا مثلاً سونا، چاندی، سب سامان اور اس کی مانند چیزیں اور اس قسم (کے لقطہ) میں ملتقط کیلئے یہ ہے کہ وہ اسے اٹھالے اور (پھر) اس کی حفاظت کرے اور اس کی پہچان کرالے حتی کہ اس کے مالک تک پہنچائے (ب) اور انار کے چھلکے اور کھجور کی گٹھلیاں جب ایک جگہ جمع شدہ ہوں تو وہ لقط	

[3] ۱۴ تا ۲۲، ۳۳، ۷۷، ۷۷ / ۵۰۵ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)، [4] ذمی کے مفہوم واحکام کے متعلق حکم نمبر ۱۰۹۵ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	اللقطة	حوالہ
٥٠٥ -	اذا كانت مجتمعة فهي من النوع الثاني	كذا في المحيط
١٠	وفي غصب النوازل اذا وجد جوزة ثم اخرى حتى بلغت عشرا وصار لها قيمة فان وجدها في موضع واحد فهي من النوع الثاني بلا خلاف وان وجدها في مواضع متفرقة فقد اختلف المشائخ فيه قال الصدر الشهيد والمختار انها من الثاني	كذا في المحيط
١١	وفي فتاوى اهل سمرقند الحطب الذي يوجد في الماء لا بأس بأخذه والانتفاع به وان كان له قيمة	كذا في المحيط
١٢	وكذلك التفاح والكمثرى اذا وجد في نهر جار لا بأس بأخذه والانتفاع به وان كثر	كذا في المحيط
١٣	اذا مر في ايام الصيف بثمار ساقطة تحت الاشجار فهذه المسئلة على وجوه ان كان ذلك في الامصار لايسعه التناول منها الا ان يعلم ان صاحبها قد اباح ذلك اما نصا او دلالة بالعادة وان كان بالحائط والثمار مما يبقى كالجوز ونحوه لا يسعه ان يأخذه ما لم يعلم ان صاحبها قد اباح ذلك ومنهم من قال لا بأس به مالم يعلم النهي اما صريحا او دلالة وهو المختار وان كان ذلك في الرساتيق التي يقال بالفارسية "بيرادستہ" وكان ذلك من الثمار التي تبقى لا يسعه الأخذ الا اذا علم الاذن وان كان ذلك من الثمار التي لا تبقى يسعه الأخذ بلا خلاف مالم يعلم النهي وهذه الذي ذكرنا كله اذا كانت الثمار ساقطة تحت الاشجار	

۱ے پہچان کرانے کے متعلق حکم نمبر ٥٠٤/٥٠٥ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲ے مذکورہ دوسری قسم کے متعلق حکم نمبر ٢٠٩/٥٠٥ ملاحظہ ہو نیز حکم نمبر ٩٢/٥٠٥ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳ے فتاوی قاضیخان میں ہے کہ جلانے کی وہ لکڑی جو پانی میں (بطور لقطہ) پائی جائے تو اگر وہ ایسی ہو کہ اس کی کوئی (خاص) قیمت نہ ہو تو اس سے جو لے لے حلال ہے اور اگر اس کی قیمت ہو تو وہ لقطہ قرار پائے گی اور لقطہ کا حکم جاری ہوتا ہے۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیری عربی ج ۳ صفحہ ۳۹۰ وھکذا فی الدر المختار

دفعات شق نمبر	لقطہ کے احکام کا بیان	حوالہ
۵۰۵ -	کی (مذکورہ ۲و۹/۵۰۵) دوسری قسم قرار پائیں گی ؎۱	محیط
۱۰	غصب النوازل میں ہے کہ جب کسی شخص نے ایک اخروٹ (بطور لقطہ) پایا پھر ایک اور پایا حتی کہ (ایک ایک کر کے مثلاً) دس ہوگئے اور ان کی قیمت ہوگئی تو (ا) اگر اس نے وہ اخروٹ ایک ہی جگہ میں سے پائے تو وہ بلا خلاف (لقطہ کی) دوسری قسم (مذکورہ ۲و۹/۵۰۵) میں سے قرار پائیں گے (ب) اگر اس نے وہ (مثلاً دس) اخروٹ متفرق جگہوں میں سے پائے تو ان کے (حکم کے) متعلق مشائخ رح کا اختلاف ہے الصدر الشہیدؒ کا قول ہے کہ مختار حکم یہ ہے کہ وہ (مذکورہ) دوسری قسم سے پائیں گے ؎۲	محیط
۱۱	فتاوی اہل سمرقند میں ہے کہ جلانے کی لکڑی جو پانی میں (بطور لقطہ) پائی جائے تو اس کے لے لینے اور اس سے نفع اٹھانے میں کوئی حرج نہیں اگرچہ اس کی (کچھ) قیمت بنتی ہو ؎۳	محیط
۱۲	اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح سیب اور انگور جب جاری نہر میں (بطور لقطہ) پائے جائیں تو اس کے لے لینے میں اور اس سے نفع اٹھانے میں کوئی حرج نہیں اگرچہ وہ بہت ہوں ؎۴	محیط
۱۳	(۱) جب کوئی شخص موسم گرما میں درختوں کے نیچے گرے ہوئے پھلوں سے گزرا تو یہ مسئلہ کئی صورتوں پر ہے (۱) اگر یہ (صورت مسئلہ) شہروں میں واقع ہو تو اس کے لئے اس سے کھانے (کے جواز) کی گنجائش نہیں ہے سوائے اس کے کہ وہ جان لے کہ اس کے مالک نے صراحتاً یا حسب عادت دلالۃ اسے مباح کر دیا ہو (۲) اور اگر (صورت مسئلہ یوں ہو کہ) وہ پھل چار دیواری میں ہوں اور وہ پھل ایسے ہو جو باقی رہ سکتے ہوں مثلاً اخروٹ اور ان کی مانند تو اسے اس کے لینے (کے جواز) کی گنجائش نہیں ہے جب تک وہ یہ نہ جان لے کہ اس کے مالک نے اسے مباح کر دیا ہے اور بعض اہل علم کا قول یہ ہے کہ اس کے لینے میں کوئی حرج نہیں جب تک کہ صراحتاً یا دلالۃ اس کے مالک کی ممانعت معلوم نہ ہو اور یہی حکم مختار ہے (۳) اور اگر (صورت مسئلہ یوں ہو کہ) وہ پھل رساتیق میں (یعنی گاؤں میں) یوں ہوں جنہیں فارسی میں بیرادستہ کہتے ہیں اور وہ پھل ایسے ہوں جو باقی رہ سکتے ہوں تو اسے اس کے لینے (کے جواز) کی گنجائش نہیں ہے سوائے اس کے کہ (مالک کی) اجازت معلوم ہو (۴) اور اگر وہ پھل ایسے ہوں	

؎۱ رد المحتار ج ۳ ص ۳۵۴ - حکم نمبر ۱۱ تا ۱۴/۵۰۵ نیز ۴۸/۵۰۵، ۹۱/۱۰۹۲ اور ۱/۴۶۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ؎۲ جیسا کہ فتاوی قاضیخان میں ہے اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ یہ اس صورت سے ہے کہ اگر چھوڑ دیا جائے تو وہ خراب ہو جاتے ہیں - مفہوم ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیری عربی ج ۳ ص ۳۹۰ - حکم نمبر ۱۱/۵۰۵ مع حاشیہ اور ۹۰/۱۰۹۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	اللقطة ‏ ‏ ‏ الاقطة	حوالـــــه
۵۰۵ ـ	فاما اذا كانت على الاشجار فالافضل ان لا ياخذه فى موضع ما الا باذن المالك الا اذا كان موضعا لشئ التمر ويعلم انه لا يشق عليهم ذلك فيسعه الاكل ولا يسعه الحمل	كذا فى المحيط
۱۴	وان كانت اللقطة شيأ اذا مضى عليه يوم او يومان يفسد فان كان قليلا نحو حب العنب ومثالها يأكل من ساعته غنيا كان او فقيرا وان كان كثيرا يبيعها بامر القاضى ويحفظ ثمنها	كذا فى فتاوى قاضيخان
۱۵	وان كانت اللقطة مما يحتاج الى النفقة ان كان شيأ يمكن اجارته يؤاجره بامر القاضى وينفق عليه من الاجر	كذا فى فتاوى قاضيخان
۱۶	وان لم تكن لها منفعة او لم يجد من يستاجره وخاف ان تستغرق النفقة قيمتها باعها وامر بحفظ ثمنها	كذا فى فتح القدير
	واذا جاء صاحبها وطلبها منعها اياه حتى يوفى النفقة التى انفق عليها	كذا فى التبيين
	وما انفق الملتقط على اللقطة بغير اذن الحاكم فهو تبرع	كذا فى الكافى
	وباذن القاضى يكون دينا وصورة اذن القاضى ان يقول له انفق على ان ترجع فلو امره به ولم يقل على ان ترجع لا يكون دينا وهو الاصح	كذا فى البحر الرائق
	ولا يأمره بالانفاق حتى يقيم البينة انها لقطة عنده فى الصحيح وان عجز من اقامة البينة يأمره بالانفاق عليها مقيدا بان يقول بين جماعة من الثقات	

۱؎ حکم نمبر ۸۳ تا ۸۶ / ۱۰۹۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۲؎ حکم نمبر ۶ / ۵۰۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۳؎ حکم نمبر ۶ / ۵۰۵

دفعات و شق نمبر	لقطہ کے احکام	حوالہ
۵۰۵ -	جو باقی نہ رہ سکتے ہوں تو بلا خلاف اس کے لے لینے (کے جواز) کی گنجائش ہے جب تک کہ (اس کے مالک کی) ممانعت معلوم نہ ہو۔ (۵) اور یہ جملہ احکام جو ہم نے ذکر کئے ہیں اس صورت میں ہیں کہ جب وہ پھل درختوں کے نیچے گرے پڑے ہوں (ب) اور جب وہ پھل درختوں پر لگے ہوئے ہوں تو افضل یہ ہے کہ وہ کسی جگہ میں بھی مالک کی اجازت کے بغیر نہ لے لیکن اگر وہ جگہ ایسی ہو کہ وہاں وہ پھل بہت ہوتا ہوا اور یہ معلوم ہو کہ (اسے لے لینا) مالکوں پر گراں نہ گذرے گا تو اس صورت میں اسے وہ پھل کھالینے (کے جواز) کی گنجائش ہوگی اور اٹھالے جانے (کے جواز) کی گنجائش نہ ہوگی [1]	محیط
۱۴	اگر لقطہ ایسی چیز ہو کہ وہ ایک دو دن گزرنے کے بعد خراب ہو جاتی ہے تو اگر وہ قلیل ہو مثلاً دانہ انگور اور اس کی مانند چیز تو وہ ملتقط اسے اسی وقت کھا سکتا ہے خواہ وہ غنی ہو یا فقیر اور اگر وہ چیز کثیر ہو تو وہ (ملتقط) اسے قاضی کے حکم سے فروخت کردے اور اس کی قیمت محفوظ رکھے [2]	قاضیخان
۱۵	اور اگر وہ لقطہ ایسی چیز ہو کہ اسے نفقہ کی ضرورت ہو تو اگر اس لقطہ کو اجارہ (یعنی کرایہ) پر دینا ممکن ہو تو وہ (ملتقط) اسے قاضی کے امر سے کرایہ پر دے دے اور اس اجرت سے اس پر خرچ کرے [3]	قاضیخان
۱۶	(۱) اگر (مذکورہ صورت میں یعنی جب وہ لقطہ ایسی چیز ہو کہ اسے نفقہ کی ضرورت ہو اور) وہ چیز ایسی ہو کہ اس کی کوئی منفعت نہ ہو یا اس ملتقط نے کوئی ایسا نہ پایا جسے اجرت پر دے اور اسے یہ خدشہ ہو کہ اس کا نفقہ اس قیمت کو لے ڈوبے گا تو اسے فروخت کردے اور (قاضی) اسے اس کی قیمت محفوظ رکھنے کا حکم دے (ب) اور (مذکورہ صورت میں) جب اس (لقطہ) کا مالک آئے اور وہ اسے طلب کرے تو وہ (ملتقط) اسے نہ دے حتیٰ کہ وہ مالک اس نفقہ کو ادا کرے جو اس (ملتقط) نے اس پر خرچ کیا ہے (ج) ملتقط نے جو خرچ لقطہ پر قاضی (یعنی حاکم مجاز) کی اجازت کے بغیر کیا ہو وہ نفل (صدقہ) ہے (د) اور (ملتقط نے جو خرچ لقطہ پر) قاضی کی اجازت سے کیا تو وہ قرض قرار پائے گا (س) اور قاضی سے اجازت کی صورت یہ ہے کہ وہ قاضی اس ملتقط سے یوں کہے تو اس پر اس شرط پر خرچ کر تو واپس لے گا پس اگر قاضی نے اس (ملتقط) کو خرچ کرنے کا حکم دیا اور یہ نہ کہا کہ "اس شرط پر کہ تو وہ خرچ واپس لے گا" تو وہ خرچ قرض نہ قرار پائے گا اور یہی حکم صحیح ہے (س) اور قاضی ملتقط کو لقطہ پر خرچ کرنے کا حکم نہ دے گا جب تک کہ وہ ملتقط یہ گواہی قائم نہ کرے کہ وہ چیز اس کے پاس بطور لقطہ ہے یہ صحیح ہے (ص) اور اگر وہ گواہی قائم کرنے سے عاجز رہا تو قاضی اسے خرچ کرنے کا یوں مقید حکم دے کہ وہ ثقہ لوگوں کی جماعت کے سامنے یوں کہے کہ یہ (مبینہ ملتقط	فتح قدیر تبیین کافی بحرالرائق

[1] اور اس کی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۵۰۴/۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات/شق نمبر	اللقطة	حوالہ
۵۰۵ -	وان ادعى ان هذه لقطة ولا ادري أهو صادق ام كاذب وطلب ان آمره[۱] بالانفاق عليها فاشهدوا اني أمرته بالانفاق عليها ان كان الامر كما يقول وانما يأمره بالانفاق عليها يومين او ثلاثة بقدر ما يقع عنده انه لو كان المالك حاضرا لظهر	كذا في التبيين
	فاذا لم يظهر يؤمر ببيعها واذا باعها اعطى الملتقط ما انفق في اليومين او الثلاثة	كذا في فتح القدير
۱۷	ان باع القاضي اللقطة او باع الملتقط بأمر القاضي ثم حضر صاحبها لم يكن له الا الثمن	كذا في المحيط
۱۸	وان باع بغير أمر القاضي ثم حضر صاحبها وهو قائمة في يد المشتري كان لصاحبها الخيار ان شاء اجاز البيع واخذ الثمن وان شاء ابطل البيع واخذ عين ماله وان كانت قد هلكت فالمالك بالخيار ان شاء ضمن البائع وعند ذلك ينفذ البيع من جهة البائع في ظاهر الرواية وبه اخذ عامة المشائخ[۲]	كذا في المحيط
	ويتصدق[۳] بما زاد على القيمة	كذا في فتح القدير
	وان[۴] شاء ضمن المشتري قيمتها ورجع بالثمن على البائع	كذا في المحيط
۱۹	رجل اخذ شاة او بعيرا فامر القاضي ان ينفق عليها ثم هلكت الدابة كان له ان يرجع على صاحبها بما انفق عليها	كذا في فتاوى قاضيخان

۱؎ حکم نمبر $\frac{15}{505}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ حکم نمبر $\frac{15}{505}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ حکم نمبر $\frac{15}{505}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ حکم نمبر $\frac{15}{505}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	لقطہ کے احکام کا بیان	حوالہ
۵۰۵ -	شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ یہ چیز لقطہ ہے (اور میں نہیں جانتا کہ وہ (اس میں) سچا ہے یا جھوٹا ہے اور اس نے یہ درخواست کی ہے کہ میں اسے (اس پر خرچ کرنے کا حکم دوں پس تم گواہ رہو کہ میں نے اسے اس پر خرچ کرنے کا حکم دیا ہے بشرطیکہ یہ امر یوں ہی ہو جیسا کہ وہ کہتا ہے اور قاضی اسے دو یا تین اتنے دن خرچ کرنے تک خرچ کرنے کا حکم دے گا جو اس کے ہاں واقع ہو کہ اگر اس لقطہ کا مالک حاضر ہوا تو وہ ظاہر ہو جائے گا	تبیین
	(ط) پس اگر اس لقطہ کا مالک (مذکورہ، مدت گذرنے کے باوجود) ظاہر نہ ہوا تو اس ملتقط کو وہ لقطہ فروخت کر دینے کا حکم کیا جائے گا اور جب اس نے اسے فروخت کر دیا تو اس کی قیمت سے ملتقط کو وہ نفقہ دے گا جو اس نے (اس پر) دو یا تین دن کیا تھا [۱]	فتح قدیر
۱۷	اگر (مذکورہ صورت میں) قاضی (یعنی حاکم مجاز) نے لقطہ فروخت کیا یا قاضی کے حکم سے ملتقط نے فروخت کیا پھر اس (لقطہ) کا مالک حاضر ہو گیا تو اسے وہ ثمن ہی ملے گا (یعنی) (بقیہ قیمت فروخت ہی ملے گی وہ چیز واپس نہ ہو گی) [۲]	محیط
۱۸	(و) اگر (مذکورہ صورت میں) ملتقط نے قاضی کے حکم کے بغیر لقطہ فروخت کر دیا پھر اس کا مالک حاضر ہو گیا اور وہ (لقطہ ابھی) اس خریدار کے پاس موجود ہو تو (۱) (لقطہ کے مالک کو اختیار ہے کہ اگر چاہے تو اس بیع کو جائز رکھے اور قیمت فروخت لے لے (۲) اور چاہے تو وہ بیع کو باطل قرار دے اور اپنی عین چیز واپس لے لے (ب) اور اگر وہ لقطہ (خریدار کے ہاں) تلف ہو چکا ہو تو (لقطہ کے مالک کو اختیار ہے (۱) اگر چاہے تو فروخت کرنے والے (یعنی ملتقط) سے (اس کی) ضمان لے لے اور اس صورت میں ظاہر روایت کے بموجب وہ بیع فروخت کرنے والے کی طرف سے نافذ قرار پائے گی اور عام مشائخؒ نے اسی حکم کو لیا ہے	محیط
	(۲) اور (مذکورہ صورت میں) وہ (فروخت کنندہ یعنی ملتقط) اس قیمت پر زائد کو (یعنی ضمان کی قیمت پر زائد ثمن کو یعنی ضمان کی قیمت پر زائد قیمت فروخت کو) صدقہ کر دے گا	فتح قدیر
	(۳) اور (مذکورہ صورت میں یعنی مذکور مالک اس بیع کو باطل قرار دے اور لقطہ خریدار کے ہاں تلف ہو جائے تو) اگر وہ مالک چاہے تو اس (لقطہ) کے خریدار سے اس کی قیمت کی ضمان لے اور وہ (خریدار) (اس کا ثمن (یعنی جس رقم پر بائع اور مشتری متفق ہوتے ہیں وہ) بائع (یعنی ملتقط) سے واپس لے گا [۳]	محیط
۱۹	کسی شخص نے بکری یا اونٹ بطور لقطہ لیا تو قاضی (یعنی حاکم مجاز) نے اس کے نفقہ کا حکم کیا پھر وہ جانور ہلاک ہو گیا تو ملتقط کے لئے یہ اختیار ہو گا کہ جو کچھ اس نے خرچ کیا ہے وہ اس مالک سے لے لے [۴]	قاضیخان

دفعات وشق نمبر	اللقطة	حوالہ
۵۰۵ ۲۰	ان كان الملتقط محتاجا فله ان يصرف اللقطة الى نفسه بعد التعريف	كذا فى المحيط
۲۱	وان كان الملتقط غنيا لا يصرفها الى نفسه بل يتصدق على اجنبي او ابويه او ولده او زوجته اذا كانوا فقراء	كذا فى الكافى
۲۲	الانتفاع باللقطة بعد المدة جائز للغنى باذن الامام على وجه يكون قرضا	كذا فى غاية البيان
۲۳	من وجد لقطة عرضا او نحوه فلم يجد صاحبها وهو محتاج اليها فباعها وانفق ثمنها على نفسه ثم اصاب مالا لم يجب عليه ان يتصدق على الفقراء بمثل ما انفق هو المختار	كذا فى الظهيرية
۲۴	اللقطة امانة اذا اشهد الملتقط انه يأخذها ليحفظها فيردها على صاحبها فان هلكت بغير صنعه لا ضمان عليه	كذا فى فتح القدير
۲۵	وكذا اذا صدقه المالك فى قوله انه اخذها ليردها	كذا فى فتح القدير
۲۶	ولو اقر انه اخذها لنفسه ضمنها بالاجماع	كذا فى فتح القدير
۲۷	وان لم يشهد وقال اخذتها للرد للمالك وكذبه المالك يضمن عند ابى حنيفة رح ومحمد رح	كذا فى فتح القدير
	ان لم يجد احدا يشهده عند الرفع او خاف انه لو اشهد عند الرفع يأخذه منه ظالم فترك الاشهاد لا يكون ضامنا وان وجد من يشهده فلم يشهد حتى جاوزه ضمن لانه ترك الاشهاد مع القدرة عليه	كذا فى فتاوى قاضيخان

ا؎ حکم نمبر ۲۰، ۲۱، ۲۲ / ۵۰۵ مع حواشی، پہچان کرانے کے متعلق ۴ تا ۶ / ۵۰۵ اور غنی اور فقیر کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱/۲۵۲، ۱/۲۵۳، ۱/۲۵۴ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۲۰، ۲۱، ۲۷ / ۵۰۵ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۷ / ۵۰۵ مع حاشیہ

دفعات شق نمبر	لقطہ کے احکام — لقطہ کے احکام کا بیان	حوالہ
۵۰۵-۲۰	اگر ملتقط شخص محتاج (یعنی فقیر) ہو تو اسے جائز ہے کہ اس لقطہ کی پہچان کرانے کے بعد مذکورہ مدت میں مالک کے حاضر نہ ہونے کی صورت میں) وہ لقطہ اپنے آپ پر صرف کر دے ۱ھ	محیط
۲۱	اور (مذکورہ صورت میں) اگر ملتقط غنی ہو تو وہ اس لقطہ کو اپنے آپ پر صرف نہ کرے بلکہ کسی اجنبی پر یا اپنے والدین یا اپنی اولاد یا اپنی زوجہ پر خرچ کر دے جبکہ وہ فقیر ہوں ۲ھ	کافی
۲۲	اور (لقطہ کی پہچان کرانے کی مذکورہ) مدت کے بعد، لقطہ سے نفع اٹھانا، امام (یعنی حاکم مجاز) کی اجازت کے ساتھ غنی شخص کے لئے (بھی) بایں طور جائز ہے کہ وہ اس (ملتقط) پر قرض ہوگا ۳ھ	غایۃ البیان
۲۳	جس شخص نے کوئی سامان یا اس کی مانند چیز بطور لقطہ پائی (پھر مذکورہ پہچان کرائی اور) اس کا مالک نہ پایا اور وہ ملتقط خود محتاج شخص ہے پس اس نے اسے فروخت کیا اور اس کی قیمت اپنے آپ پر خرچ کر دی پھر وہ ملتقط مالدار (یعنی غنی) ہو گیا تو اس پر یہ واجب نہیں ہے کہ (اس لقطہ کی) جو (قیمت) اس نے (اپنے آپ پر) خرچ کی وہ مقدار فقراء پر صدقہ کر دے یہ حکم مختار ہے ۴ھ	ظہیریہ
۲۴	لقطہ امانت ہوتا ہے جبکہ ملتقط نے گواہی کر لی کہ وہ اس (لقطہ) کو اس لئے لے رہا ہے تاکہ اس کی حفاظت کرے اور پھر اس کے مالک کو واپس کرے پس (اس صورت میں) اگر وہ چیز اس ملتقط کے کسی فعل کے بغیر ہلاک ہوگئی تو اس ملتقط پر (اس کی) ضمان نہیں ہے ۵ھ	فتح قدیر
۲۵	اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب (لقطہ کے) مالک نے اس (ملتقط) کے اس قول کی تصدیق کی کہ اس نے اسے اس لئے اٹھایا تھا تاکہ وہ اس کے مالک کو واپس کرے گا (اور پھر وہ چیز اس کے فعل کے بغیر ہلاک ہوگئی تو اس پر ضمان نہیں ہے)	فتح قدیر
۲۶	اور اگر (مذکورہ صورت میں) ملتقط نے یہ اقرار کیا کہ اس نے وہ لقطہ لینے لئے اٹھایا تھا (اور پھر وہ چیز ہلاک ہوگئی) تو وہ بالاجماع اس کا ضامن ہوگا	فتح قدیر
۲۷	(الف) اور اگر (ملتقط نے لقطہ اٹھاتے وقت مذکورہ پر) گواہ نہ کئے اور (اس چیز کے ہلاک ہونے پر) کہا کہ میں نے وہ چیز مالک کو واپس کرنے کے لئے اٹھائی تھی اور (مالک نے اس (کے اس قول) کی تکذیب کی تو امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے ہاں وہ (ملتقط) ضامن ہوگا	فتح قدیر
	(ب) اگر ملتقط نے لقطہ اٹھاتے وقت کوئی گواہ نہ پایا جسے گواہ کرے یا اسے یہ خوف ہوا کہ اگر اس نے لقطہ اٹھاتے وقت گواہ کئے تو ظالم اس سے لے لے گا پس اس نے گواہ کرنا ترک کیا (اور پھر وہ چیز اس کے فعل کے بغیر ہلاک ہوگئی) تو وہ ضامن نہ ہوگا (ج) اور اگر اس نے (لقطہ اٹھاتے وقت)	

ملاحظہ ہو (مترجم) ۴ھ حکم نمبر ۷/۵۰۵ نیز حکم نمبر ۹۶، ۹۷/۱۰۹۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵ھ حکم نمبر ۱۷، ۱۹، ۲۴ تا ۳۵، ۲۱/۵۰۵ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	اللقطة	حوالہ
۵۰۵ -		
۲۸	ان اشهد انه التقط لقطة اوضالة اوقال عندى لقطة فمن سمعتموه يطلب لقطة فدلوه على فلما جاء صاحبها قال قد هلكت فهو مصدق ولاضمان عليه	كذا فى المحيط
۲۹	ولو وجد لقطتين اوثلاثة وقال من سمعتموه يريد لقطة فدلوه على فهذا تعريف للكل ولاضمان ان هلكت الكل عنده	كذا فى المحيط
۳۰	وفى فتاوى اهل سمرقند اذا وجد لقطة فى طريق اومفازة ولم يجد احدا ان يشهده عليه عند الأخذ قال يشهد اذاظفر بمن يشهد عليه فاذا فعل ذلك لايضمن	كذا فى المحيط
۳۱	ولايضمن الملتقط الا بالتعدى عليها او بالمنع عند الطلب	كذا فى فتاوى قاضيخان[1]
۳۲	اذاقال الرجل وجدت لقطة وضاعت فى يدى وقد كنت اخذتها لاردها على المالك واشهدت بذلك وصاحبها يقول ماكانت لقطة وانما وضعتها بنفسى لارجع وآخذها فان كان الموضع الذى وجدها فيه ليس يقرب به احد اوكان فى الطريق فالقول قول الملتقط اذا حلف انها ضاعت عنده وان كان لايدرى ما قصتها ضمن الملتقط وان كان قال الملتقط اخذتها من الطريق وقال صاحبها اخذتها من منزلى ضمن	كذا فى خزانة المفتين
۳۳	وان وجدها فى دار قوم اودر دهليزهم او فى دار فارغة ضمن اذا قال صاحبها وضعتها لارجع وآخذها	كذا فى المحيط

ـله حكم نمبر ۲۴، ۳۰ / ۵۰۵ مع حواشى ملاحظہ ہوں (مترجم)، ـٔـله حكم نمبر ۲۲، ۲۷ / ۵۰۵ مع حواشى ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات نمبر	لقطہ کے احکام / لقطہ کے احکام کا بیان	حوالہ
۵۰۵ -	کسی ایسے کو پایا جسے گواہ کرسکے اس کے باوجود اس نے اسے گواہ نہ کیا حتیٰ کہ وہ وہاں سے آگے نکل گیا (پھر وہ چیز اس کے فعل کے بغیر ہلاک ہوگئی) تو وہ ضامن ہوگا اس لئے کہ اس نے گواہ کرنے کی قدرت کے باوجود گواہ کرنا ترک کیا سلہ	قاضیخان
۲۸	اگر اس (ملتقط) نے گواہ کرلئے کہ اس نے لقطہ یا گمشدہ چیز اٹھائی ہے یا یوں کہا کہ میرے پاس لقطہ ہے پس، جسے سنو کہ وہ لقطہ تلاش کر رہا ہے اسے میری طرف رہنمائی کردو پس جب اس کا مالک آیا تو ملتقط نے کہا کہ وہ چیز ہلاک ہوگئی ہے تو اس کی تصدیق کی جائے گی اور اس پر ضمان نہیں	محیط
۲۹	اگر کسی شخص نے دو یا تین لقطے پائے اور کہا کہ جسے سنو کہ وہ لقطہ چاہتا ہو تو اسے میری طرف رہنمائی کردو تو یہ پہچان کرانا سب لقطوں کے لئے ہے اور اگر وہ سب لقطے (اس کے فعل کے بغیر) اس کے ہاں ہلاک ہوگئے تو (اس پر) ضمان نہیں ہے	محیط
۳۰	فتاوی اہل سمرقند میں ہے کہ جب کوئی شخص راستہ یا جنگل میں لقطہ پائے اور لیتے وقت کسی ایسے کو نہ پائے جسے اس پر گواہ کرے تو (آپ نے فرمایا کہ) وہ جب کسی ایسے کو پائے جسے گواہ کرسکے تو اسے گواہ کرے پس جب اس نے ایسا کرلیا (اور پھر وہ چیز اس کے فعل کے بغیر ہلاک ہوگئی) تو وہ ضامن نہ ہوگا سلہ۲	محیط
۳۱	ملتقط شخص پر لقطہ کی ضمان تب ہی آتی ہے جبکہ اس نے اس پر تعدی کی یا (مالک کی) طلب کے وقت (بغیر شرعی جواز کے) نہ دے سلہ۳	قاضیخان
۳۲	(۱) جب کسی شخص نے یوں کہا کہ میں نے لقطہ پایا اور میرے قبضہ میں (میرے فعل کے بغیر) تلف ہوگیا اور میں نے اسے اس لئے لیا تھا تاکہ اس کے مالک کو واپس کردوں اور میں نے اس پر گواہ کردیے تھے اور اس چیز کا مالک کہتا ہے کہ وہ لقطہ نہ تھی میں نے خود وہ چیز وہاں رکھی تھی تاکہ واپس آکر اسے لے لوں، تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) (۱) اگر وہ جگہ جہاں اس (ملتقط) نے اسے پایا تھا ایسی جگہ تھی کہ اس کے قریب کوئی نہ تھا یا وہ چیز راستہ میں تھی تو ملتقط کے قول کا اعتبار ہوگا جبکہ وہ یہ قسم کھائے کہ وہ چیز اس کے ہاں تلف ہوگئی ہے (۲) اور اگر یہ معلوم نہ ہو کہ اس کا قصہ کیا ہے تو ملتقط ضامن ہوگا (ب) اور اگر ملتقط نے یہ کہا کہ میں نے اسے راستہ میں سے لیا تھا اور اس چیز کے مالک نے یہ کہا کہ تو نے اسے میرے گھر سے لیا تو وہ (ملتقط) ضامن ہوگا	خزانۃ المفتین
۳۲	اگر کسی شخص نے کوئی لقطہ کسی قوم کے گھر یا ان کی دہلیز یا کسی خالی گھر میں پایا (اور اس کے فعل کے بغیر ہلاک ہوگیا) تو وہ ضامن ہوگا جبکہ اس کے مالک نے یوں کہا کہ میں نے (خود) اسے رکھا تھا تاکہ واپس آکر اسے لوں گا	محیط

سلہ۳ حکم نمبر ۲۴، ۳۵۰، ۴۰، ۴۱ / ۵۰۵ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	اللقطة	حوالـــــہ
٥٠٥-٣٤	وفی الاصل اذا قال المالک اخذت مالی غصبا و قال الملتقط کانت لقطة وقد اخذتها لک فالملتقط ضامن من غیر تفصیل	کذا فی المحیط
٣٥	واذا کانت اللقطة فی ید مسلم فادعاها رجل واقام علیها البینة واقر الملتقط بذلک اولم یقر ولکن قال لا اردها علیک الا عند القاضی فله ذلک وان ماتت فی یده عند ذلک فلا ضمان	کذا فی المحیط
٣٦	واذا کانت اللقطة فی یدی مسلم فادعاها رجل واقام علی ذلک شاهدین کافرین لا تقبل هذه الشهادة	کذا فی المحیط
٣٧	وان کانت اللقطة فی یدی کافر وباقی المسئلة بحالها فکذلک قیاسا و فی الاستحسان تقبل الشهادة	کذا فی المحیط
٣٨	وان کانت فی یدی کافر ومسلم لم تجز شهادتهما علی احد منهما قیاسا وفی الاستحسان جازت الشهادة علی الکافر وقضی بما فی ید الکافر	کذا فی المحیط
٣٩	اذا اقر بلقطة لرجل واقام رجل آخر البینة انها له یقضی بها لصاحب البینة	کذا فی فتاوی قاضیخان
٤٠	لو ادعی اللقطة رجل واتی بالعلامات فالملتقط بالخیار ان شاء دفع الیه واخذ کفیلا وان شاء طلب منه البینة	کذا فی السراجیة
٤١	ولو دفع الیه بالحلیة ثم جاء آخر فاقام البینة انها له فان کانت اللقطة قائمة فی یدی الاول یاخذها صاحبها منه اذا قدر ولا شیء علی الآخذ وان کانت هالکة اولم یقدر علی اخذها فصاحبها بالخیار ان شاء ضمن الآخذ وان شاء ضمن الدافع	

[1] حکم نمبر ٢٤، ٣١، ٤٠، ٤١ / ٥٠٥ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)، [2] حکم نمبر ٣٦ تا ٣٨ / ٥٠٥ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	لقطہ کے احکام — لقطہ کے احکام کا بیان	حوالہ
۵۰۵-۳۴	الاصل میں ہے کہ (لقطہ کے متعلق) مالک نے ملتقط سے یوں کہا کہ تو نے میرا (یہ) مال غصب کیا ہے اور ملتقط نے یہ کہا کہ یہ لقطہ تھا اور میں نے تیرے لئے لیا تھا (اور وہ چیز اس کے فعل کے بغیر ہلاک ہوگئی) تو بغیر تفصیل ملتقط ضامن ہوگا	محیط
۳۵	جب لقطہ کسی مسلمان شخص کے قبضہ میں تھا کسی آدمی نے اس کا دعوی کیا اور اس پر گواہی قائم کی اور ملتقط نے اس کا اقرار کیا یا اقرار نہ کیا لیکن اس نے یہ کہا کہ میں تجھے قاضی (یعنی حاکم مجاز) کے سامنے ہی دوں گا تو اسے ایسا اختیار ہے اور اگر ایسی حالت میں وہ چیز اس (ملتقط) کے ہاں اس کے فعل کے بغیر، ہلاک ہوگئی تو اس ملتقط پر ضمان نہیں ہے [1]	محیط
۳۶	جب کوئی لقطہ کسی مسلمان شخص کے قبضہ میں تھا تو کسی آدمی نے اس کا دعوی کیا اور اس پر دو کافر گواہوں کی گواہی قائم کی تو وہ گواہی قبول نہ کی جائے گی [2]	محیط
۳۷	(الف) اگر (مذکورہ صورت میں) لقطہ کسی کافر شخص کے قبضہ میں تھا اور باقی مسئلہ حسب حال تھا یعنی کسی آدمی نے اس کا دعوی کیا اور اس پر دو کافر گواہوں کی گواہی قائم کی) تو از روئے قیاس یہی (مذکورہ) حکم ہے (یعنی وہ گواہی قبول نہ ہوگی) (ب) اور از روئے استحسان وہ گواہی قبول کی جاسکے گی	محیط
۳۸	(الف) اگر (مذکورہ صورت میں) لقطہ کسی کافر اور مسلمان کے قبضہ میں تھا اور باقی مسئلہ حسب حال تھا یعنی کسی آدمی نے دعوی کیا اور اس پر دو کافر گواہوں کی گواہی قائم کی) تو از روئے قیاس ان دو (مذکورہ کافروں) کی گواہی ان میں سے کسی پر (یعنی کافر اور مسلمان ملتقط میں سے کسی پر) جائز نہ قرار پائے گی (ب) اور از روئے استحسان (ان دونوں کافروں کی) وہ گواہی کافر (ملتقط) پر جائز قرار پائے گی اور جو کچھ (اس لقطہ سے) کافر کے قبضہ میں ہے اس کے متعلق اس آدمی کے لئے حکم کیا جائے گا	محیط
۳۹	اگر (ملتقط) شخص نے کسی لقطہ کے متعلق ایک آدمی کے لئے اقرار کیا اور ایک اور آدمی نے یہ گواہی قائم کی کہ وہ (لقطہ) اس کا ہے تو اس (لقطہ) کے متعلق گواہی والے کے لئے حکم ہوگا	قاضیخان
۴۰	اگر (لقطہ کے متعلق) کسی شخص نے دعوی کیا اور اس نے علامتیں بتائیں تو ملتقط کو اختیار ہے کہ وہ چاہے تو اسے دے دے اور (اس سے) کفیل لے لے اور چاہے تو اس سے گواہی طلب کرے [3]	سراجیہ
۴۱	(الف) اگر اس (ملتقط) نے کوئی لقطہ کسی آدمی کو حلیہ بیان کرنے پر دے دیا پھر ایک اور آدمی آیا اور اس نے یہ گواہی قائم کی کہ وہ لقطہ اس کا ہے تو اگر وہ لقطہ (لینے والے) پہلے آدمی کے قبضہ میں موجود ہو تو اس کا مالک جب اس پر قادر ہو اس سے لے لے گا اور (پہلے) لینے والے پر کوئی پر کوئی شے لازم نہیں (ب) اور اگر وہ چیز ہلاک ہوگئی ہو یا مالک اس کے لینے پر قادر نہ ہو اتو	

[3] حکم نمبر ۳۱، $\frac{۴۱}{۵۰۵}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	اللقطۃ	حوالہ
۵۰۵ -	وذکر فی الکتاب ان کان الملتقط دفع بقضاء قاض لا ضمان علیہ وان کان دفع بغیر قضاء ضمن	کذا فی فتاوی قاضیخان
۴۲	لواقر الملتقط باللقطۃ لرجل ودفعها بغیر قضاء ثم اقام الآخر البینۃ انها له ضمن ایهما شاء وان کان الدفع بقضاء فی روایۃ لا یضمن قیل هو قول ابی یوسفؒ وعلیه الفتوی	کذا فی السراجیۃ
۴۳	رجل التقط لقطۃ لیعرّفها ثم اعادها الی المکان الذی وجدها فیه ذکر فی الکتاب انه یبرأ عن الضمان ولم یفصل بین ما اذا تحول عن ذلک المکان ثم اعادها الیه وبین ما اذا اعادها قبل ان یتحول قال الفقیه ابو جعفرؒ انما یبرأ اذا اعادها قبل التحول اما اذا اعادها بعد ما تحول یکون ضامنا والیه اشار الحاکم الشهیدؒ فی المختصر هذا اذا اخذ اللقطۃ لیعرّفها فان کان اخذها لیأکلها لم یبرأ عن الضمان ما لم یدفع الی صاحبها	کذا فی فتاوی قاضیخان
۴۴	وهو کما لو کانت دابۃ فرکبها ثم نزل عنها وترکها فی مکانها فهنا علی قول ابی یوسفؒ یکون ضامنا	کذا فی فتاوی قاضیخان
۴۵	ومنها اذا کانت اللقطۃ ثوبا فلبسه ثم نزع واعاده الی مکانه	

لہ حکم نمبر ۴۲، ۴۳، ۴۴ تا ۴۷ / ۵۰۵ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	لقطہ کے احکام — لقطہ کے احکام کا بیان	حوالہ
۵۰۵ -	مالک کو اختیار حاصل ہے کہ وہ چاہے تو (پہلے) لینے والے سے ضمان لے اور چاہے تو اسے (دینے والے (یعنی ملتقط) سے ضمان لے (ج) اور الکتاب میں مذکور ہے کہ اگر ملتقط نے (وہ لقطہ) قاضی کے حکم سے دیا تھا تو (مذکورہ صورت میں) اس پر کوئی ضمان لازم نہیں اور اگر اس نے قاضی کے حکم کے بغیر دیا تھا تو وہ ضامن ہوگا سلہ ۱	قاضیخان
۴۲	(۱) اگر ملتقط شخص نے کسی آدمی کے لئے لقطہ کا اقرار کیا اور قاضی کے حکم کے بغیر وہ لقطہ اسے دے دیا پھر ایک اور آدمی نے گواہی قائم کی کہ وہ لقطہ اس کا ہے تو وہ (مالک) ان دونوں (یعنی دینے والے اور لینے والے دونوں) میں سے جس سے چاہے ضمان لے لے (ب) اور اگر اس ملتقط کا دینا قاضی کے حکم سے تھا تو (اس کے متعلق) ایک روایت یہ ہے کہ وہ ضامن نہ ہوگا اور بعض نے کہا ہے کہ یہ امام ابو یوسف رح کا قول ہے اور اس پر فتوی ہے	سراجیہ
۴۳	(و) کسی شخص نے لقطہ اٹھایا تاکہ وہ اس کی پہچان کرائے پھر اس نے وہ لقطہ جہاں سے پایا تھا وہیں لوٹا دیا تو (۱) اس کے متعلق الکتاب میں مذکور ہے کہ وہ (اس کے ہلاک ہونے کی صورت میں) اس کی ضمان سے بری ہوتا ہے اور اس (حکم) میں، اس صورت میں کہ جب اس نے اس لقطہ کو اس جگہ سے ہٹایا پھر اسے وہاں لوٹا دیا اور اس صورت میں کہ جب اس نے اس لقطہ کو وہاں سے ہٹانے سے قبل لوٹا دیا، کوئی تفصیل بیان نہیں کی (۲) فقیہ ابوجعفر رح کا قول یہ ہے کہ وہ ملتقط تب بری قرار پاتا ہے کہ جب اس نے اس لقطہ کو وہاں سے ہٹانے سے پہلے لوٹا دیا اور جب اس نے اسے وہاں سے ہٹانے کے بعد لوٹایا تو (اس کے ہلاک ہونے کی صورت میں) وہ ضامن ہوگا اور الحاکم الشہید رح نے المختصر میں اس طرف اشارہ کیا ہے (۳) اور یہ (مذکورہ اختلافی حکم) اس صورت میں ہے کہ جب اس نے وہ لقطہ پہچان کرانے (اور مالک کو لوٹانے) کے لئے اٹھایا تھا (ب) اور اگر اس نے وہ لقطہ کھا لینے کے لئے اٹھایا تھا (اور پھر اسے وہاں سے ہٹانے سے پہلے یا بعد وہیں لوٹا دیا) تو وہ اس کی ضمان سے بری نہ قرار پائے گا جبتک کہ وہ اس کے مالک تک نہ پہنچائے سلہ ۲	قاضیخان
۴۴	اور یہ (مذکورہ ۴۳/۵۰۵ اختلافی حکم) ایسا ہی ہے جیسا کہ اگر وہ لقطہ سواری کا جانور تھا پس وہ ملتقط اس پر سوار ہوا پھر اس سے اتر پڑا اور اسے اس کی جگہ پر چھوڑ دیا تو امام ابو یوسف رح کے قول کے بموجب (اس کے ہلاک ہونے کی صورت میں) وہ ضامن ہوگا	قاضیخان
۴۵	(و) اور اس (مذکورہ ۴۳/۵۰۵ اختلافی حکم) سے یہ صورت ہے کہ جب وہ لقطہ کپڑا تھا پس اس ملتقط نے اسے پہنا پھر اتار دیا اور اسے اپنی جگہ لوٹا دیا تو اس کا حکم مذکورہ اختلاف پر ہے۔ اور	

سلہ ۲ حکم نمبر ۲/۵۰۴ کا حاشیہ اور حکم نمبر ۴۱/۵۰۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	اللقطة	حوالـــہ
۵۰۵ -	فهو على هذا الخلاف وهذا اذا لبس كما يلبث الثوب عادة اما اذا كان قميصا فوضعه على عاتقه ثم اعاده الى مكانه فلا يكون ضامنا	كذا فی فتاوی قاضیخان
۴۶	وكذا الاختلاف فى الخاتم فيما اذا لبسه فى الخنصر يستوى فى اليمنى واليسرى اما اذا لبسه فى اصبع اخرى ثم اعاده الى مكانه فلا يكون ضامنا فى قولهم[ؒ] وان لبسه فى خنصره على خاتم فان كان الرجل معروفا انه يتختم بخاتمتين فهو على هذا الخلاف والا فلا يكون ضامنا فى قولهم اذا اعاده الى مكانه قبل التحول	كذا فی فتاوی قاضیخان
۴۷	ومنها اذا تقلد بسيف ثم نزعه واعاده الى مكانه فهو على هذا الخلاف وكذا اذا كان متقلد السيف فتقلد بهذا السيف مكان ذلك استعمالا وان كان متقلد السيفين فتقلد بهذا السيف ايضا ثم اعاده الى مكانه لا يكون ضامنا فى قولهم[ؒ]	كذا فی فتاوی قاضیخان
۴۸	اذا كان فى المقبرة حطب يجوز للرجل ان يحتطب منها وهذا اذا كان يابسا اما اذا كان رطبا فيكره	كذا فی خزانۃ المفتین
۴۹	واذا سقط فى الطريق فى ايام يصنع القز ورق شجر التوت فليس له ان يأخذه	

[۱] حکم نمبر ۱۱/۵۰۵ ، ۹۴/۱۰۹۲ مع حواشی نیز حکم نمبر ۴۸ تا ۶۴/۵۰۵ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	لقطہ کے احکام لقطہ کے احکام کا بیان	حوالہ
- ۵۰۵	یہ حکم تب ہے کہ جب اس ملتقط نے اس لقطہ کے کپڑا کو اس طرح پہنا جس طرح وہ کپڑا عادۃً پہنا جاتا ہے (ب) اور اگر وہ (مثلاً) قمیص تھی اس ملتقط نے اسے اپنے کندھے پر رکھا پھر اسے اپنی جگہ لوٹا دیا (اور پھر وہ چیز اس ملتقط کے فعل کے بغیر تلف ہوگئی) تو وہ ضامن نہ ہوگا	قاضیخان
۴۶	(ا) اور اسی (مذکورہ ۴۳/۵۰۵ کی) طرح (لقطہ کی) انگشتری میں اختلاف ہے جب اس ملتقط نے اسے چھنگلیا میں پہنا خواہ دائیں ہاتھ میں یا بائیں ہاتھ میں پہنا، حکم برابر ہے (کہ اگر اس نے اتار کر پھر وہیں رکھدی اور وہ ضائع ہوگئی، تو وہ ضامن ہوگا) اور اگر اس نے اسے کسی اور انگلی میں پہنا پھر اسے اپنی جگہ لوٹا دیا (اور وہ چیز اس کے فعل کے بغیر ضائع ہوگئی)، تو سب کے قول میں وہ (ملتقط) ضامن نہ ہوگا (ب) اور اگر اس ملتقط نے لقطہ کی اس انگشتری کو اپنی چھنگلیا کی انگشتری پر پہنا تو اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ اگر وہ شخص یوں معروف ہو کہ وہ دو انگشتریاں پہنتا ہے تو اس کا حکم اس (مذکورہ) اختلاف پر ہے (یعنی اگر پھر اتار کر وہیں رکھدی اور وہ ضائع ہوگئی تو وہ ضامن ہوگا) ورنہ (یعنی جب وہ ملتقط دو انگشتریاں نہ پہنا کرتا ہو اس نے اپنی چھنگلیا کی انگشتری پر اسے پہنا اور پھر اس کے اپنی جگہ واپس لوٹا دیا پھر وہ اس کے فعل کے بغیر ضائع ہوگئی) تو وہ سب کے قول میں ضامن نہ ہوگا جبکہ اس نے اسے اس کی جگہ سے ہٹانے سے پہلے وہیں لوٹا دیا	قاضیخان
۴۷	(ا) اور اس (مذکورہ ۴۳/۵۰۵ کے) اختلافی حکم سے یہ صورت ہے کہ جب اس (ملتقط نے تلوار بطور لقطہ پائی تو اس) نے تلوار (حسب عادت) گلے میں لٹکائی پھر اسے اتار دیا اور اسے اپنی جگہ لوٹا دیا تو اس کا حکم (بھی) اس (مذکورہ) اختلاف پر ہے (ب) اور اسی طرح اگر اس ملتقط نے (پہلے ہی) گلے میں تلوار لٹکائی ہوئی تھی پھر اس نے وہ (لقطہ کی) تلوار (بھی) لٹکالی تو ایسا کرنا استعمال قرار پاتا ہے (پھر اگر اس نے اس جگہ لوٹا دی اور وہ تلف ہوگئی تو ضامن ہوگا) (ج) اور اگر اس (ملتقط) نے (پہلے ہی) گلے میں دو تلواریں لٹکائی ہوئی تھیں پھر اس نے وہ (لقطہ کی) تلوار بھی لٹکالی پھر اسے اپنی جگہ لوٹا دیا تو (وہ استعمال نہیں قرار پاتا اور اگر اس کے فعل کے بغیر تلف ہوگئی تو) وہ سب کے قول میں ضامن نہ ہوگا	قاضیخان
۴۸	(ا) جب قبرستان میں جلانے کی لکڑیاں (بطور لقطہ) پڑی ہوں تو ملتقط آدمی کے لئے جائز ہے کہ وہ ان سے چن لائے اور یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب وہ سوکھی ہوں (ب) اور اگر وہ تر ہوں تو (لینا) مکروہ ہے [1]	خزانۃ المفتین
۴۹	(ا) جب راستہ میں توت کے درخت کے پتے ان دنوں میں (بطور لقطہ) گر پڑے ہوں جن دنوں میں ریشم کے	

دفعات شق نمبر	اللقطہ / اللقطۃ	حوالہ
۵۰۵ -	وان اخذہ ضمنہ لانہ ملک منتفع وان کان شجرا لا ینتفع بورقہ لہ ان یاخذہ	کذا فی خزانۃ المفتین
۵۰	رجل القی شاۃ میتۃ علی الطریق فجاء آخر واخذ صوفہا کان لہ ان ینتفع بہ ولو جاء صاحب الشاۃ بعد ذلک کان لہ ان یاخذ الصوف منہ ولو سلخہا ودبغ جلدہا ثم جاء صاحب الشاۃ بعد ذلک کان لہ ان یاخذ الجلد ویرد ما زاد فیہ من الدباغ فیہ	کذا فی خزانۃ المفتین
۵۱	مبطخۃ بقیت فیہا البطاطیخ[۲] فانتہبہا الناس قال الفقیہ ابوبکرؒ اذا ترکہا اہلہا لیاخذ من شاء من ذلک فلا بأس بہ	کذا فی التتارخانیۃ
۵۲	سکران ہو ذاہب العقل نام فی الطریق فوقع ثوبہ فی الطریق فجاء رجل اخذ ثوبہ لیحفظہ لا ضمان علیہ لان ذلک الثوب بمنزلۃ اللقطۃ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۵۳	وان اخذ الثوب من تحت رأسہ او الخاتم من یدہ او کیسا من وسطہ او درہما من کمہ وہو یخاف الضیاع فاخذہ یحفظہ کان ضامنا	کذا فی فتاوی قاضیخان

[۱] حکم نمبر ۸۷/۱۰۹۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)

[۲] فتاوی عالمگیری عربی مطبوعہ مطبع الامیریہ مصر میں التتارخانیہ سے ماخوذ یہ عبارت یوں درج ہے "مبطخۃ بقیت فیہا البطاطیخ" یعنی خربوزوں کا کھیت ایسا ہے کہ اسمیں خربوزے باقی رہ گئے" اور یہ عبارت فتاوی قاضیخان علی ہامش عالمگیری عربی ج ۳ ص۲۱۱ میں یوں درج ہے "مبطخۃ بقی فیہا شیئ من البطاطیخ" یعنی خربوزوں کا کھیت ایسا ہے کہ اسمیں کچھ خربوزے باقی رہ گئے ہیں" وھکذا فی الفتاوی العالمکیریہ بحث ۴۸ باب ۱۳۔ چنانچہ حکم نمبر ۵۱/۵۰۵ کے اردو ترجمہ میں بریکٹ میں رکھے) کے اضافے اس کی رعایت ملحوظ ہے (مترجم) [۳] فتاوی عالمگیری کی بحث ۱۴ میں یہ حکم فتاوی التتارخانیہ سے ماخوذ ہے اور فتاوی التتارخانیہ سے ماخوذ، فتاوی عالمگیری کی بحث ۴۸ باب ۱۳ میں ہے، کہ خربوزوں کا کھیت

تعداد شق نمبر	لقطہ کے احکام لقطہ کے احکام کا بیان	حوالہ
۵۰۵ -	کیڑوں (۱) سے ریشم تیار ہوتا ہے تو کسی کو جائز نہیں ہے کہ وہ انہیں اٹھالے اور اگر اٹھالئے تو ان کی قیمت کا ضامن ہوگا اس لئے کہ وہ ایسی ملکیت ہے جس سے نفع حاصل کیا جاتا ہے (ب) اور اگر وہ پتے ایسے درخت کے (بطور لقطہ) پڑے ہوں کہ ان کے پتوں سے نفع حاصل نہیں کیا جاتا تو اسے جائز ہوگا کہ وہ انہیں اٹھالے ۔ا۔ ۵	خزانہ مفتین
۵۰	(۱) کسی شخص نے مردہ بکری راستہ میں ڈال دی پس ایک اور آدمی آیا اور اس نے اس (پڑی ہوئی مردہ بکری) کی پشم لے لی تو اس (ملتقط) کے لئے جائز ہے کہ وہ اس سے نفع اٹھائے ۔ اور اگر اس کے بعد اس بکری کا مالک آیا تو اسے یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اس (ملتقط) سے وہ پشم لے لے (ب) اور اگر اس ملتقط نے اس بکری کی کھال اتار لی اور اس کی جلد کو دباغت دی پھر اس کے بعد اس بکری کا مالک آیا تو اسے اختیار حاصل ہے کہ وہ اس سے وہ جلد لے لے اور دباغت سے اس جلد (کی قیمت) میں جو اضافہ ہوا ہے اس قدر وہ (مالک) اس (ملتقط) کو دے دے	خزانہ مفتین
۵۱	خربوزوں کا کھیت ایسا ہے کہ اسمیں البطاطیخ (یعنی کچھ) خربوزے باقی رہ گئے پس لوگوں نے اسے بطور لوٹ لے لیا تو (اس کے حکم کے متعلق) فقیہ ابوبکرؒ کا قول ہے کہ جب اس کھیت والوں نے ایسے کھیت کو یوں چھوڑ دیا کہ جو چاہے اس سے لے لے تو اس کے لینے میں کوئی حرج نہیں ۔ ۳ھ	تتارخانیہ
۵۲	(۱) کوئی شخص نشہ میں ایسا چور ہے کہ اس کی عقل باقی رہی وہ راستہ میں سوگیا اور اس کا کپڑا راستہ میں گرگیا پس ایک آدمی آیا اور اس نے اس کا کپڑا اس لئے اٹھالیا کہ تاکہ وہ اس کی حفاظت کرے (پھر وہ کپڑا اس آدمی کے فعل کے بغیر تلف ہوگیا) تو اس پر (اس کی) ضمان نہیں ہے اس لئے کہ وہ کپڑا بمنزلہ لقطہ کے ہے ۔ ۴ھ	قاضیخان
۵۳	اور (مذکورہ صورت میں) اگر اس آدمی نے وہ کپڑا اس (نشہ میں دھت شخص) کے سر کے نیچے سے لیا یا اسکے ہاتھ سے انگشتری اتار لی یا اس کی کمر سے روپوں کی تھیلی لے لی یا اس کی جیب سے درہم نکال لئے تاکہ وہ اس کی حفاظت کرے در آنحالیکہ وہ آدمی اس چیز کے ضائع ہونے کا خوف کرتا تھا (پھر وہ چیز ضائع ہوگئی) تو وہ ضامن ہوگا	قاضیخان

جب اکھاڑ دیا تو اس میں کچھ باقی رہ گئے پس لوگوں نے اسے لوٹ لیا تو اگر اس (کھیت والے) نے انہیں چھوڑ دیا تھا تاکہ لوگ انہیں لے لیں تو اسمیں کوئی حرج نہیں اور یہ ایسا ہی ہے کہ کسی نے فصل اٹھائی تو اس سے کچھ خوشے رہ گئے تو اگر اس نے وہ اس طرح چھوڑے جس طرح لوگ عادۃً چھوڑ جاتے ہیں تاکہ لوگ اسے لے لیں تو اس کے لے لینے میں کوئی حرج نہیں اور اسی طرح اگر کسی شخص نے کوئی زمین اجارہ پر لی تاکہ اس میں کھیتی کرے پس اس نے کھیتی کی اور اگر اس نے فصل اٹھائی اور اس میں کچھ آنا رہ گیا جتنا عادۃً لوگ چھوڑ دیتے ہیں پس اسے زمین کے مالک نے پانی دیا اور اسکے پانی دینے سے وہ سبزہ اگ آیا تو وہ اس زمین والے کے لئے ہے ۔مفہوم ماخوذ از فتاوی عالمگیری بحث ۴۸ باب ۱۳ حکم نمبر ۶۲، ۶۳/۵۰۵ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ، ۴ھ حکم نمبر ۲۴/۵۰۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	اللقطة	حوالہ
٥٠٨-٥٤	اذا اجتمع فى الطاحونة من دقاق الطحين قال بعضهم يكون لصاحب الطاحونة وقال بعضهم ليس له ذلك وهذا احسن ويكون ذلك لمن سبقت يده اليه بالرفع	كذا فى فتاوى قاضيخان
٥٥	وما يجتمع عند الدهانين فى اناثهم من الدهن يقطر من الاوقية فهو على وجهين ان كان الدهن يسيل من خارج الاوقية فذلك يكون للدهان لان ذلك ليس بمبيع وان كان الدهن يسيل من داخل الاوقية او من الداخل والخارج او لا يعلم فان زاد الدهان لكل مشترى شيئا فما يقطر يكون للدهان وان لم يزد لا يطيب ويتصدق به ولا ينتفع به الا ان يكون محتاجا	كذا فى فتاوى قاضيخان
٥٦	قوم اصابوا بعيرا مذبوحا فى طريق البادية ان وقع فى ظنهم ان صاحبه اباحه للناس لا بأس باخذه واكله	كذا فى فتاوى قاضيخان
٥٧	رجل ذبح بعيرا له واذن بانتهابه جاز ذلك	كذا فى فتاوى قاضيخان
٥٨	رجل نثر سكرا فوقع فى حجر رجل فاخذه رجل آخر منه جاز له ان يأخذ اذا لم يكن صاحب الحجر فتح الحجر ليقع فيه السكر وان كان فتح ليقع فيه السكر فاخذه غيره لا يكون الماخوذ للآخذ	كذا فى فتاوى قاضيخان
٥٩	ولو دفع الى رجل دراهم وامره ان ينثرها فى عرس او نحوه فنثرها ليس له ان يلتقط ولو دفع المامور الى غيره لينثرها لم يكن للمامور ان يدفع الى غيره ولا ان يحبس منها شيئا لنفسه وفى السكر له ان يحبس	

[1] حکم نمبر ٥٥/٥٠٥ ملاحظہ ہو (مترجم)، [2] حکم نمبر ٥٤/٥٠٥ ملاحظہ ہو (مترجم)، [3] اس کے متعلق مزید تفصیلی احکام فتاوی عالمگیری بحث ٤٨ کتاب الکراھتہ کے باب ١٣ میں ہیں نیز رد المحتار میں ہے کہ اگر کسی شخص نے کوئی چیز پھینک دی اور کہا کہ جو اسے لے لے پس وہ اسی کی قرار پائے گی تو جس نے اسے سنا یا جسے اس کی یہ بات پہنچی وہ اسے لے سکتا ہے ورنہ وہ اس کا مالک نہ قرار پائے گا اس لئے کہ اس کا لینا (بطور لقطہ

دفعات شق نمبر	لقطہ کے احکام — لقطہ کے احکام کا بیان	حوالہ
۵۰۵-۵۴	(۱) جب چکی گھر میں (لوگوں کے اناج کی) پسائی کے آٹا سے جمع ہوگیا تو اس کے متعلق بعض کا قول یہ ہے کہ وہ آٹا چکی گھر کے مالک کا ہے (ب) اور بعض کا قول یہ ہے کہ وہ اس کے لئے نہیں ہے اور یہ حکم زیادہ اچھا ہے اور وہ آٹا اس کے لئے ہوگا جو اسے لینے میں پہل کرے [1]	قاضیخان
۵۵	جو تیل، تیل والوں کے برتن میں ناپ کے کپّے سے قطرہ قطرہ ٹپک کر جمع ہو جاتا ہے اس کی دو صورتیں ہیں (۱) اگر وہ تیل اس کپے کے باہر سے بہتا ہو تو وہ تیل والے کا ہے اس لئے کہ وہ فروخت شدہ نہیں ہے (ب) اور اگر وہ تیل اس کپے کے اندر سے بہتا ہو یا اندر اور باہر (دونوں) سے بہتا ہو یا وہ نہیں جانتا (کہ کہاں سے بہتا ہے) تو (۱) اگر وہ تیل والا گاہک کو کچھ زیادہ دیتا ہو تو جو قطرے گرتے ہیں وہ تیل والے کے ہیں (۲) اور اگر (کچھ) زیادہ نہ دیتا ہو تو وہ (قطرے ٹپکنے سے جمع شدہ اسکے لئے) عمدہ نہیں ہے (وہ تیل والا) اسے صدقہ کردے اور اس سے خود (نفع نہ اٹھائے لیکن اگر وہ محتاج (یعنی غیر غنی) ہو تو پھر یہ حکم نہیں ہے [2]	قاضیخان
۵۶	کچھ لوگوں نے صحرا کے راستہ میں ذبح شدہ اونٹ پایا تو اگر ان کے ظن غالب میں یہ واقع ہو کہ اس کے مالک نے اسے لوگوں کے لئے مباح کردیا ہے تو اس کے لے لینے اور اس کے کھالینے میں کوئی حرج نہیں	قاضیخان
۵۷	کسی شخص نے اپنا اونٹ ذبح کیا اور اسے لوٹ لینے کی اجازت دے دی تو ایسا کرنا جائز ہے	قاضیخان
۵۸	(۱) کسی شخص نے شکر (یا مٹھائی) لٹائی تو وہ کسی آدمی کی گود میں جا پڑی تو ایک اور آدمی نے اس (کی گود) سے لے لی تو اسے لینا جائز ہے بشرطیکہ گود والے نے گود اس لئے نہ کھول رکھی تھی کہ اس میں وہ شکر پڑ جائے (ب) اور اگر اس آدمی نے (اپنی گود) اس لئے کھول رکھی تھی تاکہ اس میں وہ شکر پڑ جائے (اور اس میں وہ شکر پڑی) پھر اس سے دوسرے آدمی نے لے لی تو وہ حاصل شدہ اس دوسرے لینے والے کے لئے (جائز) نہ ہوگی [3]	قاضیخان
۵۹	(۱) اگر کسی شخص نے کسی آدمی کو دراہم (یا روپے) دیئے اور اسے حکم کیا کہ وہ انہیں شادی اور اس کی مانند (تقریب) میں لٹا دے (۱) پس اس نے انہیں لٹا دیا تو اس آدمی کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ (اس لوٹ سے خود بھی) اٹھائے (۲) اور اگر اس مامور آدمی (یعنی جسے حکم کیا گیا تھا اس) نے وہ دراہم کسی اور آدمی کو دیئے تاکہ وہ لٹا دے تو (پہلے) مامور کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ (لٹانے کے لئے) کسی اور آدمی کو دے اور نہ اس (پہلے مامور) کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ ان دراہم میں کچھ اپنے لئے (روک کر رکھے (ب) اور (مذکورہ صورت میں لٹانے کی چیز) شکر ہو تو اس صورت میں	

قرار پاکر) اس کے مالک کو واپس لوٹانے کے لئے امانت قرار پاتی ہے اور پہلی صورت میں اس کا لینا بطور ہبہ ہے جو قبضہ کرنے سے مکمل قرار پاتا ہے اور یہ اگرچہ ایجاب بالمجہول ہے مگر یوں مجہول ہونا مفضی الی المنازعت نہیں ہوتا الخ مفہوم ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۳۵۹

۱حکم نمبر ۵۹/۵۰۵ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	اللقطة اللقطة	حوالے
۵۰۵ -	بید فع الی غیرہ لینثرہ و بعد ما نثر الثانی کان للمامور ان یلتقط	کذا فی فتاوی قاضیخان
٦٠	وضع طستا علی سطح فاجتمع فیہ ماء المطر فجاء رجل ورفع ذلک فتنازعا ان وضع صاحب الطست الطست لذلک فھو لہ لانہ احرزہ وان لم یضعہ لذلک فھو للرافع لانہ مباح غیر محرز	کذا فی الفتاوی الکبری
٦١	رجلان لکل واحد منھما مثلجة فاخذ احدھما من مثلجة صاحبہ ثلجا وجعلہ فی مثلجة نفسہ فان کان الماخوذ منہ قد اتخذ موضعا یجتمع فیہ الثلج من غیر ان یحتاج الی ان یجمع فیہ فللماخوذ منہ ان یاخذ من مثلجة الآخذ ان لم یکن خلطہ الآخذ بغیرہ او یاخذ قیمتہ یوم خلطہ ان خلطہ بغیرہ وان کان الماخوذ منہ لم یتخذ موضعا لیجتمع فیہ الثلج بل کان موضعا یجتمع فیہ الثلج فاخذ الآخذ من الحیز الذی فی ملک صاحبہ لا من المثلجة فھو لہ وان اخذہ من المثلجة کان غاصبا ورد علی الماخوذ منہ عین ثلجہ ان لم یکن خلطہ بمثلجتہ او قیمتہ ان کان خلطہ	کذا فی الفتاوی الکبری
٦٢	رجل دخل ارض اقوام یجمع السرقین والشوک لا باس بہ وکذا من دخل ارض رجل للاحتشاش اولالتقاط السنبلة ان ترکھا صاحبھا فصار ترکہ کالاباحة	کذا فی خزانة المفتین

لہ جیساکہ فتاوی عالمگیری کی بحث ۲۸ باب ۱۳ میں ہے اور لکھاہے کہ فتاوی ابواللیث میں یوں ہی دراہم اور السکر کے احکام میں فرق لکھا ہے، اور لکھاہے کہ بعض مشائخ رح کا قول ہے کہ السکر کی صورت میں بھی مذکور ممانعت ہے، یہ المحیط میں ہے۔ مفہوم فی الجملہ ملخصا ماخوذ از فتاوی عالمگیری بحث ۲۸ کتاب الکراھیة باب ۱۳۔ نیز حکم نمبر ۲۴ تا ۲۸ / ۱۰۹۳، ۵۸ / ۵۰۵ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲۔ سرقین کے متعلق حکم نمبر ٦ / ۹۱ کا حاشیہ ملاحظہ ہو، ۳۔ الشوک یعنی کانٹا۔ نیز شوکة مبارکة، شوکة یھودیة اور شوکة بیضا جڑی بوٹیوں کے نام ہیں۔ ماخوذ از المنجد ص ۶۲۲۔ اور فتاوی قاضیخان

دفعات شق نمبر	لقطہ کے احکام	لقطہ کے احکام کا بیان حوالہ
۵۰۵	اس مامور کو اختیار ہے کہ وہ (کچھ) اپنے لئے روک لے اور اسے یہ بھی اختیار ہے کہ وہ دوسرے آدمی کو دے تاکہ وہ لٹادے اور دوسرے آدمی کے لٹانے کے بعد اس (پہلے) مامور کے لئے جائز ہے کہ وہ (خود بھی اس سے) اٹھائے [۱]	قاضیخان
۶۰	(و) کسی شخص نے (مثلاً) چھت پر تھال رکھا تو اس میں بارش کا پانی جمع ہوگیا پھر ایک آدمی آیا اور وہ (پانی) لے گیا پھر ان دونوں نے (اس پانی کے متعلق) تنازع کیا تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر اس تھال والے نے وہ تھال اسی لئے رکھا تھا تو وہ (پانی) اس کے لئے ہے اس لئے کہ اس نے اسے حفاظت میں کیا (ب) اور اگر اس نے وہ تھال اس پانی کے لئے نہ رکھا تھا تو بارش کا وہ پانی اٹھا لے جانے والے کے لئے ہوگا اس لئے کہ بارش کا وہ پانی مباح اور حفاظت میں نہ لیا ہوا ہے	فتاویٰ کبریٰ
۶۱	(و) دو شخص ہیں ان میں سے ہر ایک کے ہاں مثلجہ (یعنی آسمانی برف محفوظ کرنے جگہ) ہے پس ان میں سے ایک نے دوسرے کے مثلجہ سے برف لی اور اپنے مثلجہ میں ڈال لی تو اگر ماخوذ منہ (یعنی جس کے مثلجہ سے برف لی گئی ہے اس) نے وہ مثلجہ ایسا بنایا ہو کہ اس میں برف جمع کرنے کے احتیاج کے بغیر اس میں برف (خود) جمع ہو جاتی ہو تو ماخوذ منہ کو اختیار ہے کہ وہ آخذ (یعنی برف لینے والے) کے مثلجہ سے وہ برف لے لے بشرطیکہ آخذ نے اس برف کو دوسری برف سے خلط نہ کر دیا ہو یا (پھر) وہ (ماخوذ منہ) اس برف کی وہ قیمت لے لے جو اس کے خلط کرنے کے دن تھی اگر اس نے دوسری برف سے خلط کر دیا ہو (ب) اور اگر ماخوذ منہ نے وہ مثلجہ ایسا نہ بنایا ہو کہ اس میں برف (خود) جمع ہو جاتی ہو بلکہ وہ ایسا ہو کہ اس میں برف جمع کی جاتی ہو پھر آخذ نے اس جگہ سے برف لی جو اس کے ساتھی کی حد میں تھی اس کے مثلجہ سے نہیں لی تو وہ برف اس آخذ کے لئے جائز ہے (ج) اور اگر اس آخذ نے وہ برف اس مثلجہ سے لی تو وہ غاصب قرار پائے گا اور وہ آخذ، ماخوذ منہ کو بعینہ اس کی برف واپس کرے گا بشرطیکہ اس نے اسے اپنے مثلجہ میں خلط نہ کر دیا ہو یا (پھر) وہ اس کی قیمت دے گا جبکہ اس نے اسے خلط کر دیا ہو	فتاویٰ کبریٰ
۶۲	کوئی شخص کچھ لوگوں کی زمین میں داخل ہو اور وہ سرقین (یعنی لید، گوبر یا مینگنیاں) اور الشوک (یعنی کانٹے، جڑی بوٹیاں) جمع کرتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں اور اسی طرح جو شخص کسی آدمی کی زمین میں گھاس ڈھونڈتے یا ایسے خوشے چننے یا کھمبی چننے گیا تو یہی حکم ہے اگر ان کا مالک انہیں چھوڑ گیا اور اس کا چھوڑ دینا مباح کر دینے کی طرح ہوگیا [۲]	خزانۃ المفتین

[۲] میں ہے کہ کوئی شخص کچھ لوگوں کی زمین میں داخل ہوا وہ سرقین اور کانٹے جمع کرتا ہے تو اس کے متعلق فقیہ ابوجعفرؒ کا قول یہ ہے کہ یہ ایسی چیز ہے کہ کنجوسی اور بدظنی کے بغیر اس میں اباحت قرار پاتی ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔ مفہوم ماخوذ از فتاویٰ قاضی خان علی ھامش عالمگیری عربی ج ۳ ص ۳۹۴ ۔ حکم نمبر $\frac{\text{۵۱، ۶۳، ۶۴، ۲، ۳۱}}{\text{۵۰۵}}$ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	اللقطہ	حوالہ
۵۰۵-۶۳	فقیل[1] ان کانت الارض للیتامی ان کان لو استأجر علی ذلک اجرا یبقی للصبی بعد مؤنۃ الاجر شئ ظاہر فلا یجوز ترکہ وان کان لا یفضل منہ او فضل شئ قلیل مما لا یقصد الیہ فلا بأس بترکہ ولا بأس لغیرہ ان یلتقط	کذا فی خزانۃ المفتین
۶۴	ساحۃ بیضاء یطرح فیہا اصحاب السکۃ التراب والسرقین والرماد ونحوہ حتی اجتمع من ذلک کثیر فان کان اصحاب السکۃ طرحوھا علی معنی الرمی لہا وکان صاحب الساحۃ ھیأ الساحۃ لذلک فہی لہ وان کان لم یھیٔ الساحۃ لذلک فہی لمن سبق علیہا بالرفع	کذا فی خزانۃ المفتین
۶۵	حمام بری دخل دار رجل نفرخ فیہا فجاء آخر واخذ فان کان صاحب الدار رد الباب وسد الکوۃ فہو لصاحب الدار وان لم یفعل صاحب الدار ذلک فہو لمن اخذہ	کذا فی خزانۃ المفتین
۶۶	ولو کان لہ حمام فجاء حمام آخر نفرخ فلصاحب الانثی فرخہا	کذا فی خزانۃ المفتین
۶۷	یکرہ امساک الحمامات ان کان یضر بالناس	کذا فی خزانۃ المفتین
۶۸	ومن اتخذ برج الحمام فی قریۃ ینبغی ان یحفظہا ویعلفہا ولا یترکہا بغیر علف حتی لا یتضرر بہا الناس	کذا فی خزانۃ المفتین
۶۹	فان اختلط بہا حمام اھلی لغیرہ لا ینبغی لہ ان یاخذہ وان اخذہ یطلب صاحبہ فان لم یاخذہ وفرخ عندہ فان کانت الام غریبۃ لا یتعرض لفرخہ فانہ لغیرہ وان کانت الام لصاحب البرج والغریب ذکر فالفرخ لہ لان الفرخ والبیض لصاحب الام فان لم یعلم ان فی برجہ غریبا لا شئ علیہ	کذا فی خزانۃ المفتین

[1] فتاوی عالمگیری عربی میں، خزانۃ المفتین سے ماخوذ اس حکم کی عبارت یوں درج ہے۔ "فقیل ان کانت الارض للیتامی الخ" اور فتاوی قاضیخان میں یہ عبارت یوں درج ہے، "قیل لہ فان کانت الارض للیتامی ایجوزان یترک ھناک فیلتقطہ الناس قال ان کانت السنابل بحیث لو استاجر علی جمیع ذلک الخ یعنی مذکورہ صورت کے متعلق، آپ سے کہا گیا کہ اگر وہ زمین یتیموں کی ہو تو کیا یہ جائز ہو گا کہ (وہ چیزیں) وہاں چھوڑ دے پھر دوسرے انہیں چن لیں تو آپ نے فرمایا کہ (مثلاً) وہ بالیں اگر ایسی ہوں، کہ اگر انکے جمع کرنے پر مزدور رکھے الخ مفہوم ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ہامش عالمگیری

دفعات شق نمبر	لقطہ کے احکام / لقطہ کے احکام کا بیان	حوالہ
۶۳-۵۰۵	(و) پھر (مذکورہ صورت کے متعلق) یہ کہا گیا کہ اگر وہ زمین یتیموں کی ہو تو اگر صورتِ حال یہ ہو اگر اس کام کے لئے کوئی مزدور، مزدوری پر ملے تو (اس یتیم) بچہ کے لئے مزدور کی مزدوری کے بعد کچھ واضح طور باقی رہتا ہے تو اس (شئی) کا چھوڑ دینا جائز نہ ہوگا (ب) اور اگر اس سے (مزدوری کے بعد) کچھ نہ بچتا ہو یا ایسی قلیل شئی بچتی ہو جس کی طرف قصد نہ کیا جاتا ہو تو اس کے چھوڑنے میں کوئی حرج نہیں۔ اور دوسرے آدمی کے لئے بھی اس کے لے لینے میں کوئی حرج نہیں	خزانۃ المفتین
۶۴	(ا) کشادہ زمین سفیدہ (یعنی زراعت و عمارت وغیرہ کے بغیر) پڑی ہے گلی کے لوگ اس میں مٹی، سرقین (یعنی گوبر، لید وغیرہ)، راکھ اور اس کی مانند چیزیں پھینکتے ہیں حتیٰ کہ ان چیزوں سے (وہاں) ڈھیر جمع ہو گیا تو اگر اس گلی والوں نے وہ چیزیں بطور پھینک دینے کے ڈالیں اور اس سفیدہ زمین والے نے وہ کھلی جگہ اسی لئے (یعنی مٹی، سرقین وغیرہ کے لئے) مقرر کی تھی تو وہ ڈھیر اس (جگہ والے) کا ہے (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) زمین والے نے وہ کھلی جگہ اس (مذکورہ) مقصد کے لئے مقرر نہ کی تھی تو جو شخص اس سے اٹھانے میں سبقت کرلے وہ اس کے لئے ہے	خزانۃ مفتین
۶۵	(ا) جنگلی کبوتر کسی شخص کے گھر میں داخل ہو گئے اور انہوں نے وہاں بچہ دیا. پھر ایک اور آدمی آیا اور اس نے وہ بچہ لے لیا تو اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ، اگر اس گھر والے نے (کبوتر داخل ہونے کے بعد) دروازہ بند کر دیا تھا یا روشندان بند کر دیا تھا تو وہ بچہ اس گھر والے کا ہے (ب) اور اگر اس گھر والے نے ایسا نہ کیا تو وہ اس کے لئے ہے جو اسے لے لے ۵۲	خزانۃ مفتین
۶۶	اگر کسی شخص کے کبوتر تھے تو اس میں اور کبوتر آ گئے اور بچہ دیا تو وہ بچہ اسکے لئے قرار پائے گا جس کی کبوتری ہے	خزانۃ مفتین
۶۷	کبوتر رکھنا مکروہ ہے جبکہ اس سے لوگوں کو ضرر ہوتا ہو	خزانۃ مفتین
۶۸	جس شخص نے بستی میں کبوتروں کا مینار بنایا تو اسے چاہیے کہ وہ ان کی حفاظت کرے، انہیں چارہ کھلائے اور انہیں بغیر چارہ نہ چھوڑے تاکہ لوگ ان سے ضرر نہ پائیں	خزانۃ مفتین
۶۹	(ا) پس اگر ان (مذکورہ) کبوتروں میں کسی اور کے پالتو کبوتر مل گئے تو اسے ان کو پکڑنا نہیں چاہیے (ب) اور اگر اس نے انہیں پکڑ لیا تو (بطور لقطہ) ان کے مالک کو تلاش کرے (ج) پھر اگر اس نے (انہیں پکڑا) اور انہوں نے وہاں بچہ دیا تو اگر اس بچہ کی ماں باہر کی ہو تو اسکے اس بچہ کا تعرض نہ کرے اسلئے کہ وہ غیر کا ہے (د) اور اگر اس بچہ کی ماں اس برج والے کی ہے (یعنی اس گھر والے کی ہے جسمیں کبوتروں کا برج ہے نر کبوتر باہر کا ہو تو وہ بچہ اس) صاحب البرج کا ہے اس لئے کہ بچہ اور انڈا ماں (کی ملکیت) والے کے لئے ہوتا ہے (س) اور اگر یہ معلوم نہ ہو سکے کہ اس کے برج میں باہر کا کبوتر بھی ہے تو اس پر کوئی شئی لازم نہیں	خزانۃ مفتین

۵۱ صفحہ ۳۹۴ چنانچہ حکم نمبر ۶۳/۵۰۵ میں فتاوی عالمگیری کا وہی متن اور اسکا ترجمہ حسب حال درج ہے جو خزانۃ المفتین سے ماخوذ درج ہے البتہ اس صورت کے متعلق فتاوی قاضیخان کی عبارت زیادہ واضح ہے۔ حکم نمبر ۵۱، ۶۲، ۶۴، ۶۲/۵۰۵ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵۲ حکم نمبر ۶۵ تا ۷۱/۵۰۵ ملاحظہ ہوں (مترجم)

حـــوالـــہ	اللقطة	دفعات تنقیح نمبر
كذا فی المحيط	من اخذ بازيا او شبهه فی سواد او مصر و فی رجليه تبر وجلاجل وهو يعرف انه اهلی نعليه ان يعرف ليرده علی اهله	۵۰۵- ۷۰
كذا فی المحيط	وكذلک ان اخذ ظبيا فی عنقه قلادة	۷۱
كذا فی فتاوی قاضيخان	رجل قاطع[3] دارا سنين معلومة فسكنها واجتمع فيه سرقين كثير وقد غاب المقاطع قال الشيخ الامام ابوبكر محمد بن الفضل رح يكون السرقين لمن هيأ مكانه فان لم يفعل ذلك واحد[4] منهما فهو لمن سبق برفعه وقال القاضی الامام ابو علی السغدی رح هو لمن سبقت يده اليه وان لم يهيئ مكانا حتی قال لو ان رجلا ضرب حائطا وجعل موضعا يجتمع فيه الدواب فسرقينها لمن سبقت يده اليه	۷۲
كذا فی فتاوی قاضيخان	رجل له دار او اجرها فجاء انسان بابل واناخ فی داره واجتمع من ذلك بعر كثير قالوا ان ترک صاحب الدار علی وجه الاباحة ولم يكن من رأيه ان يجمع فكل من اخذه فهو اولی به لانه مباح وان كان من رأی صاحب الدار ان يجمع السرقين والبعر فصاحب الدار اولی	۷۳

[1] حکم نمبر ۷۱/۵۰۵ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] حکم نمبر ۷۰/۵۰۵ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] فتاوی عالمگیری عربی مطبوعہ مطبع الامیریہ مصر میں فتاوی قاضیخان سے ماخوذ یہ عبارت یوں درج تھی "قاطع دار سنین" اور اس عبارت کے اصل ماخذ فتاوی قاضیخان میں یوں درج ہے "قاطع دارا سنین" جیسا کہ فتاوی قاضیخان علی هامش عالمگیری عربی ج ۳ ص۳۹۴ میں ہے اور چونکہ مفہوم کے لحاظ سے بھی اصل ماخذ کی عبارت زیادہ واضح ہے لہذا وہی درج ہے (مترجم) [4] فتاوی عالمگیری عربی مطبوعہ مطبع الامیریہ مصر میں، فتاوی قاضیخان سے ماخوذ یہ عبارت یوں درج تھی "واخذ منهما" اور اس عبارت کے اصل ماخذ فتاوی قاضیخان میں یوں درج ہے "واحد منهما" جیسا کہ فتاوی قاضیخان علی هامش عالمگیری عربی ج ۳ ص۳۹۴ میں ہے۔ اور چونکہ مفہوم کے لحاظ سے بھی اصل ماخذ کی عبارت زیادہ واضح ہے لہذا وہی درج ہے (مترجم) [5] اس حکم کے ماخذ فتاوی قاضیخان میں یہ بھی لکھا ہے کہ جانوروں کے مالک کا اس جگہ اپنے جانوروں کا داخل کرنا ایک فعل معتبر ہے اور جانوروں کی سرقین جانوروں کے مالک کے لئے ہونا اولی ہونی چاہیے مگر لوگ اس کی ملکیت سے متعارف نہ ہوئے پس وہ اس کے لئے قرار پا سکتا ہے جو اٹھانے میں پہل کرے یہ مفہوم ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی هامش عالمگیری عربی ج ۳ ص۳۹۴ اور قاطع الاجیر علی کذا الخ یعنی اجرت معینہ پر کام سونپنا ٹھیکہ دینا ماخوذ از المنجد ص۱۰۱۴، ص۱۰۱۵ (مترجم)

دفعات نمبر	لقطہ کے احکام — لقطہ کے احکام کا بیان	حوالہ
۷۰	جس شخص نے باز یا اس کی مانند، گاؤں یا شہر میں پکڑا اور اس کے پاؤں میں سونا یا گھنگرو (وغیرہ) ہے اور وہ پہچانا جاتا ہے کہ وہ پالتو ہے تو اس پر لازم ہے کہ اس کی (بطور لقطہ) پہچان کرائے تاکہ اس کے مالک کو لوٹائے [۱]	محیط
۷۱	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ کسی شخص نے ایسا ہرن پکڑا جس کی گردن میں پٹہ پڑا ہے (تو اس پر لازم ہے کہ بطور لقطہ اس کی پہچان کرائے تاکہ اس کے مالک کو واپس کر دے [۲])	محیط
۷۲	(۱) کسی شخص نے ایک گھر معلوم سالوں کیلئے مقاطعہ (یعنی طے شدہ معینہ اجرت) پر لیا پس اسمیں بکریاں رکھی اور وہاں بہت سی سرقین (یعنی گوبر، لید وغیرہ) جمع ہو گئی اور اسے مقاطع (یعنی مقاطعہ پر دینے والے نے) جمع کیا ہے تو (۱) اس کے متعلق الشیخ الامام ابو بکر محمد بن الفضل رح کا قول یہ ہے کہ سرقین (وغیرہ) اس کے لئے ہے جس نے اس سرقین وغیرہ کے لئے جگہ مقرر کی (۲) اگر ان دونوں (یعنی وہ گھر مقاطعہ پر دینے والے اور لینے والے دونوں) میں سے کسی نے ایسا نہ کیا تو وہ اس کے لئے ہے جس نے اسے پہلے اٹھا لیا (ب) القاضی الامام ابو علی السغدی رح کا قول ہے کہ وہ اس کے لئے ہے جس نے اسے پہلے لے لیا اگرچہ اس نے (اس کے لئے) جگہ مقرر نہ کی حتیٰ کہ آپ کا قول ہے کہ اگر کسی آدمی نے چار دیواری بنا دی اور اس میں ایسی جگہ بنا دی جس میں جانور جمع ہوں تو ان جانوروں کی سرقین اس کے لئے ہوگی جس نے اسے پہلے لے لیا [۵]	قاضیخان
۷۳	(۱) کسی شخص کا گھر ہے وہ اسے کرایہ پر دیتا ہے پس ایک آدمی اونٹوں سمیت آیا اور اس نے اس کے گھر میں اونٹ بٹھائے اور اس سے وہاں بہت سی مینگنیاں جمع ہو گئیں تو (اسکے حکم) کے متعلق مشائخ رح نے کہا ہے کہ اگر اس گھر والے نے بطور مباح کر دینے کے چھوڑ دیا اور اسکے خیال میں یہ نہ تھا کہ وہ اس (سرقین وغیرہ) کو جمع کریگا تو جس نے بھی اس (سرقین وغیرہ) کو لے لیا وہ اولیٰ ہے اسلئے کہ وہ مباح ہے (ب) اور اگر اس گھر والے کے خیال میں یہ تھا کہ اس سرقین اور مینگنیوں کو جمع کرلے گا تو (اسکے لینے میں) گھر والا اولیٰ ہے [۶]	قاضیخان

[۶] چنانچہ اس حکم کے ماخذ فتاوی قاضیخان میں مزید یہ بھی لکھا ہے کہ اس لئے کہ گھر، حفاظت کرنے کے لئے تیار کیا جاتا ہے۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیری عربی ج ۳ صفحہ ۳۹۴ نیز فتاوی قاضیخان میں ہے کہ بھیڑ بکریاں یا گائے بیل (وغیرہ) کسی جگہ جمع ہوتی ہوں اور وہاں ان کی مینگنیاں اور گوبر جمع ہو گیا تو ایک آدمی آیا اور اُنہیں اٹھا لیا تو اس کے متعلق مشائخ رح نے کہا ہے کہ اگر ان بھیڑ بکریوں (وغیرہ) کے مالکوں نے وہ جگہ اس لئے مقرر کی تاکہ وہاں ان کی مینگنیاں اور گوبر جمع ہوں اور وہ اس کے دینے میں کنجوسی کرتے ہوں تو وہ سب ان کے لئے ہے کسی اور کے لئے جائز نہیں کہ وہ اسے اٹھائے۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیری عربی ج ۳ صفحہ ۳۹ (مترجم)

دفعات شق نمبر	اللقطة	حوالہ
۷۴-۵۰۵	امرأة وضعت ملاءتها فجاءت امرأة اخرى ووضعت ملاءتها ثم جاءت الاولى واخذت ملاءة الثانية وذهبت لاينبغي للثانية ان تنتفع بملاءة الاولى لانه انتفاع بملك الغير فان ارادت ان تنتفع بها قالوا ينبغي ان تتصدق هي بهذه الملاءة على ابنتها ان كانت فقيرة على نية ان يكون ثواب الصدقة لصاحبتها ان رضيت ثم تهب الابنة الملاءة منها فيسعها الانتفاع بها لانها بمنزلة اللقطة وان كانت غنية لا يحل لها الانتفاع بها	كذا فی فتاوی قاضیخان
۷۵	وكذلك الجواب في المكعب ان سرق وترك له عوض	كذا فی فتاوی قاضیخان
۷۶	رجل التقط لقطة فضاعت منه فوجدها في يد غيره فلاخصومة بينه وبين ذلك الرجل	كذا فی فتاوی قاضیخان
۷۷	رجل غريب مات في دار رجل وليس له وارث معروف وخلف ما يساوي خمسة دراهم وصاحب الدار فقير لم يكن له ان يتصدق بهذا المال على نفسه لانه ليس بمنزلة اللقطة	كذا فی فتاوی قاضیخان
۷۸	رجل غاب وجعل داره في يد رجل ليعمرها ودفع اليه مالا ليعمرها ثم فقد الدافع فله ان يحفظ المال وليس له ان يعمر الدار الا باذن الحاكم	كذا فی فتاوی قاضیخان

[1] غنی اور فقیر کے مفہوم کے متعلق ۱/۲۵۳، ۱/۲۵۴ مع حواشی ملاحظہ ہوں۔ نیز حکم نمبر ۷، ۲۰۰، ۱، ۲، ۵، ۷/۵۰۵ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)۔ [2] المکعب کے متعلق حکم نمبر ۶/۵۴ نیز ۴۷/۵۰۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)۔ [3] حکم نمبر ۵/۵۰۴ مع حاشیہ نیز ۱۳/۵۰۴ ملاحظہ ہوں (مترجم)۔ [4] اور الدر المختار میں اس کے قلیل مال اور کثیر مال کے حکم میں فرق کیا ہے اور رد المحتار میں پانچ درہم سے زائد کو کثیر مراد لیا ہے اور بحوالہ البحر عن الخلاصۃ والولوالجیۃ اس کے پانچ (مذکورہ) درہم کو لقطہ قرار دیا ہے اور بحوالہ المحیط اسے اثبت کہا ہے لیکن بحوالہ الخانیۃ لکھا ہے کہ وہ لقطہ کی طرح نہیں قرار پاتا۔ مفہوم فی الجملہ ملخصاً ماخوذ از در مختار و

دفعات نمبر	لقطہ کے احکام لقطہ کے احکام کا بیان	حوالہ
۵۰۵-۷۴	دو، کسی عورت نے (ایک جگہ) اپنی چادر رکھی پھر دوسری عورت آئی تو اس نے بھی (وہاں) اپنی چادر رکھی پھر پہلی عورت آئی اس نے دوسری کی چادر لی اور چلی گئی تو (اس صورت میں) دوسری عورت کو، پہلی عورت کی چادر سے نفع نہ اٹھانا چاہیے اس لئے کہ ایسا کرنا غیر کی ملکیت سے نفع اٹھانا ہے۔ (ب) پھر اگر وہ (دوسری) عورت، اس (پہلی عورت کی چادر) سے نفع اٹھانا چاہے تو اس کے متعلق مشائخ رح نے کہا ہے کہ اسے چاہیے کہ وہ اس چادر کو اپنی بیٹی پر، بشرطیکہ اس کی بیٹی فقیرہ ہو (غنیہ نہ ہو اس پر) اس نیت سے صدقہ کردے کہ اس کا ثواب، اس چادر کی مالکہ کے لئے ہوگا اگر وہ (مالکہ صدقہ کردینے پر) راضی ہوگئی پھر (اس کی) وہ بیٹی اس چادر کو اس عورت (یعنی اپنی ماں) پر ہبہ کردے تو اس عورت کو اس چادر سے نفع اٹھانے کی گنجائش ہوگی اس لئے کہ وہ چادر بمنزلہ لقطہ کے ہے اور اگر وہ بیٹی غنیہ ہو تو اسے اس چادر سے نفع اٹھانا حلال نہ ہوگا[۱]	قاضیخان
۷۵	اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم مکعب (یعنی ٹخنوں تک آنے والے موزے) کی صورت میں ہے اگر کسی کا چوری کیا گیا اور اس کا بدل چھوڑ گیا (تو اس سے نفع اٹھانے کا حکم مذکورہ ۷۴/۵۰۵ کی طرح ہے)[۲]	قاضیخان
۷۶	کسی شخص نے کوئی لقطہ اٹھایا تو وہ اس سے گم ہوگیا پھر اس نے اسے کسی اور آدمی کے پاس پایا تو اس شخص اور اس آدمی (یعنی پہلے ملتقط اور دوسرے ملتقط میں) خصومت نہ ہو سکے گی[۳]	قاضیخان
۷۷	ایک شخص مسافر تھا کسی آدمی کے گھر اس کی وفات ہوگئی اس کا کوئی معروف (و مشہور) وارث موجود نہیں، اس نے (مثلاً) پانچ درہم کے مساوی (مال) چھوڑا اور گھر کا مالک فقیر (یعنی غیر غنی) ہے تو اسے یہ جائز نہ ہوگا کہ وہ اس مال کا صدقہ اپنے آپ پر کردے اس لئے کہ وہ مال بمنزلہ لقطہ نہیں ہے[۴]	قاضیخان
۷۸	کوئی شخص غائب ہوگیا اور اس نے اپنا گھر ایک آدمی کے لئے قبضہ میں دے دیا تاکہ اس کی تعمیر کرے اور اس نے مال (بھی) دیا تاکہ وہ اس کے گھر کی تعمیر کرے پھر (مال) دینے والا غائب ہوگیا تو اسے یہ اختیار ہے کہ وہ (اس) مال کی حفاظت کرے اور اسے یہ اختیار نہیں کہ وہ اس (کے) گھر کو تعمیر کرے لیکن حاکم (مجاز) کی اجازت کے بعد یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر وہ اس مال کو اس کے گھر کی تعمیر پر لگا سکتا ہے)[۵]	قاضیخان

[۱] ردالمحتار ج ۳ ص ۳۵۴ حکم نمبر ۷۰۰۱۴۰۷،۲۰۲،۴۷/۵۰۵ ، ۱۹/۵۰۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں۔ اور غنی اور فقیر کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱/۲۵۲ ، ۱/۲۵۴ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [۵] جیسا کہ درمختار میں ہے کہ قاضی (یعنی حاکم مجاز) مفقود کیلئے حسب ضرورت وکیل مقرر کریگا اور اگر اسکا وکیل ہو تو وہ اسکے مال کی حفاظت کریگا البتہ وہ اس کے گھر کی تعمیر قاضی کی اجازت کے بغیر نہیں کرسکتا اسلئے کہ ممکن ہے کہ اسکی وفات ہوچکی ہو اور وہ (وکیل) وصی نہیں قرار پاتا یہ تجنیس میں ہے اور ردالمحتار میں ہے کہ مفقود کیلئے قاضی تب وکیل نصب کرتا ہے جبکہ اسکا وکیل نہ ہو اسلئے اسکے گم ہوجانے سے اسکا وکیل معزول نہیں قرار پاتا الخ مفہوم فی الجملہ ملخصاً ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۳ ص ۳۶۰۔ (اور مفقود کے متعلق حکم ۳/۵۰۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	اللقطة	حوالہ
	اللقطة	
۷۹-۵۰۵	ذكر ابو الليث رحمه الله في العيون رجل سيّب دابته فاخذها انسان فاصلحها ثم جاء صاحبها فان قال عند التسييب جعلتها لمن اخذها فلا سبيل لصاحبها عليها وان لم يقل ذلك له ان ياخذها وكذلك فيمن ارسل صيد اله هكذا ذكره بعض مشائخنا رحمهم الله وان اختلفا فالقول قول صاحبها مع يمينه [1]	كذا في محيط السرخسي

واللہ اعلم

[1] حکم نمبر $\frac{۷۹}{۵۰۵}$ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] نیز رد المحتار میں فروع کی ذیل میں لکھا ہے کہ (۱) کسی شخص نے گھر خریدا تو اس کی دیوار میں درہم پائے تو اس کے حکم کے متعلق ابوبکر رحمہ کا قول یہ ہے کہ وہ لقطہ کے حکم میں ہے اور الفقیہ رحمہ کا قول یہ ہے کہ اگر فروخت کنندہ اس کا دعوی کرے تو اس کو لوٹا دے اور اگر فروخت کنندہ نے یہ کہا کہ وہ درہم میرے نہیں ہیں تو وہ لقطہ قرار پاتا ہے (۲) نیز لکھا ہے کہ مسجد میں رات گذارنے والے نے اللہ تعالی سے اس کی رحمت کی عطا کا سوال کیا پھر جب وہ جاگا تو اس کے ہاتھ میں دیناروں کی تھیلی تھی تو آپ نے فرمایا کہ جس نے تیرے ہاتھ میں وہ تھیلی دی ہے وہ اسے تیرے لئے ہی کرنا چاہتا ہے (۳) اور بطور فائدہ لکھا ہے کہ علامہ ابن حجر رحمہ نے الایضاح کے حاشیہ میں بعض صوفیا رحمہم سے ذکر کیا ہے کہ جب تجھ سے کوئی چیز ضائع ہو جائے تو یوں کہے "يَا جَامِعَ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ فِيهِ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ اِجْمَعْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ كَذَا"۔ یعنی اے وہ ذات جو سب لوگوں کو اس دن جمع کرنے والا ہے جس میں کوئی شک نہیں بیشک اللہ تعالی وعدہ کی خلاف ورزی نہیں فرماتا (اے اللہ تعالی) تو مجھے اور اس (گمشدہ) چیز کو جمع کر، اور لکھا ہے کہ "کذا" کی جگہ اس (گمشدہ) چیز کا نام لے تو (وہ چیز ملنے کے لئے)

دفعات شق نمبر	لقطہ کے احکام لقطہ کے احکام کا بیان	حوالہ
۵۰۵-۷۹	(۱) فقیہ ابو اللیث رح نے العیون میں ذکر کیا ہے کہ کسی شخص نے اپنا جانور آزاد چھوڑ دیا تو ایک آدمی نے اسے پکڑا اور اس کی اصلاح کی (یعنی دیکھ بھال کی) پھر اس کا مالک آ گیا تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ)(ا) اگر اس مالک نے اس جانور کو آزاد کرتے وقت یہ کہا تھا کہ میں نے یہ جانور اس آدمی کے لئے کر دیا جو اسے لے لے تو (پھر) اس مالک کو اس جانور پر کوئی اختیار نہیں (۲) اور اگر اس (مالک) نے ایسا نہ کہا تھا تو اسے اختیار ہے کہ وہ اس (جانور) کو لے لے (ب) اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جس شخص نے (اپنا) شکار جو اس کے پاس تھا، چھوڑ دیا (تو اس کا حکم بھی مذکورہ حکم کی طرح ہے) یونہی اسے ہمارے بعض مشائخ رح نے ذکر کیا ہے (ج) اور اگر (صورت مذکورہ $\frac{۷۹ ا، ب}{۵۰۵}$ میں) ان دونوں (یعنی اسے چھوڑنے والے مالک اور اسے پکڑنے والے دونوں) نے (مالک کے قول میں) اختلاف کیا تو اس کے مالک کا قول اس کی قسم کے ساتھ معتبر ہوگا ۳ہ ۴ہ واللہ اعلم	محیط سرخسی

مجرب ہے اور امام النووی رح کا قول ہے کہ میں نے اس کا تجربہ کیا ہے اور اسے بالعموم جلد پانے میں نافع پایا ہے اور آپ کے بعض مشائخ رح سے بھی یوں ہی منقول ہے۔ واللہ سبحانہ اعلم۔ مفہوم ماخوذ از الدر المختار ور دالمحتار ج ۳ ص ۳۵۵ (مترجم) ۳ہ فتاوی عالمگیری مترجم حامل المتن کی اشاعت ہذا میں عنوان ۵۰۵ کے بعد غلاموں سے مخصوص بحث "کتاب الآبق" یعنی آقا سے بھاگے ہوئے غلام کی بحث، عنوان ۵۰۶ کا اندراج متروک ہے اس کے متعلق حکم نمبر $\frac{۱۳}{۵۰۴}$ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

اسلامی قوانین کا شہرۂ آفاق اور مایۂ ناز مجموعہ

فتاویٰ عالمگیریہ

جلد ۱۷

کتاب المفقود

گم شدہ شخص کی بحث

عنوان ۱ ، تعداد ۱۹

عربی متن مع اردو ترجمہ نمبر وار احکام کے ساتھ

پیشکش: مجلسِ منتظمہ اشاعتِ "فتاویٰ عالمگیریہ"

دفعات وشق نمبر	المفقود	حوالــــہ
	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا محمد سيد المرسلين وعلى آله واصحابه وعلى عباد الله الصالحين، اجمعين، آمين **کتاب المفقود** دفعات ۵۰۷ تا ۵۰۷ عنوان ۱، تعداد شق ۱۹	
۵۰۷	**المفقود** تعداد شق ۱۹	
۱	هو الذي غاب عن اهله او بلده او اسره العدو ولا يدري أحي هو او ميت ولا يعلم له مكان ومضى على ذلك زمان فهو معدوم بهذا الاعتبار	كذا في خزانة المفتين
۲	وحكمه انه حي في حق نفسه لا تتزوج امرأته ولا يقسم ماله ولا تفسخ اجارته وهو ميت في حق غيره لا يرث ممن مات حال غيبته	كذا في خزانة المفتين

لـه حکم نمبر $\frac{1}{1082}$، $\frac{1}{1086}$ کے ابواب کے حواشی ملاحظہ ہوں۔ نیز کتاب المفقود یعنی گمشدہ شخص کی بحث جس میں مفقود کی تعریف اور احکام کا بیان ہے یہ بطور انتخاب ہے جو کہ فتاوی عالمگیری عربی کی بحث ۱۶ ہے اور اردو مع عربی کی اشاعت ہذا میں بطور ج ۱۷ اشاعت پذیر ہے (مترجم) سـه۲ جیسا کہ رد المحتار میں ہے اور بحوالہ البحر لکھا ہے کہ مدار اس کی زندگی اور موت کا علم نہ ہونے پر ہے اس کے ٹھکانہ کے علم پر نہیں ہے۔ البتہ ٹھکانہ کا علم بالعموم اس کی موت اور حیات کے علم کو مستلزم ہوتا ہے پس مکان کا عطف تفسیر کے لئے ہے اور اگر دار الحرب میں اس کی جگہ معلوم ہو اور اس کی زندگی یا موت کا علم نہ ہو (اس پر زمانہ گذر جائے) تو وہ بلا شک مفقود قرار پاتا ہے۔ مفہوم ماخوذ از رد المحتار ج ۳ صفحہ ۳۶۰ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	مفقود کے احکام	مفقود کے احکام کا بیان	حوالہ
	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم		
	سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جو پالنے والا ہے سارے جہانوں کا اور درود وسلام ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر، جو سب رسولوں کے سردار ہیں اور انکی آل اور انکے اصحاب پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر، سب پر ہو، آمین		
	مفقود کی بحث [1]		
	دفعات ۵۰۷ تا ۵۰۷، عنوان ۱، تعداد شق ۱۹		
۵۰۷	**مفقود** (یعنی گمشدہ شخص) اور اسمیں ۱۹ شقیں ہیں		
۱	مفقود اس شخص کو کہتے ہیں جو اپنے گھر والوں یا اپنے شہر سے غائب ہوگیا یا اسے دشمن (یعنی حربی کفار) نے گرفتار کرلیا اور اس (غائب شدہ یا گرفتار شدہ شخص) کے متعلق یہ معلوم نہ ہوا کہ آیا وہ زندہ ہے یا وہ وفات پاگیا ہے اور نہ اس کا ٹھکانہ معلوم ہوا اور اس صورتِ حال پر ایک زمانہ گذر گیا پس وہ اس طرح معدوم قرار پایا [2]		خزانۃ مفتین
۲	(ا) مفقود شخص کے متعلق حکم یہ ہے کہ وہ اپنے حق کے متعلق زندہ قرار پاتا ہے۔ اسکی بیوی کسی اور سے نکاح نہیں کرسکتی، اسکا مال تقسیم نہیں کیا جا سکتا، اسکا اجارہ (یعنی کرایہ پر دیا ہوا عقد) فسخ نہیں ہو سکتا (ب) اور وہ حق غیر میں مردہ قرار پاتا ہے (اسکا) جو مورث شخص اسکے غائب ہونیکی (مذکورہ) حالت میں وفات پاگیا یہ مفقود اس سے میراث نہ پائے گا [3]		خزانۃ مفتین

[3] جیساکہ رد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ ماحصل یہ ہے کہ وہ ان احکام کے متعلق زندہ قرار پاتا ہے جو اسے ضرر دیتے ہیں اور وہ ایسے ہیں جو کہ اس کی موت پر موقوف ہیں (مثلاً اس کی زوجہ کا نکاح اور اس کے ترکہ کی تقسیم وغیرہ) اور وہ ان احکام کے متعلق، مردہ قرار پاتا ہے جو اسے نفع دیتے ہیں اور دوسرے کو نقصان کرتے ہیں اور وہ ایسے ہیں جو اس کی زندگی پر موقوف ہیں (مثلاً اسکے مورث سے ترکہ میں اس کا حصہ وغیرہ) نیز لکھا ہے کہ اجارہ اگرچہ مؤجر یا مستاجر کی موت پر فسخ قرار پاتا ہے مگر چونکہ مفقود کی موت ثابت نہیں ہوتی لہٰذا اس کا اجارہ فسخ نہ ہوگا۔ مفہوم فی الجملہ ملخصاً ماخوذ رد المحتار ج ۳ صفحہ ۳۶۰ ۔ نیز حکم نمبر ۱۱ تا ۱۳ / ۵۰۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	المفقود	حوالہ
۳-۵۰۷	وینصب القاضی من یحفظ مالہ ویقوم علیہ ویقبض غلاتہ والدیون التی اقربھا غریماؤہ ولا یخاصم فی دین لم یقر بہ الغریم - ولا فی نصیب لہ فی عرض او عقار فی ید غیرہ لانہ لیس بمالک ولانائب عنہ وانما ھو وکیل بالقبض من جھۃ القاضی وانہ لا یملک الخصومۃ بالاتفاق لما فیہ من تضمن الحکم علی الغائب فاذا کان یتضمن الحکم علی الغائب لایجوز عندنا فلو قضی بہ قاض یری ذلک جاز لانہ فصل مجتھد فیہ فینفذ قضاؤہ بالاتفاق	کذا فی التبیین
۴	ثم الوکیل الذی نصبہ القاضی یخاصم فی دین وجب بعقدہ بلاخلاف	کذا فی التبیین
۵	ویبیع مایخاف علیہ الفساد من مالہ	کذا فی التبیین
۶	ولا یبیع مالا یتسارع الیہ الفساد فی نفقۃ ولافی غیرھا منقولا کان او عقارا	کذا فی غایۃ البیان

لہ فتاوی عالمگیری عربی مطبوعہ مطبع الامیریہ مصر ۱۳۱۰ھ ج ۲ صفحہ ۲۹۹ میں التبیین سے ماخوذ یہ عبارت یوں درج تھی "فی دین لم یقل بہ الغریم" مگر یہ عبارت گنجلک اور اس کے مفہوم میں الجھن تھی۔ اور فتاوی عالمگیری مطبوعہ مطبع الاحمدی ہند ۱۲۷۸ھ ج ۲ صفحہ ۱۰۱ میں یہ عبارت یوں ہے "فی دین لم یقر بہ الغریم" الخ اور چونکہ یہ عبارت واضح اور اس کا مفہوم درست قرار پاتا ہے لہذا یہی درج ہے واللہ اعلم بالصواب (مترجم) ۲ لہ الغریم یعنی قرض خواہ۔ قرض دار کما ماخوذ از المنجد صفحہ ۸۲۴ اور غریم یعنی قرضدار، قرضخواہ یہ لغات اضداد سے ہے (یعنی یہ لفظ، دو باہم مخالف مفہوم پر مشتمل معانی میں استعمال ہوتا ہے) ماخوذ از منتہی الارب ج ۲ صفحہ ۴۵۶ (مترجم) ۳ لہ حَکَمَ حُکماً وحُکُومَۃً بالامر وللرجل اوعلیہ وبینھم یعنی حکم دینا، فیصلہ دینا۔ ماخوذ از المنجد صفحہ ۲۷۱ (مترجم) ۴ لہ جیساکہ درمختار ورد المحتار ج ۳ صفحہ ۳۶۱ میں ہے۔ نیز دوسرے قاضی کے ہاں مرافعہ کی صورت میں "قضاء القاضی کی تین اقسام یعنی نص واجماع کے خلاف قضاء (یعنی جبکہ وہ نص صحیح اور غیر معارض ہو) اور اختلاف فی نفس القضاء اور اختلاف فی سبب القضاء کے متعلق رد المحتار ج ۳ صفحہ ۳۶۱، صفحہ ۲۹۷، صفحہ ۴۱۸ میں تفصیلی بحث کی گئی ہے (مترجم) ۵ لہ درمختار میں ہے کہ قاضی (یعنی حاکم مجاز) ایسا وکیل مقرر کریگا جو اس مفقود کا حق حاصل کریگا مثلاً اس کے غلہ جات اور اس کے ایسے قرضہ جات جو "المقربھا" یعنی مقروض لوگ جس کا اقرار کرتے ہیں) ہوں اور رد المحتار میں ہے کہ "المقر بھا" ابنا للمجھول ہے یعنی وہ قرض جن کے متعلق مقروض لوگوں کیطرف سے

دفعات شق نمبر	مفقود کے احکام — مفقود کے احکام کا بیان	حوالہ
۵۰۷-۳	اور قاضی (یعنی حاکم مجاز) ایسے شخص کو مقرر کرے گا جو اس (مفقود) کے مال کی حفاظت کرے[۱] اس کے غلہ جات وصول کرے اور اس کے وہ قرضہ جات وصول کرے جن قرضوں کے متعلق مقروض لوگ اقرار کرتے ہیں اور وہ (مقرر شخص) کسی غریم[۲] (یعنی مقروض) کے اس قرض میں خصومت نہ کرے گا جس کا اس مقروض نے اقرار نہیں کیا اور نہ اس (مفقود) کے اس حصہ میں (خصومت کرے گا) جو سامان میں یا زمین میں ہو اور وہ کسی اور آدمی کے قبضہ میں ہو اس لئے کہ وہ (مقرر شخص) نہ مالک ہے اور نہ اس کی طرف سے نائب ہے وہ قاضی کی طرف سے وصولی کے لئے وکیل ہے اور وہ بالاتفاق خصومت کا مالک نہیں ہوتا اس لئے کہ اگر وہ وکیل خصومت کا مالک قرار پائے تو ایسا ہونا حکم علی الغائب (یعنی غائب پر فیصلہ[۳] دینے) کو متضمن ہوتا ہے اور جب حکم علی الغائب کو متضمن ہو تو وہ ہمارے ہاں جائز نہیں قرار پاتا پس اگر کوئی ایسا قاضی جو اسے (یعنی حکم علی الغائب کو) جائز سمجھتا ہو اس نے اس (مذکورہ) کے متعلق حکم کر دیا تو جائز قرار پائے گا اس لئے کہ یہ مسئلہ مجتہد فیہ ہے پس اس قاضی کا حکم بالاتفاق نافذ قرار پائے گا[۴]	تبیین
۴	پھر وہ وکیل جسے قاضی (یعنی حاکم مجاز) نے (مفقود کے لئے) مقرر کیا ہو وہ اس قرض میں بلا خلاف مخاصمت کر سکے گا جو اس (وکیل) کے عقد سے واجب ہوا ہو[۵]	تبیین
۵	اور وہ (وکیل) اس (مفقود) کے مال میں سے، اسے فروخت کر سکے گا جس کے خراب ہونے کا خوف کرتا ہو[۶]	تبیین
۶	اور وہ (وکیل) اس (کے اس) مال کو جو جلد خراب نہ ہوتا ہو، نفقہ اور غیر نفقہ میں فروخت نہ کر سکے گا خواہ وہ (مال) منقولہ ہو یا زمین ہو[۷]	غایۃ البیان

اقرار کیا گیا ہے اور یہ قید اس لئے ہے کہ النہر میں ہے کہ وہ (وکیل) اس قرض میں بلا خلاف خصومت کر سکے گا جو اس (وکیل) کے عقد سے واجب ہوا اس میں نہیں جو اس مفقود کے عقد سے واجب ہوا اور نہ اسکے اس حصہ میں جو اس زمین میں یا سامان میں ہو جو کسی اور آدمی کے قبضہ میں ہے اور نہ حقوق میں سے اس حق میں جبکہ اس حق کا وہ شخص انکار کر دے جس کے پاس وہ حق ہے یا جس پر وہ حق ہے اس لئے کہ وہ (وکیل) نہ مالک ہے نہ اس کا نائب ہے وہ قاضی کی طرف سے وکیل ہے اور وہ بلا خلاف خصومت کا مالک نہیں ہوتا۔ مفہوم ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ صفحہ ۳۶۰۔ حکم نمبر $\frac{۳ \text{ تا } ۸، ۱۹}{۵۰۷}$، $\frac{۴۸}{۵۰۵}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [۶] جیسا کہ درمختار میں ہے اور لکھا ہے کہ قاضی اس ثمن کو محفوظ رکھے گا اور رد المحتار میں ہے کہ اگر اس نے خوف ضیاع سے (مفقود کا مال) فروخت کیا اور وہ درہم و دنانیر کی صورت میں ہو گیا تو اس سے حسب طریقہ نفقہ دے سکے گا مفہوم ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ صفحہ ۳۶۱۔ حکم نمبر $\frac{۷}{۵۰۷}$ ملاحظہ ہو (مترجم)، [۷] جیسا کہ درمختار و رد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ غائب شخص پر قاضی کی ولایت حفظ ہی میں ہے اور فروخت کرنے میں بغیر مجبوری کے ترک حفظ ہے۔ مفہوم ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ صفحہ ۳۶۱۔ حکم نمبر $\frac{۳ \text{ تا } ۸، ۱۱}{۵۰۷}$، $\frac{۴۸}{۵۰۵}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	المفقود	حوالہ
٥٠٧ - ٧	ینفق من ماله علی من تجب علیه نفقته حال حضرته بغیر قضاء کزوجته واولاده وابویه وکل من لا یستحقها بحضرته الا بالقضاء فانه لا ینفق علیه کالاخ والاخت ونحوهما ومعنی قولنا من ماله النقدان	کذا فی خزانة المفتین
	والتبر[1] بمنزلة النقدین فی هذا الحکم وهذا اذا کان المال فی ید القاضی وان کان ودیعة او دینا ینفق علیهم منهما اذا کان المودع والمدیون مقرین بالودیعة والدین والنسب والنکاح اذا لم یکونا ظاهرین عند القاضی وان کانا ظاهرین فلا حاجة الی اقرارهما وان کان احدهما ظاهرا دون الآخر یشترط الاقرار بما لیس بظاهر فی الصحیح وان دفع المودع بنفسه او من علیه الدین بغیر امر القاضی فالمودع یضمن والمدیون لا یبرأ وان جحد المودع والمدیون اصلا او جحد الزوجیة والنسب لم ینتصب احد ممن یستحق النفقة خصما فی ذلک	کذا فی الکافی
٨	ولا یفرق بینه وبین امرأته وحکم بموته بمضی تسعین سنة وعلیه الفتوی وفی ظاهر الروایة یقدر بموت اقرانه فاذا لم یبق احد من اقرانه حیا حکم بموته ویعتبر موت اقرانه فی اهل بلده	کذا فی الکافی
	والمختار[2] انه یفوض الی رأی الامام	کذا فی التبیین

[1] حکم نمبر ٥/٥٠٧ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، [2] مفقود کے متعلق درج ذیل مزید حوالہ جات ملاحظہ ہوں (١) رد المحتار میں ہے کہ ظاہر روایت کے بموجب مفقود کی موت کی مدت اس کے ہم عمروں کی موت کی مدت سے مقرر ہوگی اور اس میں بعض نے اطول عمر اور بعض نے غالب عمر کو اختیار کیا ہے چنانچہ بعض نے اس کی ولادت سے نوے سال کہا ہے اسے الکنز میں اختیار کیا

دفعات متن نمبر	مفقود کے احکام مفقود کے احکام کا بیان	حوالہ
۷.۵.۷	(ا) اور وہ (وکیل) "اس (مفقود) کے مال میں" سے اس پر خرچ کرے گا جس کا نفقہ اس (مفقود) کی حاضری میں اس (مفقود) پر واجب ہو مثلاً اس کی بیوی، اولاد اور اس کے والدین کا نفقہ اور ہر وہ شخص جو اس (مفقود) کی حاضری میں، قاضی کے حکم سے ہی اس نفقہ کا مستحق ہوتا ہو تو وہ (وکیل) اس پر خرچ نہ کرے گا مثلاً بھائی، بہن اور ان دونوں کی مانند (ب) اور ہمارا یہ قول کہ "اس (مفقود) کے مال سے"، اس سے مراد نقدان (یعنی سونا اور چاندی) اور انکے قائمقام ہے (ج) اور التبر (یعنی وہ سونا جو ڈھلا ہوا نہ ہو) اس حکم میں بمنزلہ نقدین کے ہے (د) اور یہ (مذکورہ حکم) اس صورت میں ہے جبکہ وہ مال قاضی کے قبضہ میں ہو (س) اور اگر وہ مال امانت یا قرض ہو تو (ا) وہ (وکیل) ان دونوں (یعنی امانت اور قرض) سے ان (مستحقین) پر خرچ کرے گا بشرطیکہ وہ شخص جس کے ہاں وہ امانت ہے اور وہ مقروض شخص دونوں اس امانت، قرض، نسب اور نکاح کا اقرار کرتے ہوں جبکہ وہ دونوں قاضی کے ہاں ظاہر نہ ہوں (یعنی قاضی انہیں جانتا نہ ہو) اور اگر وہ دونوں ظاہر ہوں تو (پھر) ان کے اقرار کی ضرورت نہیں ہے۔ اور اگر دونوں میں سے (قاضی کے ہاں) ایک ظاہر ہو دوسرا غیر ظاہر ہو تو صحیح حکم کے بموجب اس کا اقرار کرنا شرط ہوگا جو ظاہر نہیں ہے (۲) اور (مفقود کا مال کسی کے ہاں امانت یا کسی پر قرض ہونے کی صورت میں) اگر امانت رکھنے والے نے خود یا جس پر قرض ہے اس نے قاضی کے حکم کے بغیر وہ مال دے دیا تو امانت رکھنے والا ضامن ہوگا اور مقروض (قرض) سے بری نہ قرار پائے گا (۳) اور اگر امانت رکھنے والے یا مقروض نے (امانت یا قرض سے) بالکل انکار کر دیا یا اس نے زوجیت اور نسب کا انکار کیا تو نفقہ کے مستحقین میں سے کوئی اس میں خصم مقرر نہ ہوگا [1]	خزانۃ المفتین کافی
۸	(ا) اس مفقود میں اور اس کی بیوی میں (نکاح کی) تفریق نہ کی جائے گی اور اس کی موت کا حکم، نوے سال گذرنے پر ہوگا اس پر فتوی ہے (ب) ظاہر روایت کے بموجب اس کے ہم عمروں کی موت سے (اس مفقود کی موت کی) مدت مقرر کی جائے گی پس جب اس کے ہم عمروں میں سے کوئی زندہ باقی نہ رہا تو اس (وقت سے اس مفقود) کی موت کا حکم دیا جائے گا اور (اس میں) اس کے شہر کے ہم عمروں کی موت کا اعتبار ہوگا (ج) اور مختار حکم یہ ہے کہ اس مفقود کی موت کا حکم امام (یعنی حاکم مجاز) کی رائے پر سونپا جائے گا [2]	کافی تبیین

گیا ہے اور الہدایہ میں اسے ارفق کہا گیا ہے اور الذخیرہ میں ہے کہ اس پر فتوی ہے اور بعض نے سو سال، بعض نے ایک سو بیس سال اور متاخرین نے ساٹھ سال اختیار کیا ہے اور ابن ہمام نے ستر سال اختیار کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک ارشاد کا مفہوم یوں ہے کہ میری امت کی عمریں ساٹھ اور ستر سال کے درمیان ہیں (یعنی زیادہ تر عمریں یوں ہونگی)

(بقیہ حاشیہ صـ پر)

دفعات سن نمبر	المفقود (بقیہ حاشیہ از ص ۶۹)	المفقود	حوالہ

۸/۵۰۷ ـ (۲) درمختار اور رد المحتار میں مفقود اور اس کی بیوی میں تفریق کے متعلق لکھا ہے کہ امام مالک رح کے ہاں مفقود کی بیوی چار سال گذرنے کے بعد، وفات کی عدت گذارے گی اور امام شافعیؒ کی پہلی تحقیق بھی یہی ہے اور مفقود کی میراث کے متعلق ان دونوں (یعنی امام مالک رح اور امام شافعیؒ) کے ہاں ہمارے احناف کی طرح مدت مقرر کرنے کی صورت میں نوے سال یا حاکم مجاز کی رائے پر، اس کی موت کا حکم ہوگا اور امام احمد رح کے ہاں حکم یہ ہے کہ اگر مفقود کا غالب حال ہلاک ہوجانے کا ہو مثلاً وہ جنگ میں یا تباہ شدہ سواری میں یا وہ قریب کے کام کے لئے نکلا اور لاپتہ ہوگیا تو ان صورتوں میں چار سال گذرنے کے بعد اس کا مال تقسیم ہوگا اور اس کی بیوی (وفات کی) عدت گذارے گی اور اگر مفقود کا غالب حال اس کے ہلاک ہونے کا نہ ہو مثلاً وہ تجارت یا سیاحت کے سفر میں گیا ہوا اور لاپتہ ہوگیا ہو تو آپ سے ایک روایت کے بموجب حاکم مجاز کی رائے پر اور آپ سے دوسری روایت کے بموجب اس کی پیدائش سے نوے سال کی مدت کے بعد اس کی موت کا حکم ہوگا جیساکہ شرح ابن الشحنہؒ میں ہے۔ مگر الناظم پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ حنفی کو (اس مذکورہ تفصیل) کی ضرورت نہیں اس لئے کہ یہ احناف کی تحقیق کے خلاف ہے بس اس کا حذف اولیٰ ہے۔ اور الدر المنتقی میں ہے کہ اس کا حذف کرنا اولیٰ نہیں ہے۔ اس لئے کہ القہستانی رح کا قول ہے کہ اگر کوئی حنفی مفتی مقام ضرورت میں اس پر (یعنی غیر حنفی تحقیق کے بموجب) فتوی دے تو میرے ظن غالب میں اس میں کوئی حرج نہیں اھ پھر صاحب رد المحتار نے لکھا ہے کہ میں کہتا ہوں کہ اس مسئلہ کی نظیر ممتدۃ الطہر عورت کی عدت کا مسئلہ ہے کہ جب وہ (کم ازکم) تین دن خون دیکھنے سے بالغہ ہو اور اس کا طہر طویل ہوجائے تو (عادت کے لئے) وہ تین حیض تک عدت میں باقی رہتی ہے اور امام مالک رح کے ہاں نو مہینوں میں اس کی عدت گذرے گی اور (احناف کے) فتاوی البزازیہ میں ہے کہ اس میں فتوی ہمارے زمانہ میں امام مالکؒ کے قول پر ہے اور الزاہدی کا قول ہے کہ ہمارے بعض اصحاب بنا بر ضرورت اس پر فتوی دیتے تھے اور اس پر النہر وغیرہ میں یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ (حنفی کے لئے) غیر حنفی تحقیق پر فتوی دینے کا کوئی داعیہ نہیں ہے اس لئے کہ ایسا مقدمہ کسی مالکی قاضی کے ہاں لے جانا ممکن ہے جو اپنے ہاں کی تحقیق کے بموجب حکم کردے گا اور ابن وھبانؒ اپنی منظومہ میں اسی طرف گئے ہیں۔ لیکن جیساکہ ہم نے کہا ہمارا کلام تحقق ضرورت میں ہے کہ جہاں ایسا مالکی قاضی (بھی) نہ پایا جائے جو اپنے ہاں کی تحقیق کے بموجب حکم کرے۔ مفہوم ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ ص ۳۶۱، ص ۳۶۲ اور فتاوی البزازیہ کے مذکورہ حکم کی ایک عبارت یوں ہے۔ "قال العلامۃ والفتوی فی زماننا علی قول مالکؒ فی عدۃ الآیسۃ الخ ماخوذ از فتاوی البزازیۃ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۴ ص ۲۵۶۔ اور صاحب الرائے مجتہد مفتی اگر موضع ضرورت میں آسانی کی خاطر، مرجوح اقوال میں سے کسی قول پر فتوی دے خواہ وہ اس کے مجتہد امام کی تحقیق کے خلاف ہو تو اس کے حسن قرار پانے کے متعلق درمختار و رد المحتار سے ماخوذ حکم، فتاوی عالمگیری مترجم حامل المتن ج ۱۳، حکم نمبر ۲/۴۹۷ کے حاشیہ ترتیب الدلائل کی تفصیل ت ۱۸ کا ۸ ملاحظہ ہو

(۳) درمختار و رد المحتار میں ہے کہ (مفقود کی موت کے حکم کے متعلق، الزیلعیؒ نے امام (یعنی حاکم مجاز) کی رائے پر سونپنے کو اختیار کیا ہے اور الفتح میں ہے کہ جس مدت کے لئے اس امام) کی رائے میں مصلحت قرار پائے وہ اس کی موت کا حکم دے سکتا ہے اور النہر اور الینابیع میں ہے کہ بعض کا قول یہ ہے کہ قاضی کی رائے پر سونپا جائے گا اور ظاہر روایت میں مدت مقرر نہیں اور القنیہ میں اس روایت کو امام (ابو حنیفہؒ) سے قرار دیا ہے اھ اور پھر صاحب رد المحتار نے لکھا ہے کہ میں کہتا ہوں کہ

(بقیہ حاشیہ ص ۷۱ پر)

دفعات/شق نمبر	مفقود کے احکام	(بقیہ حاشیہ از صفحہ) مفقود کے احکام کا بیان	حوالہ
۸/۵۰۷	ظاہر یہ ہے کہ یہ روایت (یعنی مفقود کی موت کا حکم حاکم مجاز کی رائے پر سونپنا) ظاہر روایت سے خارج نہیں ہے بلکہ یہ قول، مدت مقرر کرنے کی نسبت، ظاہر روایت (یعنی مفقود کی موت کی مدت اس کے ہم عمروں کی موت کی مدت سے مقرر کرنے کی روایت) سے زیادہ قریب ہے اس لئے کہ اس کی تشریح شرح الوھبانیہ میں یوں ہے کہ وہ (حاکم مجاز) غور و فکر کرے، پوری کوشش کرے اور اپنے ہاں کے ظن غالب کے بموجب حکم کرے پس وہ مدت مقرر کردینے کو نہ کہے گا اس لئے کہ یہ شرح میں وارد نہیں ہے بلکہ وہ اس کے ہم عمروں میں نظر کرے گا۔ زمان اور مکان کو ملحوظ رکھے گا اور اس میں پوری کوشش کرے گا (اور پھر اپنے ظن غالب کے بموجب اس کی موت کا حکم کرے گا) اور پھر مغنی الحنابلہ سے منقول ہے کہ یہ امام شافعیؒ اور امام محمدؒ سے نکی ہے اور امام مالکؒ، امام ابوحنیفہؒ اور امام ابویوسفؒ سے بھی یونہی مشہور ہے اور الزیلعیؒ نے کہا ہے کہ یہ حکم مختلف علاقوں میں مختلف ہوسکتا ہے اسی طرح ظن غالب بھی مختلف اشخاص میں مختلف ہوسکتا ہے اور لکھا ہے کہ اس کا مقتضی یہ ہے کہ (حاکم مجاز) پوری کوشش کرکے اس (مفقود) کی موت پر قرائن ظاہرہ کے مطابق حکم کرے۔ مفہوم فی الجملہ ملخصاً ماخوذ از درمختار ردالمحتار ج ۳ ص ۳۶۲، ص ۳۶۳۔ حکم نمبر ۳ تا ۸، ۱۹ / ۵۰۷ اور ۷۸ / ۵۰۵ مع حواشی ملاحظہ ہوں۔ م ن م			

دفعات شق نمبر	المفقود	حوالہ
۵۰۷ - ۹	واذا حکم بموته اعتدت امرأته عدة الوفات من ذلك الوقت و قسم ماله بين ورثته الموجودين فى ذلك الوقت ومن مات قبل ذلك لم يرث منه	كذا فى الهداية
۱۰	فان عاد زوجها بعد مضى المدة فهو احق بها وان تزوجت فلا سبيل له عليها	كذا فى التتارخانية
۱۱	ويعتبر ميتا فى ماله يوم تمت المدة	كذا فى التتارخانية
۱۲	وفى مال الغير يعتبر كانه مات يوم فقده	كذا فى التتارخانية
	ولا يرث المفقود احدا مات فى حال فقده ومعنى قولنا لا يرث المفقود احدا ان نصيب المفقود من الميراث لا يصير ملكا للمفقود اما نصيب المفقود من الارث فيتوقف فان ظهر حيا علم انه كان مستحقا وان لم يظهر حيا حتى بلغ تسعين سنة فما وقف له يرد على ورثة صاحب المال يوم مات صاحب المال	كذا فى الكافى
۱۳	واذا اوصى له توقف الموصى به الى ان يحكم بموته فاذا حكم بموته يرد المال الموصى به الى ورثة الموصى	كذا فى التبيين
۱۴	اذا فقد المرتد فلم يعلم ألحق بدار الحرب ام لا فانه يوقف ميراثه حتى يتبين لحاقه بدار الحرب	كذا فى الظهيرية

۱؎ حکم نمبر ۸ تا ۱۳ / ۵۰۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۹ / ۵۰۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۲، ۹، ۱۲ / ۵۰۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴؎ حکم نمبر ۲، ۹، ۱۱ / ۵۰۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵؎ حکم نمبر ۹، ۱۴ / ۵۰۷

دفعات/شق نمبر	مفقود کے احکام مفقود کے احکام کا بیان	حوالہ
۵۰۷-۹	(و) جب اس (مفقود) کی موت کا حکم دے دیا گیا تو اس وقت (یعنی موت کا حکم دیئے جانے کے وقت) سے اس کی بیوی وفات کی عدت گذارے گی (ب) اور اس کا مال اس وقت میں موجود وارثوں میں تقسیم کیا جائے گا (ج) اور اس کا جو وارث اس وقت سے پہلے وفات پا گیا وہ اس (مفقود) کا وارث نہ قرار پائے گا [1]	ہدایہ
۱۰	(و) پھر اگر اس (مذکورہ) عورت کا وہ (مفقود) خاوند (مذکورہ) مدت گذرنے کے بعد لوٹ آیا تو وہ اس عورت کے لئے زیادہ حقدار ہے (ب) اور اگر اس عورت نے (وہ عدت گذارنے کے بعد) اور نکاح کر لیا تو اس (مفقود) کو اس پر کوئی راہ نہیں [2]	تتارخانیہ
۱۱	وہ (مفقود شخص) اپنے مال کے متعلق اس وقت سے میت قرار پائے گا جس دن وہ مدت پوری ہوئی (اور اس کی موت کا حکم دیا گیا) [3]	تتارخانیہ
۱۲	(و) اور وہ (مفقود شخص) غیر کے مال کے متعلق یوں قرار پائے گا کہ وہ اپنی گمشدگی کے دن ہی وفات پا گیا (ب) اور وہ (مفقود شخص) کسی ایسے مورث سے میراث نہ پائے گا جو اس کی گمشدگی کے دوران وفات پا گیا۔ اور ہمارا یہ (مذکورہ) قول کہ وہ کسی ایسے سے میراث نہ پائے گا اس کا معنی یہ ہے کہ اس میراث سے مفقود کا حصہ، مفقود کے لئے ملکیت نہ قرار پائے گا البتہ اس میراث سے مفقود کا حصہ موقوف رہے گا۔ پس اگر وہ (مفقود) زندہ ظاہر ہوا تو معلوم ہوگا کہ وہ مستحق تھا اور اگر وہ زندہ نہ ظاہر ہوا حتی کہ نوے سال (یعنی اس کی موت کے حکم دینے کی مدت کے سال) گذر گئے تو جو حصہ اس کے لئے موقوف رکھا گیا تھا وہ اس مال کے مالک کی وفات کے دن، اس مال کے مالک کے وارثوں پر، (حسب حصہ) لوٹایا جائے گا [4]	تتارخانیہ کافی
۱۳	اگر اس (مفقود شخص) کے لئے کسی شخص نے (کسی شئی کی) وصیت کی تو وہ موصی بہ (یعنی جس شئی کی وصیت کی گئی ہے وہ) اس مفقود کی موت کے حکم تک موقوف رہے گی پس جب اس کی موت کا حکم دیا گیا تو وہ موصی بہ مال، وصیت کرنے والے (کے وفات کے دن) کے وارثوں کو (حسب حصہ) لوٹایا جائے گا [5]	تبیین
۱۴	جب مرتد شخص مفقود ہو گیا اور یہ معلوم نہ ہو سکا کہ وہ دار الحرب جا ملا ہے یا نہ تو اس کی میراث موقوف رہے گی حتی دار الحرب میں اس کا جا ملنا واضح ہو جائے [6]	ظہیریہ

[5] مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم) [6] حکم نمبر ۱۴، ۲۰ / ۴۹۳ نیز ۱۴ تا ۱۶ / ۵۰۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	المفقود	حوالہ
۵۰۷-۱۵	وان مات احد من ولد المرتد يقسم ميراثه بين ورثته ولم يوقف للمفقود شئ	كذا في الظهيرية
۱۶	لو كان مع المفقود وارث لا يحجب به ولكنه ينقص حقه به يعطى اقل النصيبين ويوقف الباقي وان كان معه وارث يحجب به لم يعط اصلا وبيانه رجل مات عن بنتين وابن مفقود وابن ابن وبنت ابن والمال في يد اجنبي وتصادقوا على الابن المفقود وطلبت البنتان الارث دفع النصف اقل النصيبين اليهما ولا يدفع الى ولد الابن ولا ينزع من يد الاجنبي الا اذا ظهرت منه خيانة فلا يؤمن عليه فاذا مضت المدة وحكم بموت المفقود يعطى سدس آخر للبنتين ليتم لهما الثلثان ويعطى الباقي لولد الابن	كذا في الكافي
۱۷	ونظيره الحمل فانه يوقف له نصيب ابن واحد باختيار الفتوى ولو كان معه وارث آخر لا يسقط بحال ولا يتغير بالحمل يعطى كل نصيبه وان كان ممن يتغير به يعطى اقل النصيبين	كذا في الكافي
۱۸	اذا مات المفقود بالبادية فلصاحبه ان يبيع حماره ومتاعه ويحمل الدراهم الى اهله	كذا في التتارخانية

۱؎ حکم نمبر ۱۴/۵۰۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۱۴، ۱۶/۵۰۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ جیسا کہ فتاوی عالمگیری کی بحث ۶۱ کتاب الفرائض کے باب ۶ میراث الحمل میں ہے کہ "وان کان لا یحجبھم ولکن یشارکھم بان ترک بنین او بنات وحملا روی الخصاف رح عن ابی یوسف رح وھو قوله انه کان یوقف نصیب ابن واحد وعلیه الفتوی الخ کذا فی الاختیار شرح المختار یعنی اگر وہ حمل ایسا ہو کہ وہ دوسرے ورثاء کو محجوب نہیں کرتا یعنی ان کے لئے میراث میں حائل نہیں ہوتا لیکن ان کے ساتھ میراث میں حصہ دار قرار پاسکتا ہے مثلاً یہ کہ میت نے بیٹے بیٹیاں اور ایک حمل

دفعات متن نمبر	مفقود کے احکام / مفقود کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۵-۵۰۷	اگر (مذکورہ مفقود) مرتد کا کوئی ولد وفات پا گیا تو اس (ولد) کی میراث اس کے وارثوں میں تقسیم ہوگی اور اس مفقود (مرتد) کے لئے کوئی شئی موقوف نہ رکھی جائے گی [۱]	ظہیریہ
۱۶	(ا) اگر مفقود کے ساتھ ایسا وارث ہو جو اس مفقود کی وجہ سے (وراثت سے) محروم نہیں ہوتا لیکن اس مفقود کی وجہ سے اس وارث کا حق کم ہو جاتا ہے تو اس وارث کو دونوں (ممکنہ) حصوں میں سے جو اقل ہے وہ دیا جائے گا اور باقی (مفقود کی مدت گذرنے تک) موقوف رہے گا اور اگر اس مفقود کے ساتھ ایسا وارث ہو جو اس مفقود کی وجہ سے محروم رہتا ہے تو اسے کچھ نہ دیا جائے گا (ب) اور اس (مذکورہ) کا بیان یوں ہے کہ ایک شخص وفات پا گیا اس نے دو بیٹیاں، ایک مفقود بیٹا، ایک بیٹے کا بیٹا اور ایک بیٹے کی بیٹی چھوڑے اور (ترکہ کا) مال ایک اجنبی کے قبضہ میں ہے، مفقود بیٹے پر انہوں نے اتفاق کیا اور دونوں بیٹیوں نے میراث طلب کی تو ان دونوں بیٹیوں کو ترکہ کا نصف دیا جائے گا جو کہ (ان کے) دونوں کے، (ممکنہ) حصوں میں اقل ہے اور بیٹے کے ولد کو کچھ نہ دیا جائے گا اور وہ (بقیہ ترکہ) اس اجنبی کے قبضہ سے نہ لیا جائے گا سوائے اس کے کہ اس سے خیانت ظاہر ہوئی اور اس پر اطمینان نہ رہا ہو پھر جب (مفقود کے متعلق) مدت گذر گئی اور مفقود کی موت کا حکم کیا گیا تو ان دونوں بیٹیوں کو چھٹا حصہ مزید دیا جائے گا تاکہ ان دونوں (بیٹیوں) کے لئے دو ثلث پورے ہو جائیں اور باقی ترکہ بیٹے کے ولد کو دیا جائے گا [۲]	کافی
۱۷	(ا) اور اس (مذکورہ صورت) کی نظیر حمل ہے اس لئے کہ اس کے لئے ایک بیٹے کا حصہ باختیار الفتوی موقوف رکھا جاتا ہے اور اگر اس (حمل) کے ساتھ ایک اور ایسا وارث ہو کہ کسی حال میں (اس میراث سے اس کا حصہ) ساقط نہیں ہوتا اور نہ اس حمل کی وجہ سے اس کا حصہ تبدیل ہوتا ہے تو اس وارث کو اس کا پورا حصہ دیا جائے گا (ب) اور اگر وہ وارث ایسا ہو کہ اس (حمل) کی وجہ سے اس کا حصہ تبدیل ہو جاتا ہے تو اسے دونوں (ممکنہ) حصوں میں جو اقل ہے وہ دیا جائے گا [۳]	کافی
۱۸	جب کوئی مفقود شخص بیابان میں وفات پا جائے تو اس کے ساتھی کو اختیار ہے کہ وہ اس (کی سواری کا مثلاً) گدھا اور اس کا سامان فروخت کر دے اور دراہم اس کے اہل خانہ کو لا دے [۴]	تتارخانیہ

چھوڑا تو اس کے حکم کے متعلق الخصاف ؒ نے امام ابو یوسف ؒ سے روایت کیا ہے کہ اس حمل کے لئے ایک بیٹے کا حصہ موقوف رکھنے کا حکم دیتے تھے (اور یہی قول خصاف ؒ کا ہے اور اس حکم پر فتوی ہے۔ یہ اختیار شرح المختار میں ہے۔ ماخوذ از فتاوی عالمگیری عربی مطبوعہ مطبع الامیریہ مصر ج ۶ ص ۴۵۶۔ حکم نمبر ۱۴، ۱۶ / ۵۰۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

[۴] حکم نمبر ۲۷ / ۵۰۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

حوالہ	المفقود	دفعات شق نمبر
	المفقود	
کذا فی التتارخانیة	وان ادعى رجل على المفقود حقا من دين او وديعة او شركة فى عقار او طلاق او عتاق او نكاح او رد بعيب او مطالبة باستحقاق لم يلتفت الى دعواه ولم يقبل منه البينة ولم يكن هذا الوكيل ولا احد من الورثة خصما وان رأى القاضى سماع البينة وحكمه نفذ حكمه بالاجماع والله اعلم	۵۰۷-۱۹

ے حکم نمبر ۳، ۴، ۷، ۸ / ۵۰۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	مفقود کے احکام مفقود کے احکام کا بیان	حوالہ
۵۰۷ - ۱۹	(۱) جب کسی شخص نے مفقود آدمی پر کسی حق کا دعوی کیا مثلاً قرض یا امانت یا زمین میں شراکت یا طلاق یا عتاق یا نکاح یا عیب کی وجہ سے واپس کرنے یا کسی اور حق کے لینے کا دعوی کیا تو اس کے دعوی پر التفات نہ ہوگا اور نہ اس سے گواہی قبول ہوگی اور نہ وہ وکیل اور نہ وارثوں میں سے کوئی شخص خصم (یعنی فریق مقابل) قرار پائے گا (ب) اور اگر قاضی (یعنی حاکم مجاز) کی رائے یہ ہوئی کہ اس نے اس گواہی کی سماعت کی اور حکم کیا تو اس کا حکم بالاجماع نافذ قرار پائے گا[1] واللہ اعلم	تتارخانیہ

اسلامی قوانین کا شہرۂ آفاق اور مایۂ ناز مجموعہ

فتاویٰ عالمگیریہ

جلد ۱۹ ب

کتاب الوقف

الباب الحادی عشر فی المسجد

وقف کی بحث، باب ۱۱ مسجد کے احکام

عنوان ۲، تعداد شق ۷۳

عربی متن مع اردو ترجمہ نمبروار احکام کے ساتھ

پیشکش: مجلس منتظمہ اشاعت فتاویٰ عالمگیریہ

دفعات شق نمبر	الباب الحادی عشر، فی المسجد و ما یتعلق به (الفصل الاول فیما یصیر به مسجداً او فی احکامه و احکام ما فیه)	حوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله رب العالمین والصلوٰة والسلام علی سیدنا محمد
سید المرسلین و علی آله واصحابه و علی عباد الله الصالحین
اجمعین، آمین

کتاب الوقف

الباب الحادی عشر فی المسجد و ما یتعلق به

فصول ۲، دفعات ۵۵۸ تا ۵۵۹، عنوانات ۲، تعداد شق ۳۷

الفصل الاول فیما یصیر به مسجداً او فی احکامه و احکام ما فیه

دفعات ۵۵۸ تا ۵۵۸، عنوان ۱، تعداد شق ۱۴

۵۵۸- مایصیر به مسجداً او فی احکامه و احکام ما فیه تعداد شق ۱۴

۱ من بنی مسجداً لم یزل ملکه عنه حتی یفرزه عن ملکه بطریقه و یأذن بالصلوٰة فیه اما الافراز فلانه لا یخلص لله تعالی الا به

کذا فی الهدایة

---

۱ حکم نمبر ۱/۱۰۸۲، ۱/۱۰۸۶ کے ابواب کے حواشی ملاحظہ ہوں۔ نیز فتاوی عالمگیری کا یہ باب "المسجد و ما یتعلق به" جسمیں وقف سے مسجد قرار پانے، مسجد اور اسکی چیزوں کے احکام، مسجد پر وقف، اسمیں متولی کے تصرف کے احکام کا بیان ہے یہ بطور انتخاب ہے جوکہ فتاوی عالمگیری عربی کی بحث ۱۹ کتاب الوقف کا باب ۱۱ ہے اور اردو مع عربی کی اس اشاعت میں بطور ج ۱۹ ب اشاعت پذیر ہے۔ نیز مسجد کے متعلق مزید تقریباً ۲۵ احکام، فتاوی عالمگیری مترجم حامل المتن جلد ۲ نماز کی بحث کے باب ۵ ف ۲، حکم نمبر ۱۸۲ میں اور مزید تقریباً ۵۰ احکام، فتاوی عالمگیری مترجم حامل المتن جلد ۴۸ مکروہ امور کی بحث کے باب ۵ حکم نمبر ۱۰۸۳ میں ملاحظہ ہوں (مترجم)۔ ۲ وقف کے متعلق فتاوی عالمگیری میں ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کے ہاں وقف، وقف کنندہ کی ملکیت میں کسی عین چیز کو روک کر اسکی منفعت فقراء پر یا وجوہ خیر میں سے کسی پر صدقہ کرنا ہے اور وقف قضاء قاضی سے یا بطور وصیت کرنے کے لازم قرار پاتا ہے (البتہ مسجد قرار پانے کیلئے حکم نمبر ۴/۵۵۸ ملاحظہ ہو) اور صاحبینؒ (یعنی امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ) کے ہاں وقف، اللہ تعالیٰ کی ملکیت میں کسی عین چیز کو اسطور پر روک دینا کہ اسکی منفعت اللہ تعالیٰ کے بندوں کی طرف لوٹے، اس سے وقف لازم قرار پاتا ہے۔ اور فتوی صاحبینؒ کے قول پر ہے (اور دونوں قولوں کے بموجب) جب وقف لازم قرار پائے تو (مختار اور مفتی بہ حکم کے بموجب) اس کی بیع نہیں ہوسکتی نہ اسکا ہبہ ہوسکتا ہے اور نہ اسمیں مروجہ میراث جاری ہوتی ہے اس کا رکن، اس پر دلالت کرنیوالے خاص الفاظ ہیں۔ اس کا سبب اللہ تعالیٰ کے قرب کی طلب ہے، اور وقف کی شرائط سے ہے کہ وقف کنندہ عاقل، بالغ، آزاد ہو خواہ غیر مسلم ہو، وقف کرنے کے وقت اسکا مالک ہو، فسق یا قرض کی وجہ سے تصرف سے روکا ہوا نہ ہو۔ اور وقف فی ذاتہ کار ثواب

دفعات و شق نمبر	گیارہواں باب، مسجد اور اس سے متعلقہ احکام	پہلی فصل، مسجد قرار پانے، مسجد اور اسکی چیزوں کے احکام کا بیان	حوالہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جو پالنے والا ہے سارے جہانوں کا اور درود و سلام ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو سب رسولوں کے سردار ہیں اور انکی آل اور انکے اصحاب پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں سب پر ہو، آمین

وقف کی بحث

گیارہواں باب، مسجد اور اس سے متعلقہ احکام [۱]

فصول ۲، دفعات ۵۵۸ تا ۵۵۹، عنوانات ۲، تعداد شق ۴۳

پہلی فصل، مسجد اور اسکی چیزوں کے احکام کا بیان

دفعات ۵۵۸ تا ۵۵۸، عنوان ۱، تعداد شق ۴۱

۵۵۸- **مسجد قرار پانے، مسجد اور اسکی چیزوں کے احکام** اور اسمیں اہم شقیں ہیں

۱ جس شخص نے مسجد بنائی تو اسکی ملکیت باقی رہتی ہے حتی کہ وہ اسے اسکے راستہ سمیت اپنی ملکیت سے الگ کردے اور اسمیں نماز پڑھنے کی اجازت دے اور ملکیت سے جدا (اور ممتاز) کرنا اس لئے ہے کہ ایسا کرنے سے ہی وہ مسجد خالص اللہ تعالیٰ کے لئے قرار پاتی ہے [۲] — ہدایہ

کیلئے ہو، اس وقف میں جہالت نہ ہو وہ فی الحال وقف ہو معلق نہ ہو اور اس وقف کے ساتھ اسکی بیع کرکے اسکی قیمت اپنی ضرورت میں صرف کرسکنے کی شرط نہ کرے اور وقف میں خیار شرط (یعنی واپس کرلینے کی شرط) نہ کرے البتہ وقف سے مسجد کیصورت میں وہ جگہ مسجد قرار پاتی اور خیار کی شرط باطل قرار پاتی ہے اور یہ کہ اس وقف میں تابید ہو یعنی ہمیشہ کیلئے ہو البتہ امام ابو یوسفؒ کے ہاں تابید کا ذکر کرنا شرط نہیں ہے اور یہ کہ اس وقف کی اجرت، یعنی اسکا کرایہ یا آمدنی) امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے ہاں (ایسی جہت کیلئے کرے جو کبھی منقطع نہ ہوسکے اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں ایسی جہت کا ذکر شرط نہیں ہے بلکہ منقطع ہونے والی جہت کا نام لینے کی صورت میں بھی وقف صحیح قرار پا جائیگا اور اس جہت کے منقطع ہونے کے بعد وہ فقراء کیلئے ہوگا اگرچہ اس نے انکا نام نہ لیا ہو اور یہ دلالۃ ہے اور اس وقف کا محل عقار (یعنی خالی زمین یا تعمیر شدہ) ہو یا مکان ہو، منقولہ شئی نہ ہو البتہ بعض منقولہ اشیاء مستثنیٰ قرار دی گئی ہیں (اسکے متعلق حکم نمبر ۵ء۶ / ۵۵۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں اور ان احکام میں مزید تفصیل بھی ہے) مفہوم فی الجملہ ملخصاً ماخوذ از فتاوی عالمگیری عربی بحث [۱۹] کتاب الوقف باب [۱] (ج ۲ ص ۳۵۰ تا ص ۳۵۷) و در مختار۔ [۲] امام ابو حنیفہؒ کے ہاں وقف کے لزوم کیلئے قضاء قاضی کی ضرورت ہوتی ہے مگر جب کسی نے وقف کرکے مسجد بنائی تو اس کی ملکیت زائل قرار پانے کیلئے قضاء قاضی کی ضرورت نہیں بلکہ جب اس نے اس میں نماز ادا کرنے کی اجازت دیدی تو از روئے عرف اسکی ملکیت زائل قرار پائی اور اسکا مقتضیٰ یہ ہے کہ مسجد قرار دینے کی صورت میں اتنے میں نے وقف کیا وغیرہ کہنے کی ضرورت نہیں مفہوم فی الجملہ ملخصاً ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۴۰۵ اور مسجد قرار پانے کیلئے ملکیت سے الگ کرنے کے متعلق حکم نمبر ۱ تا ۳ / ۵۵۸ اور اسکی تسلیم و سپردگی بصورت ادائیگی نماز کے متعلق حکم نمبر ۴ / ۵۵۸ نیز ۵ تا ۸، ۲۰، ۲۵ تا ۲۹ / ۵۵۸ اور حکم نمبر ۳۱ / ۵۵۹ نیز مسجد پر وقف

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی عشر فی المسجد وما یتعلق بہ — الفصل الاول فیما یصیر بہ مسجدا	حوالہ
٤٥٥٨	فلو جعل وسط دارہ مسجدا واذن للناس فی الدخول والصلوٰۃ فیہ ان شرط معہ الطریق صار مسجدا فی قولھم[ا] والا فلا عند ابی حنیفۃ رح وقالا[ا] یصیر مسجدا وتصیر الطریق من حقہ من غیر شرط (وفی احکامہ واحکام ما فیہ)	کذا فی القنیۃ
	وفی السغناقی[ا] لو عزل بابہ الی الطریق الاعظم یصیر مسجدا کذا ذکرہ الامام قاضیخان رح	کذا فی التتارخانیۃ
٣	ومن جعل مسجدا تحتہ سرداب او فوقہ بیت وجعل بابہ[۲] المسجد الی الطریق وعزلہ فلہ ان یبیعہ وان مات یورث عنہ ولو کان السرداب لمصالح المسجد جاز کما فی مسجد بیت المقدس	کذا فی الھدایۃ
	اذا اراد[۲] انسان ان یتخذ تحت المسجد حوانیت غلۃ لمرمۃ المسجد او فوقہ لیس لہ ذلک	کذا فی الذخیرۃ

لہ وھکذا فی رد المحتار ج ۳ ص ۴۰۶ (مترجم) ۲ہ ان احکام اور انکے مفہوم کی وضاحت کے متعلق مزید مندرجہ ذیل حوالہ جات ملاحظہ ہوں

(۱) درمختار میں ہے کہ جب اس (بانی مسجد) نے مسجد کے نیچے مسجد کے مصالح کیلئے تہ خانہ بنایا تو جائز ہے جیساکہ القدس کی مسجد میں ہے اور اگر اسنے مسجد کے مصالح کے علاوہ کیلئے تہ خانہ بنایا یا اس نے مسجد کے اوپر گھر بنایا یا (مسجد کا دروازہ راستہ کی طرف کردیا اور اسے اپنی ملکیت سے الگ کردیا تو ان صورتوں میں) وہ مسجد نہ قرار پائیگی وہ اسے فروخت کرسکتا ہے اور وہ اس سے میراث قرار پاسکے گی اور بطور فرع لکھا ہے کہ اگر اس (بانی مسجد) نے مسجد کے اوپر امام مسجد کیلئے گھر بنایا تو وہ (مسجد قرار پانے کیلئے) ضرر نہ دیگا اسلئے کہ وہ مصالح مسجد سے ہے لیکن اگر اس جگہ کا مسجد قرار پانا مکمل ہوگیا پھر اس نے اسکی تعمیر (یعنی امام مسجد کیلئے بالاخانہ یا تہ خانہ کی تعمیر) کرنا چاہی تو اسے منع کیا جائیگا (یعنی اس جگہ کے مسجد میں داخل ہوچکنے اور اسکے مسجد قرار پاچکنے کے بعد اس جگہ کو مسجد سے خارج کرنا خواہ مصالح مسجد کیلئے ہو جائز نہ ہوگا۔ وہ جگہ قیامت تک مسجد ہی رہے گی) اور اگر اس بانی (مسجد) نے یہ کہا کہ یہ میری مراد میں تھا تو اس میں اسکی تصدیق نہ کی جائیگی یہ تتارخانیہ میں ہے اور جب وقف کنندہ کے متعلق یہ حکم ہے تو اسکے غیر کیلئے کیسے جائز ہوگا پس اسے گرانا ضروری ہوگا خواہ وہ مسجد کی دیوار پر ہوا ور اسکا کرایہ لینا اس سے آمدنی لینا اور اسے رہائش گاہ بنانا جائز نہ ہوگا یہ بزازیہ میں ہے یہ مفہوم ماخوذ از درمختار مع رد المحتار ج ۳ ص ۴۰۶۔ (۲) رد المحتار میں (درمختار کی مذکورہ عبارت کی ذیل میں) ہے کہ سرداب تہ خانہ کو کہتے ہیں جو پانی وغیرہ کو ٹھنڈا رکھنے کیلئے بنایا جاتا ہے جیساکہ الفتح میں ہے اور المصباح میں یہ شرط کیا ہے کہ وہ تنگ ہو جیساکہ النھر میں ہے نیز لکھا ہے کہ حاصل یہ ہے کہ (مذکورہ صورت میں) وہ جگہ مسجد قرار پانے کی شرط یہ ہے کہ اسکے نیچے کی جگہ اور اسکے اوپر کی جگہ بھی مسجد ہی ہوتاکہ اس سے حق العبد منقطع رہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ وَاَنَّ المساجدَ لِلّٰہ (پ ۲۹ سورہ الجن، آیت ۱۸) اور جب وہ تہ خانہ یا بالا خانہ مصالح المسجد کیلئے وقف شدہ تھا تو اسکا حکم بیت المقدس کے تہ خانہ کی طرح ہے یہی ظاہر الروایۃ ہے مفہوم فی الجملہ ملخصا ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۴۰۶

دفعات و شق نمبر	گیارہواں باب، مسجد اور اس سے متعلقہ احکام — پہلی فصل، مسجد قرار پانے، مسجد اور اس کی چیزوں کے احکام کا بیان	حوالہ
۵۵۸-۲	(و) اگر کسی شخص نے اپنے گھر کا درمیانی حصہ مسجد بنا دیا اور اس نے لوگوں کو اس میں داخل ہونے اور اس میں نماز ادا کرنے کی اجازت دی تو اگر اس نے اس کے ساتھ راستہ (بھی) شرط کر دیا تو وہ جگہ سب کے قول میں مسجد قرار پا گئی (ب) ورنہ (یعنی اگر اس نے اس کے ساتھ راستہ شرط نہ کیا تو) وہ امام ابو حنیفہؒ کے ہاں مسجد نہ قرار پائے گی اور ان دونوں (یعنی امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ) کے ہاں وہ جگہ مسجد قرار پا جائے گی اور راستہ بغیر شرط کے اسکے حق سے قرار پائے گا (ج) اور (مذکورہ صورت کے متعلق) السغناقی میں ہے کہ اگر اس نے اس (مسجد) کا دروازہ بڑے راستہ کی طرف کر دیا تو وہ جگہ مسجد قرار پائے گی اسے امام قاضیخانؒ نے ذکر کیا ہے [1]	قنیہ تتارخانیہ
۳	(و) جس شخص نے یوں مسجد بنائی کہ اس کے نیچے (کوئی) تہ خانہ یا اس کے اوپر (کوئی) گھر ہے اور اس نے مسجد کا دروازہ راستہ کی طرف کر دیا اور اسے الگ کر دیا تو وہ مسجد شرعی مسجد نہ قرار پائیگی اس شخص کو اختیار ہوگا کہ وہ اس جگہ کو بیع کر دے اور اگر اس کی وفات ہو گئی تو اس (جگہ) سے اس کی میراث جاری ہو گی (ب) اور اگر وہ تہ خانہ اس مسجد کے مصالح کے لئے (بنا) تھا تو جائز ہے جیسا کہ بیت المقدس والی مسجد میں ہے (ج) اگر کسی شخص نے یہ ارادہ کیا کہ وہ (کسی) مسجد کے نیچے، اس مسجد کی مرمت کیلئے کرایہ کی دکانیں بنا دے تو اسے ایسا کرنا جائز نہیں ہے [2]	ہدایہ ذخیرہ

(۲) البحر الرائق میں ہے کہ اگر کسی (بانی مسجد) نے مسجد کے چھت پر، امام مسجد کی رہائش کے لئے گھر بنایا تو اس سے اس جگہ کے مسجد قرار پانے میں ضرر نہ ہوگا اس لئے کہ وہ مصالح (مسجد) سے ہے اور اگر تو یہ کہے کہ اگر اس (بانی مسجد) نے مسجد قرار دے دی پھر اس نے اس مسجد کے اوپر امام کا گھر وغیرہ بنانے کا ارادہ کیا اسے ایسا کرنا جائز ہوگا تو میں کہتا ہوں کہ التتارخانیہ میں ہے کہ جب کسی شخص نے مسجد تعمیر کی اور اس نے اس پر بالاخانہ بنایا اور وہ مسجد اس کے ہاتھ میں ہے (یعنی وہ اس کی ملکیت اور اس کے قبضہ میں ہے اس کی سپردگی نہیں کی) تو اسے ایسا کرنا جائز ہے اور اگر صورت حال یہ ہو کہ جب اس (بانی مسجد) نے اس مسجد کی تعمیر کرا دی تو اس نے (اس مسجد کے متعلق) اپنے اور لوگوں کے مابین تخلیہ کر دیا (یعنی مسجد بنانے کے بعد تسلیم و سپردگی کر دی) پھر وہ آیا اور وہ تعمیر (یعنی مسجد کے اوپر گھر وغیرہ کی تعمیر) کرنے لگا تو اسے (ایسا کرنے کے لئے) نہ چھوڑا جائے گا اور جامع الفتاویٰ میں ہے کہ (اس صورت میں)، جب اس نے یوں کہا کہ یہ میری مراد میں تھا تو (اس میں) اس کی تصدیق نہ کی جائے گی۔ مفہوم فی الجملہ ملخصاً ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ کتاب الوقف ص۲۵۱۔ حکم نمبر ۴، ۲۵/۵۵۸ نیز ۱۶، ۲۱، ۲۲/۵۵۹، ۱۳، ۱۴/۱۰۸۳ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و متن نمبر	الباب الحادی عشر فی المسجد وما یتعلق به — الفصل الاول فیما یصیر به مسجدا	حوالہ
۴-۵۵۸	واما الصلوة فلانه لابد من التسليم عند ابى حنيفة رح (وفى احكامه واحكام مافيه) ومحمد رح	هكذا فى البحر الرائق
	التسليم فى المسجد ان تصلى فيه بالجماعة[1] باذنه وعن ابى حنيفة رح فيه روايتان فى رواية الحسن رح عنه يشترط اداء الصلوة فيه بالجماعة باذنه اثنان فصاعدا كما قال محمد رح والصحيح رواية الحسن رح	كذا فى فتاوى قاضيخان
	ويشترط مع ذلك ان تكون الصلوة باذان واقامة جهرا لا سرا حتى لو صلى جماعة بغير اذان واقامة سرا لا جهرا لا يصير مسجدا عندهما[2]	كذا فى المحيط والكفاية
	ولو جعل رجلا واحدا مؤذنا واماما فاذن واقام وصلى وحده صار مسجدا بالاتفاق	كذا فى الكفاية وفتح القدير
	واذا سلم المسجد الى متول يقوم بمصالحه يجوز وان لم يصل فيه وهو الصحيح	كذا فى الاختيار شرح المختار
	وهو الاصح	كذا فى محيط السرخسى
	وكذا اذا سلمه الى القاضى او نائبه	كذا فى البحر الرائق

[1] فتاوی عالمگیری عربی مطبوعہ مطبع الامیریہ مصر میں فتاوی قاضیخان سے ماخوذ یہ عبارت یوں درج تھی "ان تصلی فیه الجماعة" یعنی اس جگہ ایک جماعت نماز ادا کرے اور اس حکم کے ماخذ فتاوی قاضیخان میں یہ عبارت یوں درج ہے "ان تصلی فیه بالجماعة" یعنی اسمیں باجماعت نماز ادا کی جائے، جیسا کہ فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیری عربی ج ۳ صفحہ ۲۹۰ میں ہے، اور چونکہ اصل ماخذ کی عبارت زیادہ واضح ہے لہذا وہی درج ہے (مترجم)

[2] چنانچہ رد المحتار میں ہے کہ ان دونوں (یعنی امام ابوحنیفہ رح اور امام محمد رح) کے ہاں (مسجد کیلئے جگہ وقف کرنے والے یعنی بانی مسجد کیطرف سے) تسلیم (یعنی سپردگی) ضروری ہے اور امام ابویوسف کا اختلاف ہے (امام ابویوسف رح کے ہاں بانی مسجد کا یہ کہنا کہ میں نے اسے مسجد بنا دیا اسکی ملکیت کو زائل کر دیتا ہے) جیسا کہ درمختار و رد المحتار ج ۳ صفحہ ۴۰۴، ۴۰۵ میں ہے، اور تسلیم ہر چیز میں اس کے حسب حال ہوتی ہے (مثلاً) وقف سے قبرستان قرار پانے میں ایک میت کے دفن سے، سقایہ میں ایک آدمی کے پانی پینے سے اور سرائے میں ایک شخص کے نازل ہونے سے، تسلیم قرار پاتی ہے جیسا کہ الاسعاف میں ہے اور مسجد کیلئے تسلیم (اس جگہ بانی مسجد کی اجازت سے) نماز باجماعت ادا کرنے سے قرار پاتی ہے اسلئے کہ مسجد سے مقصود یہی ہوتا ہے اور اسی لئے اسمیں شرط ہے کہ وہ نماز اذان و اقامت سے اعلانیہ ہو ورنہ وہ جگہ مسجد نہ قرار پائے گی الزیلعی کا قول ہے کہ یہ روایت صحیح ہے اور الفتح میں ہے کہ اگر امام اور مؤذن ایک ہی شخص ہو اور اس نے (مسجد کے بانی کی اجازت سے اذان و اقامت کے بعد) اکیلے ہی نماز ادا کی تو وہ جگہ بالاتفاق مسجد قرار پا جائے گی اس لئے کہ اس طور پر نماز کی ادائیگی جماعت کی طرح قرار پاتی ہے۔ النہر میں ہے کہ جب تو نے یہ جان لیا کہ (بانی مسجد کی اجازت سے، اس جگہ نماز کی ادائیگی) ادائیگی تسلیم (یعنی سپردگی) کے قائمقام قرار پاتی ہے تو (مسجد

دفعات متن نمبر	گیارہواں باب، مسجد اور اس سے متعلقہ احکام - پہلی فصل مسجد قرار پانے، مسجد اور اس کی چیزوں کے احکام کا بیان	حوالہ
۵۵۸-۴	(ا) اور (مسجد قرار پانے کیلئے اس جگہ، نماز (کی ادائیگی کی اجازت کی ضرورت) اس لئے ہے کہ امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے ہاں (وہ جگہ مسجد قرار پانے کے لئے) تسلیم (یعنی سپردگی) ضروری ہے	بحر رائق
	(ب) اور (وہ جگہ مسجد قرار پانے) میں تسلیم (یعنی سپردگی) یہ ہے کہ اس (کے بانی) کی اجازت سے اس میں جماعت کے ساتھ نماز ادا کی جائے اور اس میں امام ابو حنیفہؒ سے دو روایتیں ہیں۔ آپ سے حسن (بن زیادہؒ) کی روایت میں اس (بانی) کی اجازت سے اس جگہ دو یا زیادہ اشخاص کا جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا شرط ہے جیساکہ امام محمدؒ کا قول ہے اور صحیح، حسنؒ کی روایت ہے	قاضیخان
	(ج) اور اس (مذکورہ) کے ساتھ یہ بھی شرط ہے کہ وہ نماز اذان و اقامت کے ساتھ اعلانیہ ہو، خفیہ نہ ہوحتی کہ اگر ایک جماعت نے اذان اور اقامت کے بغیر، خفیۃ نماز ادا کی اعلانیہ نہ ادا کی تو ان دونوں (یعنی امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ) کے ہاں وہ جگہ مسجد نہ قرار پائے گی	محیط، کفایہ
	(د) اور اگر اس (بانی مسجد) نے ایک مرد کو مؤذن اور امام مقرر کردیا تو اس نے (وہاں) اذان اور اقامت کہی اور اکیلے نماز ادا کی تو وہ (جگہ) بالاتفاق مسجد قرار پا گئی	کفایہ، فتح قدیر
	(ر) جب اس (بانی مسجد) نے مسجد کی وہ جگہ کسی ایسے متولی (مسجد) کے سپرد کردی جو اس کے مصالح کا انتظام کرے تو (اس جگہ کے مسجد قرار پانے کے لئے) جائز قرار پاتا ہے اگرچہ اس میں نماز نہ پڑھی گئی اور یہی حکم صحیح ہے	اختیار شرح المختار
	(س) اور یہی مذکورہ حکم زیادہ صحیح ہے	محیط سرخسی
	(ص) اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب اس (بانی مسجد) نے وہ جگہ قاضی (یعنی حاکم مجاز) یا اس کے نائب کے سپرد کردی ہے[۲]	بحر رائق

متولی کے سپرد کردینے سے اسکے بغیر بھی (یعنی وہاں نماز کی ادائیگی کے بغیر بھی) وہ جگہ مسجد قرار پاسکے گی اور یہ حکم زیادہ صحیح ہے جیساکہ الزیلعی وغیرہ میں ہے اور الفتح میں ہے کہ یہ حکم الاوجہ ہے اس لئے کہ (مسجد کے) متولی کو سپرد کرنا، اللہ تعالیٰ کے لئے (مسجد کی) پوری سپردگی قرار پاتی ہے اور اسی طرح اگر اس نے (یعنی مسجد کے بانی نے) وہ جگہ قاضی (یعنی حاکم مجاز) یا اس کے نائب کے سپرد کردی تو یہی حکم ہے (کہ وہ جگہ مسجد قرار پاسکے گی)، جیساکہ الاسعاف میں ہے الخ نیز لکھا ہے کہ اگر (مسجد کیلئے) وقف کنندہ نے وہاں اکیلے نماز ادا کی تو صحیح حکم یہ ہے کہ ایسا کرنا اس جگہ کے مسجد قرار پانے کے لئے کفایت نہ کرے گا اس لئے کہ (باجماعت طور پر) نماز کی ادائیگی کی شرط قبض العامہ کے لئے ہے اور اس کا اپنے لئے قبضہ اسے کفایت نہ کرے گا پس اس کی نماز کا حکم بھی یوں ہی ہے (کہ قبض العامہ کے لئے کفایت نہ کرے گا اور اس سے سپردگی نہ ہونے سے وہ جگہ مسجد نہ قرار پائے گی) یہ فتح اور اسعاف میں ہے۔ مفہوم فی الجملہ ملخصا ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۴۰۵۔ حکم نمبر $\frac{۱}{۵۵۸}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو اور سرا و جہرا یعنی اعلانیہ اور خفیہ کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر $\frac{۴۴ \text{ تا } ۴۶}{۱۱۹}$ اور الاصح والاوجہ کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر $\frac{۲ \text{ ب}}{۴۹۷}$ کے حاشیہ ترتیب الدلائل کی تفصیل کے ۱۰ کے ج کے (۳) کا نمبر ۸، ۱۱، ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی عشر، فی المسجد وما یتعلق به - الفصل الاول فیما یصیر به مسجدا وفی	حوالہ
٥٥٨-٥	والاضافة الی ما بعد الموت والوصیة لیست بشرط (احکامه واحکام ما فیه) لصیرورة المکان مسجدا صحته ولنا وما عند ابی حنیفة رح بخلاف سائر الاوقاف على مذهبه رح	کذا فی الذخیرة
٦	وذکر الصدر الشهید رح فی الواقعات فی باب العین من کتاب الهبة والصدقة رجل له ساحة لا بناء فیها امر قوما ان یصلوا فیها بجماعة فهذا على ثلاثة اوجه احدها اما ان امرهم بالصلوة فیه ابدا نصا بان قال صلوا فیها ابدا او امرهم بالصلوة مطلقا ونوى الابد ففی هذین الوجهین صارت الساحة مسجدا لومات لا یورث عنه واما ان وقت الامر بالیوم او الشهر او السنة ففی هذا الوجه لا تصیر الساحة مسجدا لومات یورث عنه کذا فی الذخیرة	وهکذا فی فتاوی قاضیخان
٧	متولی مسجد جعل منزلا موقوفا على المسجد مسجدا وصلى الناس فیه سنین ثم ترک الناس الصلوة فیه فاعید منزلا مستغلا جاز لانه لم یصح جعل المتولی ایاه مسجدا	کذا فی الواقعات الحسامیة
٨	مریض جعل داره مسجدا ومات ولم یخرج من الثلث ولم تجز الورثة صار کله میراثا وبطل جعله مسجدا لان للورثة فیه حقا فلم یکن مفرزا عن حقوق العباد فقد جعل المسجد جزأ شائعا فیبطل کما لو جعل ارضه مسجدا ثم استحق شقص منها شائعا یعود الباقی الى ملکه بخلاف ما لو اوصى بان یجعل ثلث داره مسجدا حیث یصح لان هناک وجد الافراز لان الدار تقسم ویفرز الثلث ثم یجعل مسجدا	کذا فی محیط السرخسی

له حکم نمبر $\frac{1}{558}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ٢ جیسا کہ درمختار میں ہے کہ (وقف کو) ماہ وسال کی قید کے ساتھ موقت کرنے سے وہ وقف باطل قرار پاتا ہے۔ مفہوم ماخوذ از درمختار مع رد المحتار ج ٣ ص ٤٠١ اور فتاوی قاضیخان میں ہے کہ کسی شخص نے اپنا گھر ایک دن یا ایک ماہ یا وقت معلوم کیلئے وقف قرار دیا اور اس نے اس پر مزید کچھ نہ کہا تو وہ وقف جائز ہے اور ہمیشہ کیلئے ہے اور اگر اس نے یوں کہا کہ میری یہ زمین ایک ماہ کے لئے وقف شدہ صدقہ ہے جب مہینہ گذرے گا تو یہ وقف باطل ہے تو وہ وقف، ہلال رح کے قول میں فی الحال باطل قرار پائے گا اس لئے کہ وقف

دفعات شق نمبر	گیارہواں باب، مسجد اور اس سے متعلقہ احکام ۔ پہلی فصل، مسجد قرار پانے، مسجد اور اس کی چیزوں کے احکام کا بیان	حوالہ
۵۵۸-۵	اور امام ابو حنیفہؒ کے ہاں اس جگہ (یعنی مسجد کیلئے وقف جگہ) کے مسجد قرار پانے کی صحت اور لزوم کیلئے (وقف کنندہ کی طرف سے) ما بعد الموت کی طرف نسبت کرنا یا اس کی وصیت کرنا شرط نہیں ہے۔ البتہ دوسرے سب اوقاف میں آپ کی تحقیق میں حکم اس کے خلاف ہے (یعنی آپکے ہاں دوسرے اوقاف کے لزوم کے لئے قضائے قاضی یا وصیت ضروری ہے)، [۱]	ذخیرہ
۶	الصدر الشہید رحمہ اللہ نے الواقعات میں کتاب الہبۃ والصدقۃ کے باب العین میں ذکر کیا ہے کہ ایک شخص کی خالی زمین ہے اس میں کوئی عمارت نہیں ہے اس نے لوگوں کو حکم کیا کہ وہ اس جگہ جماعت کے ساتھ نماز ادا کریں تو اس میں تین صورتیں ہیں (۱)، ایک یہ کہ اس نے ان لوگوں کو صریحاً وہاں ہمیشہ نماز ادا کرنے کا حکم کیا مثلاً اس نے یوں کہا کہ اس میں نماز ہمیشہ ادا کیا کرو (۲) یا اس نے انہیں (وہاں) مطلقاً (یعنی عرصہ کی قید کے بغیر) نماز ادا کرنے کا حکم کیا اور اس نے ہمیشہ کے لئے (وہاں نماز کی ادائیگی کی جائز کی) نیت کی تو ان دونوں صورتوں میں وہ خالی زمین مسجد قرار پا سکے گی اگر اس کی وفات ہوگئی تو وہ جگہ اس سے میراث نہ ہوگی (۳)، اور اگر اس نے (ان لوگوں کو وہاں نماز ادا کرنے کے) اس حکم میں دن، ماہ یا سال کا وقت مقرر کیا تو اس صورت میں وہ خالی جگہ مسجد نہ قرار پائے گی اگر اس کی وفات ہوگئی تو وہ جگہ اس سے میراث ہوگی [۲]	ذخیرہ، قاضیخان
۷	مسجد کے متولی نے ایک ایسے گھر کو جو مسجد پر وقف کیا گیا تھا مسجد قرار دے دیا اور لوگوں نے اس میں کئی سال نماز ادا کی پھر لوگوں نے اس میں نماز ادا کرنا ترک کر دیا گیا اور اسے (حسب سابق) آمدنی کے مکان کے طور پر لوٹا دیا گیا تو یہ جائز ہے اس لئے کہ متولی مسجد کا اس (وقف علی المسجد) گھر کو مسجد قرار دینا صحیح نہ تھا [۳]	واقعات حسامیہ
۸	(ا) کسی مریض نے اپنا گھر مسجد قرار دیا اور پھر اس کی وفات ہوگئی اور وہ گھر اس کے تہائی ترکہ سے برآمد نہیں ہوتا اور وارثوں نے (اس مریض کی) اس (وصیت) کی اجازت نہ دی تو وہ کل گھر میراث قرار پائے گا اور اس (مریض) کا اس (گھر) کو مسجد قرار دینا باطل قرار پائے گا اس لئے کہ اس گھر میں وارثوں کا حق (موجود) ہے تو وہ گھر حقوق العباد سے الگ نہ ہوا اور اس (مریض) نے ایک جزء شائع کو (یعنی باہم پھیلی ہوئی مشترک جزء کو) مسجد قرار دیا پس وہ باطل قرار پائے گا (ب) (مذکورہ صورت ایسی ہی ہے)، جیسا کہ کسی شخص نے اپنی زمین کو مسجد قرار دے دیا پھر کوئی آدمی اس زمین میں سے کچھ حصہ کا بطور جزء شائع کے مستحق ہو گیا تو وہ باقی زمین بھی اس (وقف کنندہ) شخص کی ملکیت میں لوٹ آئے گی۔ (ج) اس (مذکورہ صورت) کے خلاف اس صورت کا حکم ہے کہ اگر کسی شخص نے یہ وصیت کی کہ اسکے گھر کا تہائی حصہ مسجد قرار دیا جائے تو یہ صحیح قرار پاتا ہے اس لئے کہ اس صورت میں افراز (یعنی اس حصہ کا الگ ہونا) پایا گیا ہے کیونکہ وہ گھر تقسیم کیا جائے گا اور اس کا تہائی الگ کیا جائے گا پھر اسے مسجد قرار دیا جائے گا [۴]	محیط سرخسی

میں تابید ہے اور جب تابید شرط ہے تو موقت جائز نہ ہوگا۔ مفہوم فی الجملہ ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیری عربی ج ۳ ص ۳۰۴

[۱] حکم نمبر ۲۶۰۱/۵۵۸ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)، [۲] حکم نمبر ۴۰۱، ۱۲/۵۵۸ اور ۱/۵۵۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)، [۳] حکم نمبر ۱/۵۵۸ ۔ [۴] ۱، ۲۵/۵۵۸ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الحادی عشر فی المسجد وما یتعلق به — الفصل الاول فیما یصیر به مسجدا وفی (احکامه واحکام ما فیه)	حوالہ
۵۵۸-۹	المتخذ لصلوٰة الجنازة حکمه حکم المسجد حتی یجنب ما یجنب المسجد کذا اختاره الفقیه رحمه الله وفیه اختلاف المشائخ رحمهم الله	کذا فی الخلاصة
۱۰	واما المتخذ لصلوٰة العید فالمختار انه مسجد فی حق جواز الاقتداء وان انفصلت الصفوف وفیما عدا ذلک فلا رفقا بالناس	کذا فی الخلاصة
۱۱	ولو ضاق المسجد علی الناس وبجنبه ارض لرجل تؤخذ ارضه بالقیمة کرها	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۲	ارض وقف علی مسجد والارض بجنب ذلک المسجد وارادوا ان یزیدوا فی المسجد شیئا من الارض جاز لکن یرفعون الامر الی القاضی لیأذن لهم و مستغل الوقف کالدار والحانوت علی هذا	کذا فی الخلاصة
۱۳	فی الکبری مسجد اراد اهله ان یجعلوا الرحبة مسجدا او المسجد رحبة وارادوا ان یحدثوا له بابا وارادوا ان یحولوا الباب عن موضعه فلهم ذلک فان اختلفوا انظر الیهم اکثر وافضل فلهم ذلک	کذا فی المضمرات

۱ے حکم نمبر ۱۰،۱ / ۵۵۸ ، ۱۸۲ ، ۹ / ۱۰۸۳ اور ۱۰۸۳ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲ے حکم نمبر ۱،۹، ۳ / ۵۵۸ ، ۱۸۲ اور ۱۰۸۳ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳ے حکم نمبر ۱۱، ۱۳، ۲۱، ۲۴ / ۵۵۸ و مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴ے حکم نمبر ۱، ۷، ۱۲ / ۵۵۸ مع حواشی ملاحظہ ہوں۔ نیز شرح وقایہ کے حاشیہ میں ہے کہ جس شہر میں حاکم (مجاز) نہ ہو تو وہاں کا ثقہ عالم دین (یعنی جس عالم دین پر عام دیندار مسلمان، مسائل دینیہ میں اعتماد کرتے ہوں وہ) اس کا قائمقام قرار پاتا ہے۔ ماخوذ از حاشیہ شرح وقایہ ج ۱ ص ۲۳۶ اور درمختار میں ہے کہ سلطان عادل ہو یا جائر اسکی طرف سے قاضی کی تقرری جائز ہے۔ خواہ وہ سلطان کافر ہو یہ مسکین وغیرہ نے ذکر کیا ہے لیکن اگر وہ سلطان، اس قاضی کو قضا بالحق سے منع کرتا ہو تو پھر حرام ہے اور رد المحتار میں بحوالہ التتارخانیہ لکھا ہے کہ جن علاقوں میں کافر حاکم ہوں تو وہاں کے مسلمانوں کے لئے عیدین اور جمعہ قائم کرنا جائز ہوگا اور مسلمانوں کی باہمی رضامندی سے قاضی قرار پائے گا اور مسلمانوں پر ضروری ہوگا کہ وہ اپنے میں سے مسلمان حاکم طلب کریں۔ مسکین نے اپنی شرح میں اسے الاصل کی طرف منسوب کیا ہے اور اسی کی مانند جامع الفصولین میں ہے اور الفتح میں ہے کہ جب سلطان نہ ہو اور نہ کوئی ایسا ہو جس سے تقرری جائز ہوتی ہو جیسا کہ مسلمانوں کے بعض ایسے علاقے جن میں کفار غالب ہیں جیسا کہ آجکل قرطبہ میں ہے، تو مسلمانوں پر واجب ہے کہ اپنے میں سے کسی ایک شخص پر متفق ہوں جسے وہ اپنا حاکم قرار دیں پس وہ ان پر قاضی مقرر کرے اور وہ ہی ان میں فیصلے کرے اور اسی طرح وہ ایسا امام مقرر کریں جو انہیں جمعہ پڑھائے اھ اور یہی حکم ہے کہ اس پر نفس مطمئن ہوتا ہے پس اس پر اعتماد کرنا چاہیے۔ النہر میں ہے نیز لکھا ہے کہ اگر کافر (حاکم) نے ان (مسلمانوں) پر قاضی مقرر کر دیا اور مسلمان اس پر راضی ہو گئے تو تو اس قاضی کی تقرری بلاشبہ صحیح قرار پائی نیز لکھا ہے کہ وہ علاقے جو سلطان کے ماتحت نہیں بلکہ وہاں متغلب یا مسلمانوں کے اتفاق سے ان پر مستقل بالحکم امیر ہے تو وہ سلطان کی طرح ہے اسکی طرف سے ان پر قاضی مقرر کرنا صحیح قرار پا سکے گا۔ مفہوم فی الجملہ ملخصا ماخوذ از درمختار ورد المحتار کتاب القضاء ج ۴ ص ۳۴۲ (مترجم)

دفعات/شق نمبر	گیارہواں باب، مسجد اور اس سے متعلقہ احکام - پہلی فصل: مسجد قرار پانے، مسجد اور اس کی چیزوں کے احکام کا بیان	حوالہ
۵۵۸-۹	نماز جنازہ کے لئے بنائی گئی جگہ کے لئے وہی حکم ہے جو مسجد کا حکم ہے حتی کہ اس سے ان چیزوں (مثلاً نجاست وغیرہ) کو دور رکھا جائے گا جو مسجد سے دور رکھی جاتی ہیں ۔ الفقیہؒ نے اسی حکم کو اختیار کیا ہے اور اس میں مشائخ کا اختلاف (بھی) ہے ۔ ہے ۱	خلاصہ
۱۰	نماز عید کے لئے بنائی گئی جگہ کے لئے مختار حکم یہ ہے کہ وہ اس حق میں مسجد کے حکم میں ہے کہ اس میں، صفیں خواہ منفصل ہوں اقتدا جائز قرار پاتی ہے اور اس کے علاوہ (دیگر احکام) میں وہ مسجد کے حکم میں نہیں ہے ۔ یہ حکم لوگوں کی آسانی کے لئے ہے ۔ ہے ۲	خلاصہ
۱۱	اگر کوئی مسجد لوگوں پر تنگ ہو گئی اور اس کے پہلو میں کسی شخص کی خالی زمین ہے تو وہ جگہ (پوری قیمت دیکر بالجبر (بھی)) لی جاسکے گی ۔ ہے ۳	قاضیخان
۱۲	(و) ایک زمین مسجد پر وقف ہے اور وہ زمین اس مسجد کے پہلو میں ہے ۔ لوگوں نے یہ ارادہ کیا کہ وہ اس زمین کا کچھ حصہ اس مسجد میں بڑھا دیں تو یہ جائز قرار پاتا ہے لیکن وہ یہ امر قاضی (یعنی حاکم مجاز) کے ہاں لے جائیں گے تاکہ وہ انہیں (اس کی) اجازت دے (ب) اور (مذکورہ صورت میں زمین کی بجائے) گھر اور دکان کی مانند جو وقف آمدنی کیلئے ہو اسکا بھی یہی حکم ہے ۔ ہے ۴	خلاصہ
۱۳	(و) الکبری میں ہے اہل مسجد نے اس مسجد والوں نے یہ ارادہ کیا کہ وہ رحبہ (یعنی اس مسجد کی کھلی جگہ یعنی مسجد کے صحن) کو مسجد اور مسجد کو صحن بنا دیں اور انہوں نے یہ ارادہ (بھی) کیا کہ ایک نیا دروازہ بنائیں نیز انہوں نے یہ ارادہ (بھی) کیا کہ وہ (اس کا) دروازہ اپنی جگہ سے بدل دیں تو انہیں ایسا کرنا جائز ہے (ب) پھر اگر انہوں نے (اسمیں) باہم اختلاف کیا تو اسمیں نظر کی جائے گی کہ ان میں سے کون اکثر اور افضل ہیں پس انہیں اسکا اختیار ہو گا ۔ ہے ۵	مضمرات

ہے ۵ مسجد کی ہیئت تعمیر میں اہل محلہ کے باہمی اختلاف کے متعلق، الکبری سے ماخوذ ۔ المضمرات کا حوالہ ذکر ہوا ۔ نیز اگر مسجد کی ہیئت تعمیر یا امام یا مؤذن کے تقرر میں بانی مسجد (یعنی مسجد کیلئے جگہ کے وقف کنندہ) اور اہل محلہ کا باہم اختلاف ہو تو اسکے متعلق مزید مندرجہ ذیل حوالہ جات ملاحظہ ہوں

(۱) البزازیہ میں ہے کہ جب اہل محلہ نے مسجد کو صحن مسجد یا صحن مسجد کو مسجد بنانے یا دروازہ بدلانے یا نیا دروازہ بنانے کا ارادہ کیا تو انہیں ایسا کرنا جائز ہے اور اگر انہوں نے باہم اختلاف کیا تو اس کی طرف نظر کی جائے گی کہ (ان میں سے) اکثر کون ہیں نیز فتاوی البزازیہ میں ہے کہ کسی شخص نے ایک محلہ میں اپنی جگہ وقف کرکے مسجد بنائی تو اس مسجد کی عمارت کے متعلق بعض اہل محلہ نے تنازع کیا تو بانی (کی رائے) مطلقاً اولی ہے اور اگر انہوں نے امام یا مؤذن کی تقرری میں باہم تنازع کیا تو اگر اہل محلہ کا اختیار کردہ امام یا مؤذن، بانی کے اختیار کردہ (امام یا مؤذن سے) اولی ہے تو جسے اہل محلہ نے اختیار کیا وہ اولی ہے اسلئے کہ اس میں نفع انکی طرف عائد ہے اور اگر وہ دونوں (یعنی بانی اور اہل محلہ کے اختیار کردہ امام و مؤذن دونوں) برابر ہوں تو بانی کا تقرر کردہ اولی ہے

مفہوم فی الجملہ ماخوذ از (ف) البزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۲۶۸، ص ۲۶۹

(۲) البحرالرائق میں ہے کہ اہل محلہ اور بانی مسجد نے تعمیر مسجد سے متعلق (کسی امر) یا مؤذن یا امام کے تقرر میں باہم تنازع کیا تو زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ بانی (کی رائے) اولی ہے لیکن اگر قوم (یعنی اہل محلہ) نے اسکا ارادہ کیا جو نسبتاً زیادہ اصلح (وافضل) ہے تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر بانی مسجد کی نسبت قوم کی رائے اولی ہے) مفہوم ماخوذ البحرالرائق ج ۵ ص ۲۴۹ (بقیہ حاشیہ ص ۹۰ پر)

دفعات نمبر	الباب الحادی عشر فی المسجد وما یتعلق بہ ۔ الفصل الاول فیما یصیر بہ مسجدا	حوالہ
۵۵۸۔	(وفی احکامہ واحکام ما فیہ)	
۱۴	ذکر فی المنتقی عن محمدؒ فی الطریق الواسع بنی فیہ اھل المحلۃ مسجدا و ذلک لایضر بالطریق فمنعھم رجل فلا باس ان یبنوا	کذا فی الحاوی
۱۵	وفی الاجناس فی نوادر ھشامؒ قال سألت محمد بن الحسنؒ عن نھر قریۃ کثیر الاھل لا یحصی عددھم وھو نھر قناۃ او نھر وادلھم خاصۃ واراد قوم ان یعمروا بعض ھذا النھر ویبنوا علیہ مسجدا ولا یضر ذلک بالنھر ولا یتعرض لھم احد من اھل النھر قال محمدؒ یسعھم ان یبنوا ذلک المسجد للعامۃ اوالمحلۃ	کذا فی المحیط
۱۶	قوم بنوا مسجدا واحتاجوا الی مکان یتسع المسجد واخذوا من الطریق وادخلوہ فی المسجد ان کان یضر باصحاب الطریق لا یجوز وان کان لایضرھم رجوت ان لایکون بہ باس	کذا فی المضمرات
۱۷	وھو المختار	کذا فی خزانۃ المفتین
۱۸	ان ارادوا ان یجعلوا شیئاً من المسجد طریقا للمسلمین فقد قیل لیس لھم ذلک وانہ صحیح	کذا فی المحیط

(بقیہ حاشیہ از صفحہ ۸۹)۔ (۳) خلاصۃ الفتاوی میں ہے کہ کسی شخص نے کسی کوچہ میں مسجد بنائی تو بعض اہل کوچہ نے اسکی عمارت میں یا اسکے مؤذن اور امام کی تقرری میں تنازع کیا تو مختار حکم یہ ہے کہ بانی اولی ہے اور عمارت میں وہ بالاتفاق اولی ہے اور مؤذن اور امام کے متعلق اگر قوم نے اسکا ارادہ کیا جو اصلح ہے تو (اسمیں) وہ اولی ہیں اسلئے کہ اسکا ضرر اور اس کا نفع انکی طرف لوٹتا ہے۔ مفہوم ماخوذ از خلاصۃ الفتاوی ج ۴ صفحہ ۴۲۱، ۴۲۲۔ (۴) فتح القدیر میں ہے امام اور مؤذن کے تقرر کے متعلق ابو نصیرؒ کا قول ہے کہ یہ اہل محلہ پر ہے اور اس میں بانی مسجد ان سے زیادہ حقدار نہیں ہے اور ابوبکر الاسکافؒ کا قول ہے کہ ان دونوں (یعنی امام اور مؤذن) کے تقرر میں بانی مسجد کا حق اسکے غیر سے زیادہ ہے جیسا کہ مسجد کی تعمیر سے متعلق حکم ہے اور ابواللیثؒ کا قول ہے کہ ہم اس حکم کو تسلیم کرتے ہیں لیکن اگر وہ بانی مسجد کسی امام اور مؤذن کا ارادہ کرتا ہے اور قوم کے لوگ اس سے زیادہ اصلح (اور افضل) کا ارادہ کرتے ہیں تو انہیں یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ ایسا کریں یونہی النوازل میں ہے۔ مفہوم ماخوذ از فتح القدیر ص ۶۱۔ (۵) درمختار میں ہے کہ امام اور مؤذن کے تقرر میں مختار حکم یہ ہے کہ قوم (یعنی اہل محلہ) کی نسبت بانی مسجد اولی ہے لیکن اگر بانی کے متعین کردہ (امام و مؤذن) سے قوم کا متعین کردہ اصلح (اور افضل) ہو تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر قوم کا متعین کردہ اولی ہے) اور رد المحتار میں ہے کہ اسلئے کہ انکی منفعت انکی طرف لوٹتی ہے۔ مفہوم ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۲۷۔ مسجد کے صحن کے متعلق حکم ۴/۱۸۲ اور مسجد کا متولی ہونے کیلئے بانی مسجد کی اولیت اور اس متولی کے غیر مامون ہونے کی صورت میں اسکی معزولی کے متعلق حکم نمبر ۱/۵۵۹ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	گیارہواں باب، مسجد اور اس سے متعلقہ احکام ـ پہلی فصل، مسجد قرار پانے، مسجد اور اس کی چیزوں کے احکام کا بیان	حوالہ
۵۵۸		
۱۴	المنتقی میں امام محمدؒ سے روایت منقول ہے کہ ایک کشادہ راستہ ہے اس میں اہل محلہ نے مسجد بنا دی اور اس (مسجد) سے راستہ کو ضرر نہیں ہے پھر ایک آدمی نے انہیں (وہاں وہ مسجد بنانے سے) منع کیا تو (اس صورت میں) کوئی حرج نہیں کہ وہ لوگ (وہاں وہ مسجد) تعمیر کریں [1]	حاوی
۱۵	الاجناس میں ہے کہ نوادر ابن ہشامؒ میں ہے کہ میں نے امام محمد بن الحسنؒ سے دریافت کیا کہ ایک گاؤں کی نہر ہے اس گاؤں کی آبادی کثیر ہے ان کی تعداد غیر شمار یافتہ ہے وہ کاریز کی نہر یا وادی کی نہر ہے جو خاص ان گاؤں والوں کی ہے کچھ لوگوں نے یہ ارادہ کیا کہ وہ اس نہر کا بعض حصہ تعمیر کریں اور اس پر مسجد بنا دیں اور ایسا کرنے سے اس نہر کو کوئی ضرر نہیں ہے اور نہر والوں سے کوئی بھی ان (کے ایسا کرنے) پر اعتراض نہیں کرتا تو (اس کے حکم کے متعلق) امام محمدؒ نے فرمایا کہ (ان) لوگوں کے لئے یہ گنجائش (حاصل) ہے (کہ) وہ عام لوگوں یا اس محلہ والوں کے لئے وہ مسجد تعمیر کریں [2]	محیط
۱۶	(۱) کچھ لوگوں نے ایک مسجد بنائی تو انہیں جگہ کی ضرورت ہوئی تاکہ وہ مسجد کو وسیع کریں تو انہوں نے راستہ سے ایک حصہ لیکر مسجد میں شامل کر دیا تو اگر اس سے راستہ والوں کو ضرر ہو تو (راستہ کے اس حصہ کو مسجد میں شامل کرنا) جائز نہ ہوگا (ب) اور اگر اس سے انہیں ضرر نہ ہوتا ہو تو مجھے امید ہے کہ ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں [3]	مضمرات
۱۷	اور یہی (مذکورہ) حکم مختار ہے [4]	خزانۃ المفتین
۱۸	اگر ان لوگوں (یعنی اہل مسجد) نے یہ ارادہ کیا کہ وہ مسجد کا کچھ حصہ مسلمانوں کے لئے (عام) راستہ کر دیں تو اس (حکم کے) متعلق کہا گیا ہے کہ انہیں ایسا کرنا جائز نہیں ہے اور یہ حکم صحیح ہے [5]	محیط

[1] جیسا کہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے کہ ایک شارع عام ہے اور وہ کشادہ راستہ ہے پس اہل محلہ نے اس راستہ میں عام لوگوں کیلئے مسجد بنائی اور ایسا کرنا، راستہ کو ضرر نہ دیتا ہو تو اس کے حکم کے متعلق مشائخ نے کہا ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں یونہی امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ سے مروی ہے اسلئے کہ وہ راستہ مسلمانوں کیلئے ہے اور وہ مسجد بھی انہیں کے لئے ہے اور اگر اہل محلہ نے یہ ارادہ کیا کہ راستہ کا کچھ حصہ اپنے گھروں میں شامل کر لیں اور ایسا کرنا راستہ کو ضرر نہ دیتا ہو تو انہیں ایسا کرنا جائز نہ ہوگا مفہوم ماخوذ از فتاویٰ قاضیخان علی هامش عالمگیری عربی ج ۲ ص $\frac{۲۹۲}{}$، ص $\frac{۲۹۳}{}$ ـ حکم نمبر $\frac{۱۴ \text{ تا } ۱۹، ۲۴ \text{ ب}}{۵۵۹}$ اور $\frac{۱۴}{۵۵۹}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

[2] حکم نمبر $\frac{۱۴}{۵۵۸}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، [3] حکم نمبر $\frac{۱۴}{۵۵۸}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، [4] المختار کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر $\frac{۲ \text{ ب}}{۴۹۷}$ کے حاشیہ ترتیب الدلائل کی تفصیل کے منا کے جج کے (۳) کا ۱۲ ملاحظہ ہو (مترجم)، [5] حکم نمبر $\frac{۳}{۵۵۸}$ کا حاشیہ اور حکم نمبر $\frac{۱۴}{۵۵۸}$ مع حاشیہ نیز $\frac{۳۹}{۱۰۸۳}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الحادی عشر، فی المسجد و ما یتعلق به - الفصل الاول فیما یصیر به مسجدا الخ	حوالہ
۵۵۸-۱۹	اذ جعل فی المسجد ممرا فانه یجوز لتعارف اهل الامصار فی الجوامع وجاز لکل واحد ان یمر فیه حتی الکافر الا الجنب والحائض والنفساء ولیس لهم ان یدخلوا فیه الدواب	کذا فی التبیین
۲۰	استحسان اذن لقوم ان یجعلوا ارضا من ارض البلدة حوانیت موقوفة علی مسجد او امرهم ان یزیدوا فی مساجدهم ینظر ان کانت البلدة فتحت عنوة یجوز امره اذا کان لا یضر بالمارة لان البلدة اذا فتحت عنوة صارت ملکا للغزاة فجاز امر السلطان فیها وان فتحت صلحا بقیت البلدة علی ملکهم فلم یجز امر السلطان فیها	کذا فی محیط السرخسی
۲۱	ولو کان مسجد فی محلة ضاق علی اهله ولا یسعهم ان یزیدوا فیه فسألهم بعض الجیران ان یجعلوا ذلک المسجد له لیدخله فی داره ویعطیهم مکانه عوضا ما هو خیر له فیسع فیه اهل المحلة قال محمد لا یسعهم ذلک	کذا فی الذخیرة
۲۲	فی الکبری مسجد مبنی اراد رجل ان ینقضه ویبنیه ثانیا احکم من البناء الاول لیس له ذلک لانه لا ولایة له وفی النوازل الا ان یخاف ان ینهدم ان لم یهدم وفی فتاوی اذا لم یکن البانی من اهل تلک المحلة واما اهل تلک المحلة فلهم ان یهدموه ویجددوا بناءه ویفرشوا الحصیر ویعلقوا القنادیل لکن من مال انفسهم اما من مال المسجد فلیس له ذلک الا بامر القاضی	کذا فی المضمرات کذا فی التاتارخانیة کذا فی الخلاصة

لہ جیساکہ درمختار اور رد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ ہماری جامع مساجد میں تو ایسا نہیں ہے ہاں جس مسجد کے (آر پار) دو دروازے ہوں وہاں لوگوں کا گذرنا متعارف ہے اور البحر میں ہے کہ مسجد کو راستہ بنانا اور اسمیں بلاطہارت داخل ہونا مکروہ ہے اھ البتہ جامع مسجدوں کے صحن کے اطراف میں مسقف برآمدے، بارش وغیرہ کے وقت میں نماز کیلئے جانے اور وہاں سے آنے کیلئے پائے جاتے ہیں نہ کہ عام راستہ کی طرح گذرنے والوں کے مطلق گذرنے کے لئے، اور غالبا یہاں یہی مراد ہیں جسکو مسجد میں سے گذرنے کی ضرورت پڑے تو وہ فقط ان جگہوں سے گذرے تاکہ وہ نمازیوں سے دور رہے اور تاکہ محل نماز کیلئے حرمت اعظم رہے۔ مفہوم فی الجملہ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ صفحہ ۴۲۰ - حکم نمبر ۱۸، ۱۴/۵۵۸ نیز ۱۶/۱۸۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)، سے ۲ حکم نمبر ۱/۵۵۸ مع حاشیہ نیز اسکی نظیر کے متعلق حکم

دفعات شق نمبر	گیارہواں باب، مسجد اور اس سے متعلقہ احکام ، پہلی فصل، مسجد قرار پانے، مسجد اور اسکی چیزوں کے احکام کا بیان	حوالہ
۵۵۸ - ۱۹	(ا) اگر مسجد میں گذرگاہ بنادی گئی تو شہروں میں رہنے والوں کو جامع مسجدوں میں تعارف کے لئے یہ جائز قرار پاتا ہے اور پھر، ہر ایک کے لئے وہاں سے گذرنا جائز ہے حتیٰ کہ کافر شخص بھی گذر سکے گا لیکن جنابت والا شخص اور حیض ونفاس والی عورت کے لئے یہ حکم نہیں ہے (یعنی انہیں وہاں سے گذرنا جائز نہ ہوگا) (ب)، اور لوگوں کے لئے یہ جائز نہ ہوگا کہ وہ اس گذرگاہ میں جانور داخل کریں ۱؎	تبیین
۲۰	(ا)، سلطان نے کچھ لوگوں کو اجازت دی کہ وہ شہر کی زمین میں سے کچھ زمین پر ایسی دکانیں بنائیں جو مسجد پر وقف ہوں اور انہیں حکم کیا کہ وہ اپنی مساجد میں اضافہ کرلیں تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) دیکھا جائے گا کہ اگر وہ شہر عنوۃ (یعنی مجاہدین کی جنگ سے زبردستی) فتح ہوا تھا تو سلطان کا (مذکورہ) حکم جائز قرار پائے گا جبکہ اس سے راستہ گذرنے والوں کو ضرر نہ ہو اس لئے کہ جو شہر (مجاہدین کی) جنگ سے فتح ہو وہ غازیوں کی ملکیت ہوتا ہے پس اس میں سلطان کا (وہ) حکم جائز قرار پاتا ہے (ب) اور اگر وہ شہر باہمی صلح سے فتح ہوا تھا تو وہ شہر اہل شہر کی ملکیت پر باقی رہا پس اس میں سلطان کا (وہ) حکم جائز نہ قرار پائے گا ۲؎	محیط سرخسی
۲۱	اور اگر کوئی مسجد محلہ میں تھی، وہ اہل محلہ پر تنگ ہوگئی اور انہیں (اردگرد جگہ نہ ملنے سے) یہ گنجائش نہیں ملتی کہ وہ اس میں اضافہ کریں تو ان لوگوں سے (مسجد کے) کسی پڑوسی نے یہ سوال کیا کہ وہ لوگ وہ مسجد اسے دے دیں تاکہ وہ اسے اپنے گھر میں شامل کرلے اور وہ (پڑوسی) انہیں اس کے عوض اپنی ایسی جگہ دے جو اس کے لئے (یعنی مسجد بنانے کیلئے) بہتر ہے اور پھر اس میں اہل محلہ سما سکیں گے۔ تو (اسکے حکم کے متعلق)، امام محمدؒ نے فرمایا کہ انہیں ایسا کرنے (کے لئے شرعی جواز) کی گنجائش نہیں ہے ۳؎	ذخیرہ
۲۲	(ا)، بکبری میں ہے کہ ایک مسجد تعمیر شدہ ہے کسی شخص نے یہ ارادہ کیا کہ وہ اسے توڑ دے (یعنی اسے شہید کردے) اور اسے دوبارہ تعمیر کرے جو پہلی تعمیر سے زیادہ مضبوط ہو تو اسے (ایسا کرنا جائز نہیں ہے (ب) اور (مذکورہ صورت کے متعلق)، النوازل میں ہے کہ لیکن اگر اسے یہ خوف ہو کہ اگر اس نے وہ مسجد نہ گرائی تو وہ خود گر جائے گی تو پھر مذکورہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر وہ شخص اس تعمیر شدہ مسجد کو شہید کرکے از سرِ نو تعمیر کرسکتا ہے) (ج) اور (مذکورہ حکم ۲۲ (ا، ب)/۵۵۸) کی تاویل یہ ہے کہ (یہ حکم اس صورت میں ہے کہ، جب وہ تعمیر (کیلئے ارادہ) کرنے والا اس محلہ والوں سے نہ ہو، البتہ اس محلہ والوں کیلئے یہ جائز ہے کہ وہ اس تعمیر شدہ مسجد کو شہید کرکے اسکی تعمیر جدید کریں اسمیں چٹائیاں بچھائیں قندیلیں لٹکائیں لیکن (اس صورت میں)، وہ اپنے مال سے کریں اور مسجد کے مال سے انہیں ایسا کرنا جائز نہیں لیکن قاضی (یعنی حاکم مجاز)، کے حکم سے ہو تو پھر یہ ممانعت نہیں ہے (یعنی قاضی کے حکم سے وہ مسجد کے مال سے بھی ایسا کرسکتے ہیں)، ۴؎	مضمرات تتارخانیہ خلاصہ

۱۵/۱۸۲ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۳؎ حکم نمبر ۱، ۱۱/۵۵۸ مع حواشی اور اسکی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۲۸، ۳۱/۵۵۹ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۴؎ حکم نمبر ۱۳، ۲۲ تا ۲۴/۵۵۸، ۱/۵۵۹ اور ۲۴/۱۸۲ مع حواشی نیز ۱۲/۵۵۸ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)،

دفعات و شق نمبر	الباب الحادی عشر فی المسجد وما یتعلق به ـ الفصل الاول فیما یصیر به مسجدا و فی احکامه	حوالہ
١٣٬٥٥٨	(واحکام ما فیه) رکذا رسم ان یضعوا فیه حباب الماء للشرب والوضوء اذا لم یعرف للمسجد بان فان عرف فالبانی اولی	کذا فی الوجیز
٢٤	ذکر ابن سماعة[٢] عن محمد[١] فی رجل بنی مسجدا ثم مات فاراد اهل المسجد ان ینقضوه ویزیدوا فیه فلهم ذلک ولیس لورثة المیت منعهم وان ارادوا ان یزیدوا فی الطریق لم آذن لهم	کذا فی محیط السرخسی
٢٥	اذا جعل ارضا له مسجدا وشرط من ذلک شیأ لنفسه لایصح بالاجماع	کذا فی المحیط
٢٦	واتفقوا علی انه لو اتخذ مسجدا علی انه بالخیار جاز الوقف و بطل الشرط	کذا فی مختار الفتاوی
٢٧	فی وقف الخصاف[٣] اذا جعل ارضه مسجدا وبناه واشهد ان له ابطاله و بیعه فهو شرط باطل ویکون مسجدا	هکذا فی الذخیرة
٢٨	کما لو بنی مسجدا لاهل المحلة وقال جعلت هذا المسجد لاهل هذه المحلة خاصة کان لغیر اهل تلک المحلة ان یصلی فیه	هکذا فی الذخیرة

ــــه[١] حکم نمبر $\frac{٢٢}{٥٥٨}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ــــه[٢] حکم نمبر $\frac{١١، ١٤، ٢٢}{٥٥٨}$ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم)

ــــه[٣] چنانچہ وقف صحیح قرار پانے کے لئے افراز یعنی اسے جدا اور ممتاز کرنے، اس کے مجہول نہ ہونے اور اس کے جز شائع نہ ہونے یعنی غیر معین مشترکہ جز نہ ہونے کے متعلق حکم نمبر $\frac{١، ٨}{٥٥٨}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

ــــه[٤] چنانچہ البحر الرائق میں ہے کہ الخانیة کا ظاہر یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنا گھر اس شرط پر مسجد بنایا کہ اسے (واپس لینے کا) خیار ہوگا تو وقف صحیح اور وہ شرط باطل قرار پائے گی۔ مفہوم ماخوذ از البحر الرائق ج ٥ صـ١٨٩ اور جیسا کہ فتاوی قاضیخان میں ہے کہ کسی شخص نے اپنے گھر کو اس شرط

دفعات و شق نمبر	گیارہواں باب، مسجد اور اس سے متعلقہ احکام ، پہلی فصل، مسجد قرار پانے، مسجد اور اسکی چیزوں کے احکام کا بیان	حوالہ
۵۵۸ ۲۳	اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح ان (اہل محلہ) کے لئے جائز ہے کہ وہ اس مسجد میں پینے اور وضو کے لئے پانی کے مشکے رکھیں جبکہ اس مسجد کا بانی جانا پہچانا نہ ہو اور اگر وہ (بانی) جانا پہچانا ہو تو وہ اولی ہے [۱]	وجیز
۲۴	(ا) ابن سماعہؒ نے امام محمدؒ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے مسجد تعمیر کرائی پھر اس کی وفات ہوگئی تو اہل محلہ نے ارادہ کیا کہ وہ اس (تعمیر شدہ) مسجد کو گرا کر اس میں اضافہ کریں تو انہیں ایسا کرنا جائز ہے اور (اس صورت میں) اس (بانی) میت کے وارثوں کو انہیں منع کرنا جائز نہیں ہے (ب) اور اگر ان اہل محلہ نے یہ ارادہ کیا کہ وہ راستہ میں (سے کچھ حصہ مسجد میں) بڑھا دیں تو (اس صورت میں) میں انہیں اجازت نہ دوں گا [۲]	محیط سرخسی
۲۵	جب کسی شخص نے ایک زمین کو جو اس کی تھی (اسے) مسجد قرار دیا اور اس میں سے کچھ حصہ اپنی ذات کے لئے شرط کیا تو یہ بالاجماع صحیح نہیں قرار پاتا [۳]	محیط
۲۶	اگر کسی شخص نے اس شرط پر مسجد بنائی کہ اسے خیار ہوگا (یعنی اسے بیع کی طرح واپس کرنے کا مثلاً تین دن تک اختیار ہوگا) تو (اسکے حکم کے متعلق) مشائخ رحؒ کا اتفاق ہے کہ وہ وقف جائز قرار پاتا ہے اور وہ شرط باطل ہے [۴]	مختار الفتاوی
۲۷	وقف الخصاف " میں ہے کہ جب کسی شخص نے اپنی زمین کو مسجد قرار دے دیا اور اسکی تعمیر کی اور اسپر گواہ کر لئے کہ اسے اس (وقف) کے باطل کرنے اور اسے بیع کرنے کا اختیار ہوگا تو یہ شرط باطل ہے اور وہ مسجد (ہی) رہے گی [۵]	ذخیرہ
۲۸	(مذکورہ صورت کا حکم ایسا ہی ہے کہ) جیسا کہ اگر کسی شخص نے کسی محلہ کے لئے مسجد بنائی اور یہ کہا کہ میں نے یہ مسجد اس محلہ والوں کے لئے خاص کر دی (تو یہ شرط باطل ہے) اور اس (کے اس قول کے باوجود اس) محلہ کے علاوہ والے کے لئے بھی یہ جائز ہوگا کہ وہ اس میں نماز ادا کرے [۶]	ذخیرہ

پر مسجد قرار دیا کہ اسے تین دن تک (واپس لے سکنے کا) اختیار ہوگا تو (اس جگہ کا) مسجد قرار دینا صحیح ہوگا اور (خیار) باطل ہوگا۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیری عربی ج ۳ ص ۳۰۲۔ حکم نمبر ۱، ۲۷/۵۵۸ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

[۵] حکم نمبر ۱، ۲۶/۵۵۸ مع حواشی ملاحظہ ہوں [۶] حکم نمبر ۱/۵۵۸ نیز ۴۳، ۴۴/۱۰۸۳ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات تنقیح نمبر	الباب الحادی عشر فی المسجد و ماینعلق بہ ـ الفصل الاول فی مایصیر بہ مسجداً و فی احکامہ (واحکام ما فیہ)	حوالہ
۵۵۸-۲۹	واذا خرب المسجد واستغنى عنه اهله وصار بحيث لا يصلى فيه عاد ملكا لواقفه او لورثته حتى جاز لهم ان يبيعوه او يبنوه دارا وقيل هو مسجد ابدا وهو الاصح	كذا في خزانة المفتين
	[له] في الفتاوى الحجة لو صار احد المسجدين قديما وتداعى الى الخراب فاراد اهل السكة بيع القديم وصرفه الى المسجد الجديد فانه لا يجوز اما على قول ابي يوسف رح فلان المسجد وان خرب واستغنى عنه اهله لا يعود الى الملك الباني واما على قول محمد رح وان عاد بعد الاستغناء ولكن الى ملك الباني و ورثته فلا يكون لاهل المسجد على كلا القولين ولاية البيع والفتوى على قول ابي يوسف رح انه لا يعود الى ملك مالك ابدا	كذا في المضمرات

له مذکورہ صورت، اسکے احکام اور اس مفہوم کے متعلق مزید مندرجہ ذیل حوالہ جات ملاحظہ ہوں (۱) البحر الرائق میں ہے کہ مسجد کے خراب (یعنی ویران و شکستہ) ہونے کے بعد اسکے حکم کے متعلق دو ذہن بن اختلاف ہے امام محمد رح کا قول ہے کہ جب مسجد خراب ہوجائے اسکی تعمیر کی کوئی صورت نہ ہو اور لوگ دوسری مسجد تعمیر کر لینے یا اس بستی کے خراب ہوجانے کی وجہ سے اس مسجد سے بے نیاز ہو گئے ہوں یا وہ خراب نہ ہوئی ہو لیکن اس بستی کے منتقل ہوجانے کی وجہ سے وہ اس مسجد سے بے نیاز ہو گئے ہوں تو وہ وقف کنندہ یا اسکے وارثوں کی ملکیت میں لوٹ آئے گی اور امام ابو یوسف رح کا قول یہ ہے کہ وہ قیامت تک ہمیشہ کیلئے مسجد ہے وہ بطور میراث نہ لوٹے گی اور اس مسجد کا اور اسکے مال کا دوسری مسجد میں منتقل کرنا بھی جائز نہ ہوگا خواہ اس میں نماز ادا کرتے ہوں یا نہ۔ یہی فتویٰ ہے۔ یونہی الحاوی القدسی میں ہے اور المجتبیٰ میں ہے کہ اسمیں اکثر مشائخ امام ابو یوسف رح کے قول پر ہیں اور الفتح القدیر میں اسی کو ترجیح دی گئی ہے کہ یہی الاوجہ ہے اور اسکی (چٹائی اور قندیلوں کے متعلق امام ابو یوسف رح کے ہاں صحیح حکم یہ ہے کہ وہ اسکے دینے والے کی ملکیت میں نہ لوٹے گی بلکہ اسے دوسری مسجد کی طرف منتقل کیا جائے گا یا مسجد کا متولی اسے فروخت کرکے (دوسری) مسجد کیلئے (وقف) کردیگا۔ نیز لکھا ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ اس مسجد کے آلات (یعنی قندیل اور چٹائی وغیرہ) کے متعلق امام محمد رح کے قول پر فتویٰ ہے اور مسجد کے ہمیشہ مسجد رہنے میں امام ابو یوسف رح کے قول پر فتویٰ ہے۔ یہ مفہوم ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۲۵۱، ۲۵۲ (۲) درمختار میں ہے کہ اگر مسجد کا ماحول خراب ہوجائے اس مسجد سے بے نیازی ہوجائے تو امام ابو حنیفہ رح اور امام ثانی (یعنی امام ابو یوسف رح) کے ہاں وہ قیامت تک ہمیشہ کیلئے مسجد ہی رہے گی (اور اسی پر فتویٰ ہے اور یہ حاوی القدسی میں ہے اور امام محمد رح کے ہاں وہ مسجد بانی (یعنی اسکے وقف کنندہ) یا اسکے وارثوں کی ملکیت میں لوٹ آئیگی۔ یہ مفہوم فی الجملہ ملخصاً ماخوذ از درمختار مع رد المحتار ج ۳ ص ۴۰۶ (۳) رد المحتار میں (درمختار کی مذکورہ عبارت کی ذیل میں) ہے کہ الاسعاف میں ہے کہ بعض نے امام ابو حنیفہ رح کا قول امام ابو یوسف رح کی طرح ذکر کیا ہے اور بعض نے آپکا قول امام محمد رح کی طرح ذکر کیا ہے۔ نیز رد المحتار میں ہے کہ البحر میں ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ (اس صورت میں) آلات مسجد کے متعلق فتویٰ امام محمد رح کے قول پر ہے اور تابید مسجد میں فتویٰ امام ابو یوسف رح کے قول پر ہے اھ اور آلات مسجد سے مراد قندیل اور چٹائی (وغیرہ) ہیں (اس سے مراد) ملبہ نہیں ہے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا کہ (خراب شدہ) مسجد کے متعلق فتویٰ اس پر ہے کہ وہ بطور میراث نہیں لوٹتی اور نہ اسکا اور اسکے مال کا دوسری

دفعات شق نمبر	گیارہواں باب، مسجد اور اس کے متعلقہ احکام ـ پہلی فصل، مسجد قرار پانے، مسجد اور اس کی چیزوں کے احکام کا بیان	حوالہ
۵۵۸-۲۹	(ل) اور جب کوئی مسجد خراب (یعنی ویران و شکستہ) ہوگئی اور مسجد والے اس سے مستغنی (یعنی بے نیاز) ہوگئے اور وہ (مسجد) ایسی ہوگئی کہ اس میں نماز ادا نہیں کی جاتی تو وہ اس کے وقف کنندہ یا اس کی وفات کی صورت میں، اسکے وارثوں کی ملکیت میں واپس لوٹ آئے گی حتیٰ کہ انہیں (یعنی اس مسجد کے وقف کنندہ یا اس کے ورثاء کو) جائز ہوگا وہ اسے فروخت کردیں یا اسے گھر بنادیں (ب) اور بعض کا قول یہ ہے کہ وہ (مسجد) ہمیشہ کے لئے مسجد ہی ہے اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے (ج) فتاوی البحر میں ہے کہ دو مسجدوں میں سے ایک مسجد ایسی قدیم ہے کہ وہ خراب ہونے لگی (یعنی اس کی عمارت شکستہ و ویران ہونے لگی) تو اہل کوچہ نے یہ ارادہ کیا کہ وہ قدیم کو فروخت کرکے اسے نئی مسجد پر خرچ کردیں تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) ایسا کرنا جائز نہ ہوگا امام ابویوسف رح کے قول پر اس لئے کہ مسجد خواہ خراب ہوجائے اور مسجد والے اس سے مستغنی ہوجائیں وہ مسجد بانی کی ملکیت میں نہیں لوٹتی اور امام محمد رح کے قول پر اس لئے کہ اگرچہ اس مسجد سے مستغنی ہونے کے بعد اس کی ملکیت لوٹ آتی ہے لیکن وہ بانی کی ملکیت میں یا (اس کی وفات ہوجانے کی صورت میں) اس کے وارثوں کی ملکیت میں لوٹ آتی ہے پس ان دونوں قولوں کے بموجب (محلہ اور کوچہ والے) اہل مسجد کو (اسے) فروخت کرنے کی ولایت حاصل نہیں ہے اور اسمیں فتوی امام ابویوسف رح کے قول پر ہے کہ وہ مسجد مالک (یعنی اسکے وقف کنندہ یا اسکے وارثوں) کی ملکیت میں کبھی نہیں لوٹتی [1]	خزانۃ المفتین مضمرات

مسجد میں منتقل کرنا جائز ہوتا ہے۔ نیز رد المحتار میں (اس صورت کے متعلق) امام محمد رح کے ہاں مالک (یعنی اسکے وقف کنندہ) کی ملکیت میں لوٹ آنے کے متعلق تفصیل درج ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ اس صورت میں امام محمد رح کے ہاں وقف کنندہ کی ملکیت میں اس وقف کا ملبہ لوٹے گا اور وہ خالی جگہ بطور وقف باقی رہے گی اور لکھا ہے کہ اس میں غفلت کی جاتی ہے اور وہ جگہ وقف کنندہ، بیٹے فروخت کردی جاتی ہے باوجودیکہ اس کی طرف ملبہ لوٹتا ہے اور لکھا ہے کہ اس میں الخانیہ وغیرہ سے سند لی گئی ہے درآنحالیکہ اسکے کلام کا ظاہر معتمد قرار پاتا ہے۔ مفہوم فی الجملہ ملخصاً ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۴۰۶، ص ۴۰۷۔

(۴) اور الخانیہ (یعنی فتاوی قاضیخان) میں ہے کہ کسی شخص نے جائیداد وقف کی اور اس نے یہ ذکر نہ کیا کہ جب وہ جائیداد اپنے اہل سے خالی ہوجائے تو اس کا حکم کیا ہوگا تو اس کے متعلق الشیخ الامام ابوبکر محمد بن الفضل رح (سے اسکے حکم میں تفصیل ذکر کرنے کے بعد آپ) کا قول ہے کہ اس کی آمدنی فقراء پر صرف ہوگی اور اس کے وارثوں کے لئے کوئی حق نہ ہوگا۔ مفہوم فی الجملہ ملخصاً ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیری عربی ج ۳ ص ۲۹۴ و ۲۹۵

(۵) نیز رد المحتار میں ہے کہ فتاویٰ الھدایۃ میں ہے کہ آپ سے اس وقف کے بارے میں دریافت کیا گیا جو منہدم ہوجائے اس کی تعمیر کے لئے کوئی چیز نہ ہو (اس کا اجارہ اور تعمیر ممکن نہ رہے تو کیا اس کے پتھر، اینٹیں اور لکڑی کا ملبہ فروخت کیا جاسکتا ہے تو آپ نے جواب دیا کہ جب صورت حال ایسی ہوجائے تو حاکم (مجاز) کے حکم سے اسکی بیع صحیح قرار پاسکے گی اور اس کی قیمت سے اسکے بدلہ ایک اور وقف خریدا جائے اور پھر صاحب رد المحتار نے لکھا ہے کہ میں کہتا ہوں کہ (اس صورت میں) بظاہر ان چیزوں کی بیع ہوسکنے کا حکم امام ابویوسف رح کے قول پر ہے اور (وقف کنندہ کے) وارثوں اور پھر فقراء کو لوٹانے کا حکم امام محمد رح کے قول پر ہے اور یہ جمع حسن ہے اور اس کا حاصل یہ ہے کہ (مذکورہ صورت میں اسکے ملبہ کے متعلق) جہاں ممکن ہو امام ابویوسف رح کے قول پر عمل ہوگا ورنہ امام محمد رح کے قول پر عمل ہوگا۔ مفہوم فی الجملہ ملخصاً ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۴۱۹۔ حکم نمبر ۲۹ تا ۳۹ / ۵۵۸ نیز حکم نمبر ۱۲ / ۱۰۸۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الحادی عشر فی المسجد وما یتعلق به - الفصل الاول فیما یصیر به مسجداً (وفی احکامه واحکام ما فیه)	حوالہ
۵۵۸-۳۰	فی الحاوی سئل ابوبکر الاسکاف رح عمن بنی لنفسه مسجداً علی باب داره ووقف ارضاً علی عمارته ثم مات هو وخرب المسجد واستغنی الورثة فی بیعها فافتوا بالبیع ثم ان آثار ابنوا ذلك المسجد فطالبوا تلك الاراضی قال لیس لهم حق المطالبة	کذا فی التاتارخانیة
۳۱	رجل بسط من ماله حصیراً فی المسجد فخرب المسجد ووقع الاستغناء عنه فان ذلك یکون له ان کان حیاً ولوارثه ان کان میتاً وعند ابی یوسف رح یباع ویصرف ثمنه الی حوائج المسجد فان استغنی عنه هذا المسجد یحول الی مسجد آخر والفتوی علی قول محمد رح	کذا فی فتاوی قاضیخان
۳۲	ولو کفن میتاً فافترسه سبع فان الکفن یکون للمکفن ان کان حیاً ولورثته ان کان میتاً .	کذا فی فتاوی قاضیخان
۳۳	وذکر ابواللیث رح فی نوازله حصیر المسجد اذا صار خلقاً واستغنی اهل المسجد عنه وقد طرحه انسان ان کان الطارح حیاً فهو له وان کان میتاً ولم یدع له وارثاً ارجوان لا بأس بان یدفع اهل المسجد الی فقیر او ینتفعوا به فی شراء حصیر آخر للمسجد والمختار انه لا یجوز لهم ان یفعلوا ذلك بغیر امر القاضی	کذا فی محیط السرخسی
۳۴	وفی المنتقی بواری المسجد اذا خلقت فصارت لا ینتفع بها فاراد الذی بسطها ان یاخذها ویتصدق بها او یشتری مکانها اخری فله ذلك وان کان غائباً فاراد اهل المحلة ان یأخذ البواری ویتصدق ثوابها	

ـلـه حکم نمبر $\frac{۱، ۳، ۲۵، ۲۶}{۵۵۸}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ـ۲ـه حکم نمبر $\frac{۱، ۲۹}{۵۵۸}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ـ۳ـه حکم نمبر $\frac{۱، ۲۹}{۵۵۸}$ مع حاشیہ نیز $\frac{۱۲، ۳۳}{۲۲۳}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ـ۴ـه حکم نمبر $\frac{۲۹، ۳۴}{۵۵۸}$ مع حواشی اور $\frac{۱۲}{۵۵۸}$ کا حاشیہ

دفعات وشق نمبر	گیارھواں باب، مسجد اور اس سے متعلقہ احکام ۔ پہلی فصل، مسجد قرار پانے، مسجد اور اس کی چیزوں کے احکام کا بیان	حوالہ
۵۵۸-۳۰	الحاوی میں ہے کہ شیخ ابوبکر الاسکاف رحؒ سے اس شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جس نے اپنے لئے اپنے گھر کے دروازے پر مسجد بنائی اور اس کی عمارت پر ایک زمین وقف کی پھر اس کی وفات ہوگئی اور وہ مسجد خراب (یعنی شکستہ و ویران) ہوگئی اور اس کے وارثوں نے اس کی بیع کے بارے میں فتوی طلب کیا تو اس کی بیع کا فتوی دیا گیا پھر کچھ لوگوں نے اس مسجد کی تعمیر کی اور اس (وقف) زمین کا مطالبہ کیا تو (اس کے حکم کے متعلق) آپ نے فرمایا کہ انہیں اس (وقف زمین) کے مطالبہ کا کوئی حق نہیں [1]	تتارخانیہ
۳۱	(۱) کسی شخص نے مسجد میں اپنے مال سے چٹائی (وغیرہ) بچھائی پھر وہ مسجد خراب (یعنی ویران وشکستہ) ہوگئی اور اس چٹائی کی ضرورت نہ رہی تو (اس صورت میں اس کا حکم یہ ہے کہ) وہ اس (وقف کنندہ) شخص کی ہے اگر وہ زندہ ہے اور اگر وہ وفات پاگیا ہے تو اس کے وارث کی ہے (ب) اور امام ابویوسف رحؒ کے ہاں اسے فروخت کیا جائے گا اور اس کی قیمت اس مسجد کی ضروریات میں صرف کی جائے گی اور اگر اس مسجد کو اس کی ضرورت نہ ہو تو اسے کسی اور مسجد میں منتقل کیا جائے گا (ج) اور اس میں (یعنی چٹائی وغیرہ یعنی آلاتِ مسجد میں) فتوی امام محمد رحؒ کے قول پر ہے [2]	قاضیخان
۳۲	اگر کسی شخص نے میت کو کفن پہنایا پھر اس لاش کو کوئی درندہ کھا گیا تو وہ کفن، کفن پہنانے والے کا ہے اگر وہ زندہ ہے اور اگر اس کی وفات ہوگئی ہو تو (وہ کفن) اس کے وارثوں کا ہے [3]	قاضیخان
۳۳	(۱) اور فقیہ ابواللیث رحؒ نے اپنی النوازل میں ذکر کیا ہے کہ مسجد کی چٹائی (وغیرہ) جب پرانی ہوگئی اور مسجد والے اس سے بے نیاز ہوگئے اور وہ چٹائی ایک شخص نے ڈلوائی تھی تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر اسے ڈلوانے والا شخص زندہ ہو تو وہ اس کی ہے اور اگر اس کی وفات ہوگئی ہو اور اس نے اپنا کوئی وارث نہ چھوڑا تو مجھے امید ہے کہ ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں کہ مسجد کے لوگ (وہ) کسی فقیر کو دے دیں یا اس (پرانی چٹائی) سے مسجد کے لئے دوسری چٹائی خریدنے میں فائدہ اٹھائیں (ب) اور مختار حکم یہ ہے کہ انہیں قاضی (یعنی حاکم مجاز) کے حکم کے بغیر ایسا کرنا جائز نہ ہوگا [4]	محیط سرخسی
۳۴	(۱) المنتقی میں ہے کہ مسجد کی چٹائیاں جب پرانی ہوکر ایسی ہوگئیں کہ ان سے (مسجد میں) کوئی فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا تو جس شخص نے (مسجد میں) وہ چٹائیاں ڈالی تھیں اس نے یہ ارادہ کیا کہ وہ انہیں لے لے اور انہیں صدقہ کردے یا ان کے بدلے دوسری چٹائیاں خریدے تو اسے ایسا کرنا جائز ہے ۔ (ب)	

ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الحادی عشر فی المسجد وما یتعلق به ـ الفصل الاول فی مایصیر به مسجدا وفی احکامه واحکام ما فیه	حوالـــه
۵۵۸ -	بعد ما خلقت لم یکن لهم ذلك اذا کانت لها قیمة وان لم تکن لها قیمة لا بأس بذلك	کذا فی الذخیرة
۳۵	حشیش المسجد اذا اخرج من المسجد ایام الربیع ان لم تکن له قیمة لا بأس بطرحه خارج المسجد ولمن رفعه ان ینتفع	کذا فی الواقعات الحسامیة
۳۶	حشیش المسجد اذا کانت له قیمة فلاهل المسجد ان یبیعوه وان رفعوا الی الحاکم فهو احب ثم یبیعوه بامره هو المختار	کذا فی جواهر الاخلاطی
۳۷	لو رفع انسان من حشیش المسجد وجعله قطعا قطعا بالسواد[4] قالوا علیه ضمانه لان له قیمة حتی ان الشیخ ابا حفص السفکردری اوصی فی آخر عمره بخمس دراهم بحشیش المسجد	کذا فی الواقعات الحسامیة
۳۸	جنازة او نعش المسجد فسد فباعه اهل المسجد قالوا الاولی ان یکون البیع بامر القاضی والصحیح ان بیعهم لا یصح بغیر امر القاضی	کذا فی فتاوی قاضیخان
۳۹	دیباج الکعبة اذا صار خلقا لا یجوز اخذه لکن یبیعه السلطان ویستعین به علی امر الکعبة	کذا فی السراجیة

[1] حکم نمبر ۲۹، ۳۳ / ۵۵۸ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [2] حکم نمبر ۲۹، ۳۵ تا ۳۹ / ۵۵۸ ، ۲۳ / ۱۸۳ اور ۲۶، ۴۹ / ۱۰۸۳ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [3] حکم نمبر ۳۵ / ۵۵۸ مع حاشیہ اور ۱۲ / ۵۵۸ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں اور المختار کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۲ ب / ۴۹۷ کے حاشیہ ترتیب الدلائل کی تفصیل کے مثلا کے ج کے (۳) کا ۱۲ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] قوله السواد کذا فی نسخ وهو الموافق للاصل المنقول عنه کما رأیته فی نسختی منه وفی نسخ بالسوداء اھ مصححه۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی قوله السواد یونہی نسخوں میں ہے اور یہی منقول عنہ الاصل کے موافق ہے جیسا کہ میں نے اس سے اپنے نسخہ میں دیکھا اور بعض نسخوں میں (یہ لفظ) السوداء (درج) ہے اھ اور سواد العسکر یعنی فوج کا اسلحہ و سامان وغیرہ۔ ماخوذ از المنجد صفحہ ۶۰۲۔ اور فتاوی قاضیخان میں ہے کہ "لو اخذ انسان من حشیش المسجد وجعله قطعا قطعا بالسوط کان ضامنا"

دفعات شق نمبر	گیارہواں باب، مسجد اور اس سے متعلقہ احکام - پہلی فصل، مسجد قرار پانے، مسجد اور اسکی چیزوں کے احکام کا بیان	حوالہ
۵۵۸ -	اور اگر وہ چٹائیاں ڈالنے والا غائب تھا پس ان چٹائیوں کے پرانا ہونے کے بعد اہل محلہ نے یہ ارادہ کیا کہ وہ انہیں لے لیں اور صدقہ کر دیں تو انہیں ایسا کرنا جائز نہ ہوگا بشرطیکہ ان کی کچھ قیمت قرار پاتی ہو اور اگر ان کی (کوئی خاص) قیمت نہ ہو تو (انہیں) ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں [1]	ذخیرہ
۳۵	مسجد کا گھاس (یعنی مسجد میں ڈالا گیا گھاس) جب (مثلاً) ایام الربیع (یعنی سردیوں کے بعد موسم بہار) میں باہر نکال دیا گیا تو اگر اس کی کوئی (خاص) قیمت نہ ہو تو (اسمیں) کوئی حرج نہیں کہ اسے مسجد سے باہر ڈال دیا جائے اور جو شخص اسے اٹھالے وہ اس سے نفع اٹھالے [2]	واقعات حسامیہ
۳۶	مسجد کا گھاس (یعنی مسجد میں ڈالا گیا گھاس) جب اس کی کچھ قیمت ہو تو اہل مسجد اسے فروخت کر سکتے ہیں اور اگر حاکم (مجاز) تک یہ معاملہ لے جائیں تو زیادہ پسندیدہ ہے پھر اس کے حکم سے اسے فروخت کریں یہی حکم مختار ہے [3]	جواہر اخلاطی
۳۷	اگر کسی شخص نے مسجد کے گھاس (یعنی اس میں ڈالے گئے گھاس) کو اٹھایا اور اسے السواد سے (یعنی کسی ہتھیار سے یا ملنے سے) ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تو (اسکے متعلق) مشائخ رح کا قول ہے کہ اس پر اس کی ضمان لازم ہے اس لئے کہ اس کی قیمت ہے۔ حتیٰ کہ الشیخ ابو حفص السفکردری رح نے اپنی عمر کے آخر (حصہ) میں، مسجد میں گھاس ڈالنے کے لئے پچاس درہم کی وصیت کی تھی [5]	واقعات حسامیہ
۳۸	(۱) جنازہ یا نعش (یعنی میت اٹھانے کے لئے چارپائی یا صندوق) کسی مسجد کے لئے تھی وہ خراب (یعنی شکستہ) ہوگئی تو (اس کے حکم کے متعلق) مشائخ رح کا قول ہے کہ اولیٰ یہ ہے کہ اسکی بیع قاضی (یعنی حاکم مجاز) کے حکم سے ہو (ب) اور صحیح حکم یہ ہے کہ ان کا اسے بیع کرنا، قاضی کے حکم کے بغیر صحیح نہ قرار پائے گا [6]	قاضیخان
۳۹	(ر) کعبہ شریف (کے غلاف) کا دیباج (یعنی ریشمی قیمتی کپڑا) جب پرانا ہوگیا تو (وہاں سے) اس کا لے لینا جائز نہیں ہوتا (ب) لیکن سلطان اسے فروخت (کرنے کا انتظام) کرے اور اس (کی قیمت) سے (ضروریاتِ) امور کعبہ میں استعانت لے [7]	سراجیہ

اگر کسی شخص نے مسجد کا گھاس لیا اور اسے "سوط" سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تو وہ ضامن ہوگا۔ ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیری عربی ج ۳ ص ۲۹۹ (ور السوط یعنی ایک چیز کو ایک چیز میں ملانا، ماخوذ از منتہی الارب ص ۱۵۴۵ اور السوط یعنی کوڑا، سختی، ماخوذ از المنجد ص ۶۰۵ (مترجم) [5] حکم نمبر ۳۵/۵۵۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [6] حکم نمبر ۳۵/۵۵۸، ۱۸/۵۵۹ مع حواشی اور ۱۲/۵۵۸ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [7] حکم نمبر ۲۹/۵۵۸ اور استارِ کعبہ کے متعلق حکم نمبر ۱۹۸/۳۰۳ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی عشر فی المسجد ومایتعلق به - الفصل الثانی فی الوقف علی المسجد وتصرف (القیم وغیره فی مال الوقف علیه)	حوالہ
۵۵۸-۴۰	ولو وقف علی دهن السراج للمسجد لا یجوز وضعه جمیع اللیل بل بقدر حاجة المصلین ویجوز الی ثلث اللیل او نصفه اذا احتیج الیه للصلوة فیه	کذا فی السراج الوهاج
	ولا یجوز ان یترک فیه کل اللیل الا فی موضع جرت العادة فیه بذلک کمسجد بیت المقدس ومسجد النبی صلی الله علیه وسلم والمسجد الحرام او شرط الواقف ترکه فیه کل اللیل کما جرت العادة فی زماننا	کذا فی البحر الرائق
۴۱	وان اراد انسان ان یدرس الکتاب بسراج المسجد ان کان سراج المسجد موضوعا فی المسجد للصلوة قیل لا بأس به وان کان موضوعا فی المسجد لا للصلوة بان فرغ القوم من صلوتهم وذهبوا الی بیوتهم وبقی السراج فی المسجد قالوا لا بأس بان یدرس به الی ثلث اللیل وفیما زاد علی الثلث لا یکون له حق التدریس	کذا فی فتاوی قاضیخان

الفصل الثانی فی الوقف علی المسجد وتصرف القیم وغیره فی مال الوقف علیه

دفعات ۵۵۹ تا ۵۵۹، عنوان ۱، تعداد شق ۳۲

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۵۵۹	**الوقف علی المسجد وتصرف القیم علیه، تعداد شق ۳۲**	
۱	ولو اراد ان یقف ارضه علی المسجد وعمارة المسجد وما یحتاج الیه من الدهن والحصیر وغیر ذلک علی وجه لا یرد علیه الابطال یقول وقفت ارضی هذه ویبین حدوده بحقوقها ومرافقها وقفا مؤبدا فی حیاتی وبعد وفاتی علی ان یستغل ویبدأ من غلاته بما فیه من عمارتها واجور القوام علیها واداء مؤنها فما فضل من ذلک یصرف الی عمارة المسجد ودهنه وحصیره وما فیه مصلحة المسجد علی ان للقیم ان یتصرف فی ذلک علی ما یری واذا استغنی هذا المسجد	

۱؎ حکم نمبر ۱۳، ۱۴ / ۵۵۹، ۲۱، ۲۲ / ۱۸۲ نیز ۴۱ / ۵۵۸ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۱۷، ۴۸ / ۱۰۸۳

دفعات وشق نمبر	گیارہواں باب، مسجد اور اس سے متعلقہ احکام — دوسری فصل، مسجد پر وقف اور اسمیں متولی وغیرہ کے تصرف کے احکام کا بیان	حوالہ
۵۵۸-۴۰	(ا) اگر کسی شخص نے مسجد کے چراغ کے تیل کے لئے وقف کیا تو اس تیل، کا (بلا ضرورت) ساری رات استعمال کرنا جائز نہ ہوگا بلکہ نمازیوں کی ضرورت کے بقدر استعمال ہوگا اور وہ تہائی رات یا آدھی رات تک جائز ہوتا ہے جبکہ مسجد میں نماز کے لئے (اسکی ضرورت) ہو	سراج وہاج
	(ب) اور (مسجد کا چراغ) ساری رات (جلتا) چھوڑ دینا جائز نہیں ہوتا مگر جس جگہ ایسا کرنے کی عادت جاری ہو جیسا کہ بیت المقدس والی مسجد، مسجد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مسجد الحرام، میں ہے یا وقف کنندہ نے اس چراغ کو ساری رات جلتا چھوڑ دینے کو شرط کیا ہو جیسا کہ ہمارے زمانہ میں، عادت جاری ہے تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر ساری رات وہ چراغ جلتا چھوڑ دینا جائز ہوگا) [۱]	بحر رائق
۴۱	(و) کسی شخص نے مسجد کے چراغ سے کتاب کا درس دینا چاہا تو (اسکے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر مسجد کا وہ چراغ، مسجد میں (نمازیوں کی، نماز (کی ضرورت) کے لئے رکھا ہوا تھا تو بعض کا قول یہ ہے کہ ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں (ب)، اور اگر مسجد کا وہ چراغ مسجد میں نماز کے لئے نہ رکھا ہوا تھا بایں صورت کہ (وہاں کے) لوگ اپنی نمازوں سے فارغ ہو چکے تھے وہ اپنے گھروں کو چلے گئے تھے اور وہ چراغ مسجد میں (جلتا) باقی تھا تو (اس صورت میں) مشائخ رح کا قول ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہ اس چراغ (کی روشنی) کے ذریعہ تہائی رات تک درس دے اور (اس صورت میں) تہائی رات سے زائد میں (اس چراغ کی روشنی سے) اسے درس دینے کا حق نہ ہوگا [۲]	قاضیخان
	دوسری فصل، مسجد پر وقف اور اسمیں متولی وغیرہ کے تصرف کے احکام کا بیان	
	دفعات ۵۵۹ تا ۵۵۹، عنوان ۱، تعداد شق ۳۲	
۵۵۹-	**مسجد پر وقف اور اس پر متولی کا تصرف** اور اسمیں ۳۲ شقیں ہیں	
۱	اگر کوئی شخص، یہ چاہے کہ وہ اپنی زمین، مسجد پر، مسجد کی عمارت پر اور اسکی ضروریات سے مثلا تیل اور چٹائی وغیرہ کے لئے اس طرح وقف کرے کہ وہ باطل نہ ہو سکے تو وہ یوں کہے کہ میں نے اپنی یہ زمین، جس کی وہ حدود بیان کرے اس زمین کے حقوق اور منافع سمیت، اپنی زندگی میں اور اپنی وفات کے بعد بھی اس طرح دائمی وقف کردی کہ اس سے آمدنی حاصل کی جائے اور اسکی آمدنی (کے خرچ) کی ابتداء اس وقف زمین کی عمارت، اس کے نگران کی اجرت اور اس کے خرچہ کے ادا کرنے سے کی جائے اور جو اس سے بچ جائے وہ اس مسجد کی عمارت، اس کے تیل، اسکی چٹائی اور ہر اس کام میں جس میں مسجد کی مصلحت ہو بایں طور صرف کی جائے کہ اس میں متولی (مسجد) جو بہتر سمجھے	

نیز ۴۰/۵۵۸ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات نمبر	الباب الحادی عشر، فی المسجد ومایتعلق بہ ۔ الفصل الثانی فی الوقف علی المسجد و	حــــوالــــہ
۵۵۹ ۔ ۱	یصرف الی فقراء المسلمین فیجوز (تصرف القیم وغیرہ فی مال الوقف علیہ) ذلك	کذا فی الظهیریة
۲	رجل وقف ارضالہ علی مسجد ولم یجعل آخرہ للمساکین تکلم المشائخ رح فیہ والمختار انہ یجوز فی قولهم جمیعا	کذا فی الواقعات الحسامیة
۳	ولو کانت الارض وقفا علی عمارۃ المسجد او علی مرمة المقابر جاز	کذا فی فتاوی قاضیخان
۴	وقف عقارا علی مسجد او مدرسة وهیأ مکانا لبنائها قبل ان یبنیها اختلف المتأخرون والصحیح الجواز وتصرف غلتها الی الفقراء الی ان تبنی فاذا بنیت ردت الیها الغلة	کذا فی فتح القدیر

لہ (۱) جیساکہ فتاوی قاضیخان میں ہے اور لکھاہے کہ اس طرح کہنے سے وہ وقف جائز رہتاہے اس لئے کہ ثواب کے ان کاموں کی جنس ایسی ہے کہ وہ منقطع نہیں ہوتی اور جبتک اسلام ہے باقی رہتی ہے اور اگر زیادہ تاکید چاہے تو حکم حاکم سے مؤکد کردے حتی کہ قاضی (یعنی حاکم مجاز) اس وقف کے لازم قرار پانے اور اس وقف کنندہ کے رجوع کے باطل ہونے کا حکم کردے ۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی هامش عالمگیری عربی ج ۳ صـ ۲۸۸

(۲) درمختار میں ہے کہ وقف کا متولی خود وقف کرنیوالا پھر اسکا وصی اور پھر حاکم (مجاز) ہے اور لکھاہے کہ بوجہ عجز یا بوجہ فسق غیر مامون (یعنی خیانت کے مرتکب) متولی سے تولیت واپس لی جاسکے گی اگرچہ وہ وقف کنندہ، واپس نہ لینے کی شرط کرے اور رد المحتار میں ہے کہ متولی مقرر کرنے کی ولایت، وقف کنندہ کو ہے پھر اس کے وصی کو اور پھر قاضی (یعنی حاکم مجاز) کو ہے اور لکھاہے کہ قاضی (یعنی حاکم مجاز) متولی کو اسکی خیانت کی بناپر معزول کرسکتاہے اور اسکے غیر کو اسکے ساتھ شامل کرسکتاہے اور لکھاہے کہ قاضی متولی کو محض طعن کی بناپر معزول نہ کرے گا بلکہ اسکی خیانت ظاہر ہونے کی بناپر معزول کرسکے گا ۔ اور لکھاہے کہ خائن شخص کو متولی بنانے یا متولی باقی رکھنے سے قاضی گنہگار قرار پائے گا ۔ اور لکھاہے کہ اگر متولی وقف کی رعایت نہ کرے (مثلا) وقف کی (غیر محصور) کتب عاریتہً دے، وقف کی زمین میں اپنے لئے زراعت کرے، وقف کے مکان میں خود رہائش رکھے خواہ اجر مثل پر ہو تو قاضی اسے معزول کرسکتاہے اور لکھاہے کہ جو شخص کئی اوقاف کا متولی ہوا اور ان میں سے بعض میں اس کی خیانت ظاہر ہو تو وہ سب اوقاف سے معزول کیا جاسکتاہے اس لئے کہ فسق تقسیم نہیں ہوتا اور لکھاہے کہ اگر خیانت کا مرتکب (معتبر) توبہ کرے اور انابت کرے تو قاضی اسے تولیت واپس لوٹا سکتاہے اور لکھاہے کہ متولی وہ ہے جو امین ہو تولیت سے عاجز نہ ہو خود یا اپنے نائب کے ذریعہ قادر

دفعات و شق نمبر	گیارہواں باب، مسجد اور اس سے متعلقہ احکام ــ دوسری فصل، مسجد پر وقف اور اسمیں متولی وغیرہ کے تصرف کے احکام کا بیان	حوالہ
۵۵۹-	تصرف کرے اور جب اس مسجد کو ضرورت نہ ہو تو وہ آمدنی مسلمان فقراء پر صرف کی جائے پس وہ وقف جائز قرار پائے گا (اور باطل نہ ہو سکے گا) [1]	ظہیریہ
۲	کسی شخص نے اپنی زمین، مسجد پر وقف کی اور اس نے اس (کی آمدنی) کا آخر مساکین کے لئے نہ قرار دیا تو اس کے حکم میں مشائخ رحمہم اللہ نے کلام کیا ہے اور مختار حکم یہ ہے کہ وہ وقف سب کے قول میں جائز قرار پاتا ہے [2]	واقعات حسامیہ
۳	اگر کوئی زمین مسجد کی عمارت کے لئے یا قبرستان کی مرمت کے لئے وقف ہو تو جائز ہے [3]	قاضیخان
۴	کسی شخص نے ایک عقار کو (یعنی خالی زمین یا تعمیر شدہ کو) کسی مسجد یا مدرسہ کے لئے وقف کیا اور اس نے اس (مسجد یا مدرسہ) کی تعمیر سے پہلے اس کی تعمیر کے لئے (صرف) جگہ مقرر کی ہے تو اس (وقف کے جواز) کے متعلق متأخرین نے اختلاف کیا ہے اور صحیح حکم یہ ہے کہ جائز ہے اور اسکی آمدنی فقراء پر صرف کی جائے گی حتیٰ کہ اس (مسجد یا مدرسہ) کی عمارت بنائی جائے پس جب وہ عمارت بنا دی گئی تو اس وقف کی آمدنی اس کی طرف لوٹا دی جائے گی [4]	فتح قدیر

ہو۔ اور اسمیں مرد، عورت اندھا، بصیر اور وہ محدود فی القذف جس نے (معتبر) توبہ کر لی ہو، سب برابر ہیں۔ اور لکھا ہے کہ جو شخص متولی بننے کی طلب کرلے اسے تولیت نہ دی جائے اور یہ شرائط اولیت میں سے ہے یعنی اسے متولی نہ بنانا چاہیئے اور لکھا ہے کہ وقف کنندہ کا مقرر کردہ متولی، مفتی بہ قول کے بموجب۔ وقف کنندہ کی موت پر معزول قرار پاتا ہے سوائے اس کے کہ وہ اسے اپنی زندگی میں اور اپنی وفات کے بعد بھی متولی قرار دے (اور ان احکام میں مزید تفصیل بھی ہے) مفہوم فی الجملہ ملخصا ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص ۴۲۱، ص ۴۲۲، ص ۴۲۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ متولی شخص جو وقف کی نگرانی اور انتظام کیلئے وقف کنندہ یا قاضی یا جماعت مسلمین کی طرف سے مقرر کیا جاتا ہے وہ صرف حفاظت (آمدنی وخرچ کے انتظام کا استحقاق رکھتا ہے اسے کوئی مالکانہ حیثیت حاصل نہیں ہوتی اور نہ اسے کسی ایسے تصرف کا حق ہوتا ہے جو وقف کنندہ کی غرض کے خلاف ہو یا شریعت سے اسکی اجازت نہ ہو۔ معتبر توبہ کے متعلق ۴/۴۱۵، ۶/۴۷۳ مع حواشی اور حد قذف کے متعلق حکم نمبر ۴۶۶ نیز مسجد پر وقف، مسجد کی عمارت پر وقف، مسجد کے مصالح پر وقف، مسجد کے نفقہ پر وقف، نیز مسجد پر صدقہ، ہبہ اور عطیہ کے متعلق حکم نمبر ۱/۵۵۸، (۱ تا ۱۲، ۱۴، ۱۹، ۲۲، ۲۶)/۵۵۹، ۴۷/۱۰۸۳ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

[2] حکم نمبر ۱/۵۵۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، [3] حکم نمبر ۱/۵۵۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

[4] رد المحتار میں ہے کہ عقار وہ زمین ہے جسمیں عمارت ہو یا نہ ہو یہ فتح میں ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۴۰۸ (مترجم)

وقعات نمبر	الباب الحادی عشر فی المسجد وما یتعلق به ـ الفصل الثانی فی الوقف علی المسجد و	حوالہ
۵۵۵۹	ذکر الصدر الشهید رح فی باب الواو (تصرف القیم وغیره فی مال الوقف علیه) اذا تصدق بداره علی مسجد او علی طریق المسلمین تکلموا فیه و المختار انه یجوز کالوقف	کذا فی الذخیرة
۶	رجل اعطی درهما فی عمارة المسجد او نفقة المسجد او مصالح المسجد صح لانه وان کان لا یمکن تصحیحه تملیکا بالهبة للمسجد فاثبات الملک للمسجد علی هذا الوجه صحیح فیتم بالقبض	کذا فی الواقعات الحسامیة
۷	ولو قال اوصیت بثلث مالی للمسجد لا یجوز الا ان یقول "ینفق علی المسجد"	کذا فی خزانة المفتین
۸	وفی نوادر ابن سماعة "عن محمد رح" اذا قال اوصیت بثلث مالی لسراج المسجد لا یجوز حتی یقول "یسرج بها فی المسجد"	کذا فی الذخیرة

ا؎ مسجد پر ہبہ اور مسجد کے لئے درہم کے عطیہ وغیرہ کے احکام کے متعلق مندرجہ ذیل حوالہ جات ملاحظہ ہوں ـ (۱) فتاوی قاضیخان میں ہے کہ مسجد اور رباط اور اس کی مانند جو مالک ہونے کے اہل نہیں ان پر (صدقہ کی) آمدنی خرچ کرنا جائز نہ ہوگا اس لئے کہ صدقہ کرنا مالک بنانے سے عبارت ہے پس یہ ان ہی کے لئے صحیح ہوگا جو مالک ہونے کے اہل ہیں ـ نیز لکھا ہے کہ کسی شخص نے مسجد کی عمارت یا مسجد کے مصالح یا مسجد کے نفقہ میں دراہم عطیہ دیئے تو اس کے متعلق بعض کا قول یہ ہے کہ وہ عطیہ صحیح قرار پاتا اور قبضہ سے مکمل قرار پاتا ہے! مفہوم ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ہامش عالمگیری عربی ج ۳ صـ۳۰۱، صـ۲۹۱ ـ (۲) فتاوی عالمگیری میں ہے کہ صدقہ بمنزلہ ہبہ کے ہے اور لکھا ہے کہ اسمیں ہبہ کی طرح قبضہ کی ضرورت ہے اور لکھا ہے کہ صدقہ جب مکمل قرار پائے تو اس میں رجوع نہیں ہو سکتا (یعنی صدقہ کرنیوالا واپس نہیں لے سکتا) نیز لکھا ہے کہ ہبہ، کسی عین چیز کا دوسرے کو مالک بنانا ہے جیسا کہ کنز میں ہے اور لکھا ہے کہ ہبہ کی شرائط میں سے ہے کہ جسے ہبہ کیا گیا ہے وہ ہبہ شدہ چیز کو، ہبہ کرنے والے کی موت سے پہلے قبضہ کرے اور لکھا ہے کہ ہبہ کرنے والے کو، اس کی سپردگی سے پہلے رجوع کر لینے کا حق ہوتا ہے اور لکھا ہے کہ شرائط الوقف میں سے ہے کہ وقف کا محل عقار (یعنی خالی زمین یا تعمیر شدہ) ہو یا دار (یعنی گھر یا مکان) ہو پس منقول (شئی) کا وقف صحیح نہیں قرار پاتا لیکن کراع (یعنی گھوڑوں) اور سلاح (یعنی ہتھیار) کے متعلق یہ حکم نہیں ہے یہ النہایۃ میں ہے ـ مفہوم فی الجملہ ملخصا علی الترتیب ماخوذ از فتاوی عالمگیری عربی بحث ۴۳، کتاب الهبه باب ۱۲ ج ۴ صـ۴۰۶، باب ۱ ج ۴ صـ۳۷۴، باب ۱۰ ج ۴ صـ۴، باب ۵ ج ۴ صـ۳۸۵ اور بحث ۱۹، کتاب الوقف باب ۱ ج ۲ صـ۳۵۸ (۳) درمختار میں ہے کہ کسی شخص نے عقار کو اسکے بیلوں اور اسکے ان غلاموں سمیت جو اسمیں کاشت کرتے ہیں، وقف کیا تو یہ چیزیں اس زمین کی

دفعات شق نمبر	گیارہواں باب، مسجد اور اس سے متعلقہ احکام - دوسری فصل، مسجد پر وقف اور اس میں متولی وغیرہ کے تصرف کے احکام کا بیان	حوالہ
۵۵۹-د	الصدر الشہید رح نے باب الواو میں ذکر کیا ہے کہ جب کسی شخص نے اپنا گھر کسی مسجد پر یا، مسلمانوں کے کسی راستہ پر صدقہ کیا تو مشائخ رح نے اس میں کلام کیا ہے اور مختار حکم یہ ہے کہ وہ صدقہ، وقف کی طرح جائز قرار پاتا ہے ؎۱	ذخیرہ
۶	کسی شخص نے ایک درہم مسجد کی عمارت میں یا مسجد کے خرچ میں یا مسجد کے مصالح میں عطیہ دیا تو یہ صحیح قرار پاتا ہے اس لئے کہ اگرچہ مسجد کے لئے ہبہ بطور مالک بنانے کے صحیح نہیں قرار پاتا مگر اس طور پر مسجد کے لئے ملکیت کا ثبوت صحیح قرار پاتا ہے پس (مسجد کے متولی کے) قبضہ کرنے سے وہ ہبہ مکمل قرار پائے گا ؎۲	واقعات حسامیہ
۷	اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ "میں نے اپنے مال کی ایک تہائی مسجد کے لئے وصیت کی" تو یوں کہنا جائز نہیں قرار پاتا لیکن وہ یوں کہے کہ (میں نے اپنے مال کی ایک تہائی کی وصیت کی کہ) "وہ مسجد پر خرچ کیا جائے" تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر جائز قرار پاتا ہے) ؎۳	خزانہ مفتین
۸	نوادر ابن سماعہ رح میں امام محمد رح سے روایت ہے کہ جب کسی شخص نے یوں کہا کہ "میں نے اپنے مال کی ایک تہائی مسجد کے چراغ کے لئے وصیت کی" تو یوں کہنا جائز نہیں قرار پاتا حتی کہ وہ یوں کہے کہ (میں نے اپنے مال کی ایک تہائی کی وصیت کی کہ "اس مال سے مسجد میں چراغ جلایا جائے" (تو پھر جائز ہے) ؎۴	ذخیرہ

تبعیت میں قرار پانے کی وجہ سے، ان کا وقف از روئے استحسان صحیح قرار پاتا ہے اور (اس عبارت کی ذیل میں) رد المحتار میں ہے کہ اسی طرح کھیتی کے آلات کے متعلق بھی یہی حکم ہے یہ البحر میں ہے نیز لکھا ہے کہ تبعیت میں کبھی ایسا حکم ثابت قرار پاتا ہے جو مقصود ہونے کی صورت میں (یعنی غیر تابع ہونے کی صورت میں) ثابت نہیں قرار پاتا۔ نیز درمختار میں ہے کہ ایسی منقول شئ کا وقف قصداً (یعنی بطور مقصود ہونے اور غیر تابع ہونے کے) بھی صحیح قرار پاتا ہے جس میں لوگوں کا تعامل ہو اور لکھا ہے کہ تعامل کی وجہ سے قیاس کو چھوڑ دیا جاتا ہے مثلاً کلہاڑا، درہم و دنانیر (مکیل و موزوں چیز جنکی قیمت بطور مضاربت یا بطور تجارتی سرمایہ استعمال ہو یا مثلاً گائے جس کا دودھ فقراء کے لئے ہو) دیگ یا میت اٹھانے کی چارپائی یا میت کو ڈھانکنے کے لئے کپڑا یا مصحف یا کتب (وغیرہ)۔ اور اس عبارت کی ذیل میں) رد المحتار میں ہے کہ قیاس یہ ہے کہ منقول کا وقف صحیح نہیں قرار پاتا اس لئے کہ وقف کی شرائط میں سے [illegible] یہ ہے کہ اس میں تابید ہو (یعنی وہ دائمی ہو) اور منقول شئ دائمی نہیں ہوتی اور لکھا ہے کہ ثابت بالعرف، ثابت بالنص کی طرح قرار پاتا ہے مفہوم فی الجملہ ماخوذا علی الترتیب

؎۱ ماخوذ از درمختار مع رد المحتار ج ۳ ص ۴۰۸، ص ۴۰۹، ص ۴۱۰۔ حکم نمبر ۱، ۵ تا ۱۰/۵۵۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

؎۲ جیسا کہ فتاوی قاضیخان علی ہامش عالمگیری عربی ج ۳ ص ۲۹۱ میں ہے۔ نیز حکم نمبر ۳/۵۵۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

؎۳ حکم نمبر ۵/۵۵۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ نیز ان احکام کا تعلق مذکورہ عربی الفاظ و محاورات سے بھی ہے (مترجم)

؎۴ حکم نمبر ۵/۵۵۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شرعیہ	الباب الحادي عشر في المسجد وما يتعلق به - الفصل الثاني في الوقف على المسجد وتصرف القيم وغيره في مال الوقف عليه	حسب الحوالہ
٩-٥٥٩	ولو قال وهبت داري للمسجد او اعطيتها له صح ويكون تمليكا فيشترط التسليم كما لو قال وقفت هذه المائة للمسجد يصح بطريق التمليك اذا سلمه للقيم	كذا في الفتاوى العتابية
١٠	لو قال هذه الشجرة للمسجد لا تصير للمسجد حتى تسلم الى قيم المسجد	كذا في المحيط
١١	ولو وقف ضيعة على المسجد على ان ما فضل من العمارة فهو للفقراء فاجتمعت الغلة والمسجد لا يحتاج الى العمارة للحال فهل تصرف تلك الغلة الى الفقراء اختلفوا فيه والمختار انه لو اجتمع من الغلة مقدار ما لو احتاج المسجد والضيعة الى العمارة تمكن العمارة منها وزيادة تصرف الزيادة الى الفقراء ليكون جمعا بين شرط الواقف وصيانة الوقف	كذا في محيط السرخسي
١٢	مسجد انهدم وقد اجتمع من غلته ما يحصل به البناء قال الخصاف لا ينفق الغلة في البناء لان الواقف وقفه على مرمتها ولم يأمر بان يبنى هذا المسجد والفتوى انه يجوز البناء بتلك الغلة	كذا في فتاوى قاضيخان
١٣	سئل ابو بكر عمن اوصى بثلث ماله لاعمال البر هل يجوز ان يسرج في المسجد قال يجوز قال ولا يجوز ان يزاد على سراج المسجد سواء كان في شهر رمضان او غيره قال ولا يزين به المسجد	كذا في المحيط
١٤	مسجد بابه على مهب الريح فيصيب المطر باب المسجد فيفسد الباب ويشق على الناس الدخول في المسجد كان للقيم ان يتخذ ظلة على باب المسجد من غلة الوقف اذا لم يكن في ذلك ضرر لاهل الطريق	كذا في السراجية

له حکم نمبر ٥/د مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ٢ه حکم نمبر ٥/٥٥٩ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ٣ه حکم نمبر ١/٥٥٩ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ٤ه حکم نمبر

دفعات و شق نمبر	گیارہواں باب، مسجد اور اس سے متعلقہ احکام میں، دوسری فصل، مسجد پر وقف اور اس میں متولی وغیرہ کے تصرف کے احکام کا بیان	حوالہ
۵۵۹-۹	(۱) اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ "میں نے اپنا گھر مسجد کے لئے ہبہ کردیا"، یا یوں کہا کہ (میں نے اپنا گھر) مسجد کے لئے عطیہ کردیا"، تو (یہ) صحیح (قرار) پاتا ہے اور یہ مالک بنانا ہوگا پس اس میں، سپرد کرنا شرط ہوگا (ب) جیسا کہ اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ "میں نے سو (روپیہ) مسجد کے لئے وقف کردیا" تو جب اس نے وہ رقم متولی (مسجد) کے سپرد کردی تو بطور مالک بنانے کے صحیح قرار پائے گا ۱	عنابیہ
۱۰	اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ "یہ درخت مسجد کے لئے ہے"، تو وہ درخت مسجد کے لئے نہ قرار پائے گا حتیٰ کہ وہ اس مسجد کے متولی کے سپرد کرے (تب وہ درخت مسجد کے لئے قرار پائے گا) ۲	محیط
۱۱	اگر کسی شخص نے کوئی جائیداد کسی مسجد پر اس شرط پر وقف کی کہ جو کچھ (اس مسجد) کی عمارت سے بچے وہ فقراء کے لئے ہوگا پس (اس وقف سے) آمدنی جمع ہوگئی اور اس مسجد کو فی الحال تعمیری ضرورت نہیں تو کیا وہ آمدنی فقراء کے لئے صرف کی جائے گی؟ (اس کے حکم) میں مشائخ رح نے اختلاف کیا ہے اور مختار حکم یہ ہے کہ اگر اس آمدنی سے اتنی مقدار جمع ہوگئی کہ اگر اس مسجد اور اس (وقف) جائیداد کو تعمیری ضرورت پڑے تو اس (مقدار) سے تعمیر ممکن ہے اور کچھ زیادہ بھی ہے تو جو زیادہ ہے اتنی (مقدار) فقراء کے لئے صرف کی جائے گی تاکہ وقف کرنے والے کی شرط اور وقف کی حفاظت (ہر دو کا) جمع ہونا قرار پائے ۳	محیط سرخسی
۱۲	(۱) ایک مسجد کی عمارت، گر گئی اور اس (پر وقف) کی آمدنی سے اس قدر (مال) ہے کہ اس سے اس مسجد کی (از سر نو تعمیر)، ہو سکتی ہے تو اس کے حکم کے متعلق، الخصاف رح کا قول ہے کہ وہ آمدنی اس مسجد کے (از سر نو) بنانے میں خرچ نہ کی جائے گی اس لئے کہ وقف کنندہ نے اس وقف کو ان چیزوں کی مرمت کے لئے وقف کیا ہے اور اس نے یہ حکم نہیں کیا کہ (اس مال سے) اس مسجد کو (از سر نو) تعمیر کیا جائے (ب) اور فتویٰ یہ ہے کہ اس آمدنی سے اس مسجد کی (از سر نو) تعمیر جائز قرار پائی ۴	قاضیخان
۱۳	(۱) شیخ ابو بکر رح سے اس شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جس نے اپنے مال کا تہائی حصہ نیک کاموں کے لئے وصیت کی تو کیا اس مال سے مسجد کا چراغ جلانا جائز ہوتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ جائز ہوتا ہے (ب) اور آپ نے فرمایا کہ یہ جائز نہ ہوگا کہ (اس مال سے) مسجد کے چراغ پر (ضرورت سے) زائد (خرچ) کیا جائے خواہ ماہ رمضان ہو یا اس کے علاوہ ہو حکم برابر ہے (ج) اور اس مال سے مسجد کی تزئین نہ کی جائے گی ۵	محیط
۱۴	ایک مسجد ایسی ہے کہ اسکا دروازہ ہوا چلنے کے رخ پر ہے۔ بارش مسجد کے دروازہ پر پہنچ جاتی ہے پس دروازہ خراب ہو جاتا ہے اور لوگوں کے لئے مسجد میں داخلہ مشکل ہو جاتا ہے تو متولی مسجد کیلئے جائز ہے کہ وقف کی آمدنی سے مسجد کے دروازہ پر چھجہ بنوادے جبکہ ایسا کرنے میں راستہ والوں کو ضرر نہ ہو ۶	سراجیہ

۱/۵۵۹ مع حاشیہ اور ۱۶ ق/۵۵۹ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۵ جیسا کہ فتاویٰ قاضیخان علی ھامش عالمگیری عربی ج ۳ ص ۲۹۱ میں ہے۔ حکم نمبر ۴۰، ۴۱/۵۵۸ اور ۲۱، ۲۲/۱۸۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۶ حکم نمبر ۱۴/۵۵۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الحادی عشر فی المسجد وما یتعلق به ـ الفصل الثانی فی الوقف علی المسجد و	حوالہ
۵۵۹-۱۵	سئل الفقیه ابو القاسم[1] عن قیم مسجد (تصرف القیم وغیرہ فی مال الوقف علیه) جعله القاضی قیما علی غلاتها وجعل له شیئا معلوما یأخذه کل سنة حل له الأخذ ان کان مقدار اجر مثله	كذا فی المحیط
۱۶	ولو نصب القاضی خادما للمسجد ان کان الواقف شرط ذلك فی وقفه جاز وحل له الأخذ وان لم یشترط لا یجوز كذا فی السراج الوهاج	ناقلا عن الواقعات
	وللمتولی ان یستاجر من یخدم المسجد یکنسه ونحو ذلك باجر مثله او زیادة یتغابن فیها فان کان اکثر فالاجارة له وعلیه الدفع من مال نفسه ویضمن لو دفع من مال الوقف وان علم الاجیر ان ما اخذه من مال الوقف لا یحل له	كذا فی فتح القدیر
	ومتولی المسجد اذا تعذر علیه الحساب بسبب انه امی فاستأجر من یکتب له ذلك بمال المسجد لا یجوز	كذا فی الذخیرة
	مسجد له مستغلات او اوقاف اراد المتولی ان یشتری من غلة الوقف للمسجد دهنا او حصیرا او حشیشا او آجرا او جصا لفرش المسجد او حصی قالوا ان وسع الواقف ذلك للقیم وقال "تفعل ما تری من مصلحة المسجد" کان له ان یشتری للمسجد ما شاء وان لم یوسع ولکنه وقفه لبناء المسجد وعمارة المسجد لیس للقیم	

۱ حکم نمبر ۱۶ ق ۱/۵۵۹ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ حکم نمبر ۱۶ ق/۵۵۹ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۳ چنانچہ فتاوی قاضیخان میں ہے کہ مسجد کے متولی نے جب مؤذن کو حکم کیا کہ وہ معلوم اجرت پر سال بھر یا اس سے زیادہ مسجد کی خدمت کرے تو یہ اجارہ جائز ہے پھر اگر وہ اجرت جو اسے موسوم کی گئی تھی وہ اسکے کام کا اجرِ مثل یا اتنا زائد تھا کہ اتنے نقصان پر لوگ معاملہ کر لیتے ہیں تو وہ اجارہ مسجد کے لئے ہوگا اور وہ اجرت وقف کے مال سے دینے پر متولی ضامن نہ ہوگا اور مؤذن کو اس کا لینا حلال ہوگا اور اگر وہ اجرت اس کے کام سے اتنی زیادہ تھی کہ اتنے نقصان پر لوگ معاملہ نہیں کرتے تو وہ اجارہ متولی کے لئے ہوگا اور وہ اجرت اس (متولی) کے مال میں ہوگی اور اگر اس متولی نے وہ اجرت وقف کے مال سے دی تو ضامن

دفعات وشق نمبر	گیارہواں باب، مسجد اور اس سے متعلقہ احکام - دوسری فصل، مسجد پر وقف اور اس میں متولی وغیرہ کے تصرف کے احکام کا بیان	حوالہ
۵۵۹-۱۵	فقیہ ابو القاسم رحؒ سے مسجد کے اس متولی کے بارے میں دریافت کیا گیا جسے قاضی نے مسجد کی آمدنیوں پر متولی بنایا اور اس کے لئے کچھ معلوم مقدار مقرر کر دی جسے وہ ہر سال لے لیا کرے تو اگر وہ مقدار اجر مثل کی مقدار ہو تو اسے (اسکا) لے لینا حلال ہے [1]	محیط
۱۶	(ا) اگر قاضی (یعنی حاکم مجاز) نے (وقف کی آمدنی سے) مسجد کا خادم مقرر کیا تو (اسکے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر اس (وقف کے) وقف کنندہ نے اپنے وقف میں ایسا کرنا شرط کیا تھا تو جائز ہوگا اور اس خادم کو (اس سے) لینا حلال ہوگا (ب) اور اگر اس (وقف کنندہ) نے (ایسا کرنا) شرط نہ کیا تھا تو (اسے اس سے لینا) جائز نہ ہوگا [2]	سراج وہاج
	(ب) (مسجد کے) متولی کیلئے جائز ہے کہ وہ مسجد میں جھاڑو دینے اور اس قسم کے کاموں کے لئے اجر مثل پر یا اس سے اتنی زائد اجرت پر، جتنا کہ ایسا نقصان معاملات میں (لوگ) کر لیتے ہیں، اسپر مسجد کے لئے خادم لے پس اگر وہ اجرت اس سے بھی زیادہ تھی تو وہ اجارہ اس متولی کے لئے ہوگا اور اس پر لازم ہوگا کہ وہ اپنے مال سے دے اور اگر اس نے وقف کے مال سے دیا تو ضامن ہوگا اور اگر اس اجرت پر کام کرنے والے (خادم) کو یہ معلوم ہو کہ جو اس نے لیا ہے وہ وقف کے مال سے ہے تو وہ (مال) اس کے لئے حلال نہ ہوگا [3]	فتح قدیر
	(ج) مسجد کے متولی کو اس سبب سے حساب رکھنا مشکل ہو گیا کہ وہ ان پڑھ ہے پس اس نے مسجد کے مال سے اجرت پر ایسا آدمی لینا چاہا جو اس کے لئے حساب لکھے تو اسے ایسا کرنا جائز نہ ہوگا [4]	ذخیرہ
	(د) ایک مسجد ایسی ہے کہ اس کی آمدنی کی چیزیں اور اوقاف ہیں اس کے متولی نے یہ ارادہ کیا کہ وہ مسجد کے لئے وقف کی آمدنی سے تیل یا چٹائی یا گھاس یا پکی اینٹیں یا چونا مسجد کے فرش کے لئے یا سنگریزے خریدے تو (اس کے حکم کے متعلق) مشائخ نے کہا ہے کہ (ا) اگر اس کے وقف کنندہ نے متولی مسجد کو ایسا کرنے کی گنجائش دے دی ہو اور (مثلاً) اس نے یوں کہا کہ "تو مسجد کی مصلحت (یعنی بہتری) کیلئے جو مناسب سمجھے کرے" تو اسے جائز ہوگا کہ وہ مسجد (کی بہتری) کے لئے جو چاہے خریدے	

[1] ہوگا اور اگر مؤذن کو معلوم ہو کہ وہ (زیادہ اجرت) جو اس نے لی ہے وقف کے مال سے ہے تو اسے اس کا لینا حلال نہ ہوگا مفہوم ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی حاشیہ عالمگیری عربی ج ۳ ص ۲۹۳، ص ۲۹۴ ـ غبن یعنی بھاؤ میں نقصان پہنچانا تغابن یعنی معاملت میں بعض کو نقصان پہنچانا ـ خرید و فروخت میں دھوکہ دینا، بھول جانا، غلطی کر بیٹھنا، رائے کی کمزوری ..

[2] ماخوذ از المنجد ص ۸۶۶ ـ حکم نمبر ۱۶/۵۵۹ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم) [4] حکم نمبر ۱/۵۵۹ کے حاشیہ میں متولی کا بذریعہ نائب قادر ہونے کے متعلق رد المحتار کا حوالہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات نمبر	الباب الحادی عشر فی المسجد وما یتعلق به - الفصل الثانی فی الوقف علی المسجد وتصرف (القیم وغیره فی مال الوقف علیه)	حوالہ
۵۵۹ -	ا اذا یشتری ماذکرنا وان لم یعرف شرط الواقف فی ذلک ینظر هذا القیم الی من کان قبله فان کانوا یشترون من اوقاف المسجد الدهن والحصیر والحشیش والآجر وما ذکرنا کان للقیم ان یفعل ذلک والا فلا	كذا فی فتاوی قاضیخان
	ولو وقف علی عمارته یصرف علی بنائه وتطیینه دون تزیینه[2] ولو قال علی مصالحه یجوز فی دهنه وبواریه ایضا	كذا فی خزانة المفتین
	لیس للقیم ان یتخذ من الوقف علی عمارة المسجد شرفا[3] من ذلک ولو فعل یکون ضامنا	كذا فی فتاوی قاضیخان
	وفی الفتاوی الصغری المتولی اذا انفق علی قنادیل المسجد من وقف المسجد جاز	كذا فی الخلاصة
	ولو کان الوقف علی عمارة المسجد هل للقیم ان یشتری سلما لیرتقی علی السطح لکنس السطح وتطیینه او یعطی من غلة المسجد اجر من یکنس السطح ویطرح الثلج ویخرج التراب المجتمع من المسجد قال ابو نصرؒ للقیم ان یفعل ما فی ترکه خراب المسجد	كذا فی فتاوی قاضیخان
	ویجوز ان یبنی منارة من غلة وقف المسجد ان احتاج الیها لیکون اسمع للجیران وان کانوا یسمعون الاذان بدون المنارة فلا	كذا فی خزانة المفتین

۱ه حکم نمبر ۱۶ ق / ۵۵۹ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ه چنانچہ فتاوی قاضیخان میں ہے کہ کسی شخص نے مسجد کی عمارت کے لئے کسی چیز کی وصیت کی تو وہ مال کس چیز میں خرچ کیا جائے اسکے متعلق شیخ ابو القاسم رحکا قول ہے کہ وہ اس میں خرچ کیا جائے جس کا تعلق مسجد کی عمارت سے ہے وہ مال تزیین پر خرچ نہ کیا جائیگا مفہوم ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی هامش عالمگیری عربی ج ۳ ص ۲۹۱ حکم نمبر ۱۶ س / ۵۵۹ کا حاشیہ ۵ / ۱۸۲ اور ۱۶ ق / ۵۵۹ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳ه چنانچہ فتاوی قاضیخان میں ہے کہ مسجد کے متولی کیلئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ مسجد کی عمارت پر وقف کی آمدنی سے شرف (یعنی کنگرے) بنائے یا اس سے مسجد میں نقش ونگار بنائے اور اگر اس نے ایسا کیا تو وہ ضامن ہوگا مفہوم ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی هامش عالمگیری عربی ج ۳ ص ۲۹۱ . شرف البیت یعنی گھر کے کنگرے . بنانا المشرف یعنی جھانکنے کی جگہ ماخوذ از المنجد ص ۶۲۱ نیز حکم نمبر ۱۶ س / ۵۵۹ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴ه حکم نمبر ۱۶ ق / ۵۵۹ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵ه حکم نمبر ۱۶ ف / ۵۵۹ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	گیارہواں باب مسجد اور اس سے متعلقہ احکام ۔ دوسری فصل مسجد پر وقف اور اسمیں متولی وغیرہ کے تصرف کے احکام کا بیان	حوالہ
۵۵۹ ۔	(۲) اور اگر وقف کنندہ نے اس کی گنجائش (نہ دی) ہو اور ایکن اس نے مسجد بنانے اور اسکی عمارت کے لئے وقف کیا ہو تو جو چیزیں ہم نے ذکر کیں متولی کے لئے انہیں خریدنا جائز نہیں ہے	
	(۳) اور اگر وقف کنندہ کی شرط معلوم نہ ہو سکے تو وہ متولی اپنے سے پہلے متولیوں کے حال پر نظر کرے پس اگر وہ اس مسجد کے اوقاف سے تیل، چٹائی، گھاس، پکی اینٹیں اور جو ہم نے ذکر کیا وہ ان چیزوں کو خریدتے تھے تو یہ متولی بھی ایسا کرے ورنہ نہیں [۱]	قاضیخان
	(س) (۱) اگر وقف کنندہ نے مسجد کی عمارت پر وقف کیا تو (اسکے اس قول کی بنا پر اس وقف کی آمدنی) اس مسجد کی تعمیر اور اس کی لیپائی پر خرچ کی جائے گی اس کی تزیین پر خرچ نہ کی جائے گی	
	(۲) اگر وقف کنندہ نے مسجد کے مصالح پر وقف کرنا کہا تو (اس کے اس قول کی بنا پر اس وقف کی آمدنی) اس (مسجد کے لئے) تیل اور اس کی چٹائیوں پر (خرچ کرنا) بھی جائز ہوگا [۲]	خزانۃ المفتین
	(س) (مسجد کے) متولی کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ مسجد کی عمارت پر وقف (کی آمدنی) سے منارے (یعنی کنگرے، جھانکنے کی جگہ) بنائے اور اگر اس نے ایسا کیا تو وہ ضامن ہوگا [۳]	قاضیخان
	(ص) الفتاویٰ الصغریٰ میں ہے کہ (مسجد کے) متولی نے جب مسجد کے وقف سے مسجد کی قندیلوں پر خرچ کیا تو جائز ہے [۴]	بزازیہ
	(ط) اگر وقف، عمارة المسجد پر ہو تو کیا (مسجد کے) متولی کے لئے یہ جائز ہوگا کہ وہ اس (وقف کی آمدنی) سے سیڑھی خریدے تاکہ وہ (مسجد کے) چھت پر جھاڑو دینے اور اس کی لیپائی کے لئے چھت پر چڑھے یا وہ اس وقف کی آمدنی سے اس شخص کو اجرت دے جو (مسجد کے) چھت پر جھاڑو دے، برف دور کرے اور جمع شدہ مٹی مسجد سے نکالے تو (اس کے حکم کے متعلق) ابو نصر رح کا قول ہے کہ متولی مسجد کو ہر ایسا کام کرنا جائز ہے جس کے چھوڑ دینے سے مسجد خراب ہو سکتی ہو [۵]	قاضیخان
	(ع) اور (متولی مسجد کے لئے) یہ جائز قرار پاتا ہے کہ وہ مسجد کے وقف کی آمدنی سے (مسجد کا) منارہ بنائے بشرطیکہ اسکی ضرورت ہو تاکہ (مسجد کے) پڑوسیوں کو (اذان کی آواز) زیادہ (یعنی بخوبی) سنائی دے اور اگر وہ (پڑوسی) منارہ کے بغیر بھی اذان (بخوبی) سن سکتے ہوں تو پھر (مسجد کے وقف کی آمدنی سے مسجد کا منارہ بنانا) جائز نہ ہوگا [۶]	خزانۃ المفتین

[۶] اسکے متعلق مزید مندرجہ ذیل حوالہ جات ملاحظہ ہوں ۔ (۱)، فتاویٰ قاضیخان میں ہے کہ کسی شخص نے مسجد کی عمارت کے لئے کسی چیز کی وصیت تو اسکے متعلق شیخ ابو القاسم رح سے دریافت کیا گیا کہ کیا اس مال کو (مسجد کے) منارہ پر خرچ کیا جا سکتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ ایسا کرنا مسجد کی تعمیر سے ہے ۔ (۲) الشیخ ابو بکر البلخی رح سے مسجد پر وقف کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ کیا یہ جائز ہوگا کہ مسجد کی (اس) آمدنی سے (مسجد کا) منارہ بنائیں تو آپ نے فرمایا کہ اگر ایسا کرنا مسجد کی مصلحت سے ہو تاکہ انہیں زیادہ (یعنی بخوبی) سنائی دے تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں اور اگر صورت حال یہ ہو کہ اس مسجد کے پڑوسی منارہ کے بغیر بھی اذان سن سکتے ہیں تو میں ان کے لئے یہ رائے نہیں دیتا کہ وہ ایسا کریں ۔ بمفہوم ماخوذ از فتاویٰ قاضیخان علی هامش عالمگیری عربی ج ۳ ص ۲۹۱ (۳) فتاویٰ بزازیہ میں ہے کہ اسے (یعنی مسجد کے متولی کو) یہ جائز ہے کہ وہ مسجد کے مال سے (مسجد کا) منارہ بنائے اسلئے کہ ایسا کرنا نماز کی طرف بلانے کو عام کرنے کیلئے قرار پاتا ہے ۔ بمفہوم ماخوذ از فتاویٰ البزازیہ علی هامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۲۶۹ ۔ حکم نمبر ۱۶ س ۱۲۰ ق / ۵۵۹ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الحادی عشر، فی المسجد وما یتعلق به ۔ الفصل الثانی الوقف علی المسجد وتصرف	حوالہ
۵۵۹ ۔	مسنّاة بجنبه فارقین[1] بضر بحائط المسجد (القیم وغیرہ فی مال الوقف علیه) ضررا بینا فاراد القیم واهل المسجد ان یتخذ من مال المسجد حصنا یجتنب حائط المسجد لیمتنع الضرر عن المسجد قالوا ان کان الوقف علی مصالح المسجد جاز للقیم ذلک لان هذا من مصالح المسجد وان کان الوقف علی عمارة المسجد لا یجوز لان هذا لیس من عمارة المسجد	کذا فی فتاوی قاضیخان
	والاصح ما قال الامام ظهیر الدین[2] ان الوقف علی عمارة المسجد وعلی مصالح المسجد سواء	کذا فی فتح القدیر
۱۷	متولی المسجد لیس له ان یحمل سراج المسجد الی بیته وله ان یحمله من البیت الی المسجد	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۸	لیس لقیم المسجد ان یشتری جنازة[3] وان ذکر الواقف ان القیم یشتری جنازة	کذا فی السراجیة
۱۹	ولو اشتری القیم بغلة المسجد ثوبا ودفع الی المساکین لا یجوز وعلیه ضمان مانقد من مال الوقف	کذا فی فتاوی قاضیخان

[1] فارقین واللہ اعلم، اسکا ذکر فتاوی عالمگیری بحث نمبر ۵۸ کتاب الشروط فی الاوقاف، میں، سمرقند کی ایک جگہ کی حدود بیان کرنے میں یوں آیا ہے کہ یہ سب جگہ داخلی سمرقند (ایسا مقام ہے جسے باب الجدید کہتے ہیں) اسکے جوانب کی حدوں میں سے ایک حد، شارع سے ملی ہوئی ہے اور اس کی دوسری حد، اس میدان سے، جو خاتون ملکہ بنت طرخان بکنہ سے منسوب ہے اس سے، اور فارقین سے ملی ہوئی ہے[۵۱] اور اسکے حاشیہ عربی میں ہے کہ فارقین ایک نسخہ میں مارقین ہے اور محیط کے موجود نسخہ میں اس طرح ہے ۔ ماخوذ از فتاوی عالمگیری عربی مع حاشیہ بحث ۵۸، کتاب الشروط، فصل $\frac{۲۶}{}$ ج ۶ ص $\frac{۳۷۸}{}$، ص $\frac{۳۷۹}{}$ ۔ اور فارق یعنی جدا کرنے والی چیز، الفرق والفریقہ یعنی بکریوں کا ریوڑ، ماخوذ از المنجد ص $\frac{۹۲۱}{}$ اور المرق یعنی بدبودار اون، ماخوذ از المنجد ص $\frac{۱۲۰۲}{}$ ۔ نیز حکم نمبر $\frac{۱۶ ق}{۵۵۹}$ ملاحظہ ہو (مترجم)

[2] اور یونہی فتاوی خلاصة الفتاوی ج ۴ ص $\frac{۴۲۲}{}$ میں ہے اور الاصح یعنی زیادہ صحیح حکم کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر $\frac{۲ ب}{۴۹۷}$ کے حاشیہ ترتیب الدلائل کی تفصیل کے $\frac{۱}{}$ کے ج کے (۳) کا ۸ اور $\frac{۲ ب}{۴۹۷}$ کے حاشیہ ترتیب الدلائل کی تفصیل کے $\frac{۱}{}$ کے ج کا ۴ تا ۶ نیز حکم نمبر $\frac{۱}{۵۵۸}$، $\frac{۱۲،۱}{۵۵۹}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

[3] جیساکہ فتاوی بزازیہ علی هامش عالمگیری عربی ج ۶ ص $\frac{۲۷۰}{}$ میں ہے، حکم نمبر $\frac{۴۰}{۵۵۸}$، $\frac{۱۳}{۵۵۹}$، $\frac{۲۲،۲۱}{۱۸۲}$ نیز $\frac{۴۱}{۵۵۸}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

[4] جیساکہ فتاوی قاضیخان میں ہے اور لکھا ہے کہ اسلئے کہ مسجد کی آمدنی، مسجد کے مصالح پر وقف ہوتی ہے اور جنازہ (یعنی میت اٹھانے کے لئے چارپائی) کا خریدنا مسجد کے مصالح سے نہیں ہے یہ مفہوم ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی هامش عالمگیری عربی ج ۳ ص $\frac{۲۹۷}{}$ اور جیساکہ

دفعات شق نمبر	گیارہواں باب، مسجد اور اس سے متعلقہ احکام - دوسری فصل، مسجد پر وقف اور اسمیں متولی وغیرہ کے تصرف کے احکام کا بیان	حوالہ
۵۵۹ -	(ف)، ایک مسجد ایسی ہے کہ اسکے پہلو میں فارقین (یعنی بکریوں کے ریوڑ یا اون کی جگہ) ہے جس سے مسجد کی دیوار کو واضح ضرر پہنچتا ہے پس متولی مسجد اور اہل مسجد نے ارادہ کیا کہ وہ مسجد کے مال سے مسجد کی دیوار کے پہلو میں حفاظتی پناہ بنا دیں تاکہ اس کے ذریعہ مسجد سے ضرر دور رہے تو (اس کے حکم کے متعلق)، مشائخ رح نے کہا ہے کہ اگر وقف، مصالح مسجد پر ہے تو متولی مسجد کے لئے ایسا کرنا جائز ہے اس لئے کہ ایسا کرنا مصالحِ مسجد سے ہے اور اگر وہ وقف عمارۃ المسجد پر ہے تو اسے (ایسا کرنا)، جائز نہ ہوگا اس لئے کہ ایسا کرنا عمارۃ المسجد سے نہیں ہے ؎۱	قاضیخان
	(ق)، اور (مذکورہ احکام میں)، زیادہ صحیح حکم یہ ہے جو الامام ظہیر الدین رح کا قول ہے کہ مسجد کی عمارت پر وقف اور مسجد کے مصالح پر وقف (از روئے حکم)، برابر ہیں ؎۲	فتح قدیر
۱۷	مسجد کے متولی کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ مسجد کا (جلتا) چراغ اپنے گھر اٹھا لائے اور اسے یہ جائز ہے کہ وہ اسے (یعنی مسجد کے چراغ کو جلاکر) گھر سے مسجد اٹھا لائے ؎۳	قاضیخان
۱۸	مسجد کے متولی کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ (مسجد کے وقف کے مال سے) جنازہ (یعنی میت اٹھانے کیلئے چارپائی)، خریدے اگرچہ (مسجد کیلئے)، وقف کنندہ نے یہ ذکر کیا ہو کہ مسجد کا متولی جنازہ خریدے	سراجیہ
۱۹	اگر مسجد کے متولی نے مسجد (کے وقف)، کی آمدنی سے کپڑا خریدا اور مسکینوں کو دے دیا تو ایسا کرنا جائز نہ ہوگا اور اس پر اس کے بقدر ضمان لازم ہوگی جو اس نے وقف کے مال سے نقد قیمت ادا کی ؎۵	قاضیخان

خلاصۃ الفتاوی ج ۴ صـ ۴۲۲ میں ہے اور جیساکہ فتاوی بزازیہ میں ہے اور لکھا ہے کہ اگر اس نے (یعنی متولی نے مسجد کے وقف کی آمدنی سے یہ) خرچ کیا تو وہ ضامن ہوگا۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ صـ ۲۲۹۔ نیز حکم نمبر ۳۸/۵۵۸ ملاحظہ ہو (مترجم)

؎۵ چنانچہ فتاوی قاضیخان میں مزید لکھا ہے کہ اس لئے کہ اس کپڑے کی خریداری اس متولی کے لئے قرار پائی ہے۔ پس وقف کے مال سے (اس کے لئے) نقد قیمت دینے والا ایسا ہی قرار پائے گا گویا کہ اس نے وہ کپڑا اپنے لئے خریدا پس وہ ضامن ہوگا۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیری عربی ج ۳ صـ ۲۹۷۔ حکم نمبر ۲۶،۱/۵۵۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الحادی عشر فی المسجد وما یتعلق به ـ الفصل الثانی الوقف علی المسجد وتصرف	حوالہ
۵۵۹-۲۰	القیم اذا اشتری من غلة المسجد حانوتا (القیم وغیرہ فی مال الوقف علیه) او دارا ان یستغل ویباع عند الحاجة جاز ان کان له ولایة الشراء واذ اجاز له ان یبیعه	کذا فی السراجیة
۲۱	قیم المسجد لا یجوز له ان یبنی حوانیت فی حد المسجد او فی فنائه لان المسجد اذا جعل حانوتا ومسکنا تسقط حرمته وهذا لا یجوز والفناء تبع المسجد فیکون حکمه حکم المسجد	کذا فی محیط السرخسی
۲۲	متولی المسجد اذا اشتری بالغلة التی اجتمعت عنده من الوقف منزلا ودفع المنزل الی المؤذن یسکن فیه ان علم المؤذن ذلک کره ان یسکن ذلک المنزل لان هذا المنزل من مستغلات الوقف ویکره للامام والمؤذن ان یسکن فی ذلک المنزل	کذا فی فتاوی قاضیخان
	واذا اراد ان یصرف شیئاً من ذلک الی امام المسجد او الی مؤذن المسجد فلیس له ذلک الا ان کان الواقف شرط ذلک فی الوقف	کذا فی الذخیرة
	ولو شرط الواقف فی الوقف الصرف الی امام المسجد وبین قدره یصرف الیه ان کان فقیرا وان کان غنیا لا یحل وکذا الوقف علی الفقهاء والمؤذنین ـه[1]	کذا فی الخلاصة

[1] چنانچہ فتاوی قاضیخان میں ہے کہ مسجد کے، متولی نے (مسجد کے) وقف کی آمدنی سے دکان یا گھر یا کرایہ پر چڑھانے کی کوئی چیز خریدی تو جائز قرار پاتا ہے اس لئے کہ ایسا کرنا مصالح مسجد سے ہے پھر جب متولی نے جو خریدا تھا اسے بیع کر دینے کا ارادہ کیا تو اس کے حکم میں مشائخ کا اختلاف ہے بعض کا قول یہ ہے کہ وہ بیع جائز نہیں قرار پاتی اس لئے کہ وہ (بھی) اوقاف مسجد سے قرار پا گیا اور بعض کا قول یہ ہے کہ مذکورہ بیع جائز ہے اور یہی حکم صحیح ہے اس لئے کہ خریدنے والے نے شرائط وقف سے کوئی چیز ذکر نہیں کی پس جو اس نے خریدا وہ منجملہ اوقاف مسجد سے نہ قرار پائے گا۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی هامش عالمگیری عربی ج ۳ ص ۲۹۷ اور خلاصة الفتاوی میں ہے کہ مسجد کے وقف کی آمدنی سے مسجد کی آمدنی کے لئے دکان یا گھر خریدا جا سکتا ہے

دفعات و شق نمبر	گیارہواں باب، مسجد اور اس سے متعلقہ احکام ـ دوسری فصل، مسجد پر وقف اور اس میں متولی وغیرہ کے تصرف کے احکام کا بیان	حوالہ
۵۵۹-۲۰	(مسجد کے) متولی نے جب مسجد (کے وقف) کی آمدنی سے دکان یا مکان خریدا تاکہ (اسے) کرایہ پر چڑھائے اور ضرورت کے وقت فروخت کر دے تو (اسے ایسا کرنا جائز ہے) بشرطیکہ اسے خریدنے کا اختیار حاصل ہو اور (جب یہ جائز ہوا تو) پھر اسے جائز ہوگا کہ وہ اسے فروخت کر دے [۱]	سراجیہ
۲۱	مسجد کے متولی کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ مسجد کی حد میں یا اس کی فناء (یعنی اس کے صحن میں) دکانیں بنا دے اس لئے کہ جب مسجد کو دکان یا رہائش گاہ بنا دیا گیا تو اس کی حرمت ساقط ہو جاتی ہے اور یہ جائز نہیں ہے اور مسجد کا صحن مسجد کا تابع ہے پس اس کا حکم وہی ہے جو مسجد کا حکم ہے [۲]	محیط سرخسی
۲۲	(ا) مسجد کے متولی نے جب وقف کی آمدنی (یعنی مستغلات المسجد) سے جو اس کے پاس جمع ہوگئی تھی اس سے ایک منزل (یعنی مقام نزول، مکان) خرید کر (اس مسجد کے) مؤذن کے حوالہ کی تاکہ وہ اس میں رہائش رکھے تو اگر مؤذن کو اس کے متعلق علم ہو (یعنی اسے یہ معلوم ہو کہ وہ منزل مستغلات الوقف سے خریدی گئی ہے) تو اسے اس منزل میں رہائش رکھنا مکروہ ہے اس لئے کہ وہ منزل [۳] مستغلات الوقف سے (خرید کردہ) ہے اور امام (مسجد) اور مؤذن کیلئے مکروہ ہے کہ وہ اس منزل میں بغیر کرایہ) رہائش رکھے	قاضیخان
	(ب) اور جب (مسجد کے) متولی نے یہ ارادہ کیا کہ وہ اس سے (یعنی مستغلات الوقف علی المسجد سے خصوصی طور پر) کچھ آمدنی اس مسجد کے امام یا مسجد کے مؤذن پر خرچ کرے تو اسے ایسا کرنا جائز نہیں ہے لیکن اگر اس (وقف کے) وقف کنندہ نے اس وقف (کی آمدنی) میں ایسا کرنا شرط کر دیا تھا تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر اس آمدنی سے امام مسجد اور مؤذن پر خرچ کرنا جائز ہوگا	ذخیرہ
	(ج) اگر (مسجد پر) وقف کنندہ نے اس وقف میں یہ شرط کی کہ (اس کی آمدنی سے) امام مسجد پر خرچ کیا جائے اور اس نے اس کی مقدار بیان کر دی تو وہ مقدار اس (امام مسجد) پر خرچ کی جائے گی۔ بشرطیکہ وہ فقیر ہو (یعنی غنی نہ ہو) اور اگر وہ غنی ہو تو (اس کے لئے) حلال نہ ہوگا اسی طرح یہی حکم فقہاء رح اور مؤذنین پر وقف کا ہے [۵]	خلاصہ

اور (وقف کے مال سے خرید کردہ) وقف شدہ گھر سے ملحق نہیں قرار پاتا یہی حکم مختار ہے۔ مفہوم ماخوذ از خلاصۃ الفتاویٰ ج ۴ ص ۴۲۳۔ حکم نمبر $\frac{۱۶،۲۹ ق}{۵۵۹}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [۲] الفناء یعنی گھر کے سامنے کا میدان، صحن۔ ماخوذ از المنجد ص ۹۴۷ ـ گویا یہ لفظ دو معنوں میں مستعمل ہے اگر فناء المسجد یعنی مسجد کے سامنے مسجد کے مفاد کی جگہ مراد ہو تو اس کے متعلق حکم نمبر $\frac{۱۷}{۱۰۸۳}$ میں جواز ملاحظہ ہو اور اگر فناء المسجد یعنی مسجد کا صحن مراد ہو تو اس کے متعلق حکم نمبر $\frac{۲۱}{۵۵۹}$ میں عدم جواز ملاحظہ ہو۔ نیز حکم نمبر $\frac{۱۳،۳}{۵۵۸}$ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم) [۳] حکم نمبر $\frac{۲۲ ا}{۵۵۹}$ میں مندرجہ حکم کے مفہوم کی وضاحت کیلئے مندرجہ ذیل حوالہ جات ملاحظہ ہوں ـ (۱) فتاوی عالمگیری میں بحوالہ الغرائب لکھا ہے کہ مؤذن کے لئے جائز ہے کہ وہ اس مکان میں (بغیر کرایہ) رہائش رکھے جو مسجد پر وقف ہے

(بقیہ حاشیہ ص ۱۱۸ پر)

(بقیہ حاشیہ از صـ۱۱۷) (جیسا کہ حکم نمبر ۱۴/۱۰۸۳ میں ہے) مفہوم ماخوذ از فتاوی عالمگیری عربی ج ۵ صـ۳۲۰
(۲) فتاوی عالمگیری مترجم حامل المتن حکم نمبر ۲۲ و/۵۵۹ میں ہے کہ مسجد پر مستغلات الوقف سے خرید کردہ مکان میں مؤذن اور امام (مسجد) کو رہائش رکھنا مکروہ ہے نیز اس حکم کے ماخذ فتاوی قاضیخان میں مزید لکھا ہے کہ اسلئے کہ وہ مکان مستغلات مسجد سے ہے پس یہ مسئلہ اسپر دلیل ہے کہ متولی مسجد نے جب مستغلات المسجد سے مؤذن یا امام (مسجد) کو دیا تو متولی کو ایسا کرنا جائز نہ ہوگا اور امام (مسجد) اور مؤذن کیلئے مکروہ ہوگا کہ وہ اس میں (بغیر کرایہ) رہائش رکھیں۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیری عربی ج ۳ صـ۲۹۴ وھکذا فی خلاصۃ الفتاوی ج ۴ صـ۴۲۳
ان حوالہ جات سے بظاہر یہ احکام اخذ ہوتے ہیں کہ مسجد پر عام وقف جو قیدِ استغلال سے مقید نہ ہو یعنی اس وقف کے وقف کنندہ نے اس مسجد پر وہ وقف محض مسجد کی آمدنی کیلئے نہ کیا ہو بلکہ مسجد کے مصالح کیلئے کیا ہو تو اس مکان میں مؤذن (یا امام مسجد) کی (بغیر کرایہ) رہائش کیلئے حکم جواز کا ہے اور مسجد پر وہ خاص وقف جو بطور مستغل ہو یعنی اسکے وقف کنندہ نے اس مسجد پر وہ وقف محض مسجد کی آمدنی کیلئے کیا ہو تو اس مکان میں مؤذن یا امام (مسجد) کی (بغیر کرایہ) رہائش کیلئے حکم کراہت کا ہے۔ نیز اس آمدنی سے خرید کردہ مکان بایں قول کہ وہ بھی مستغل قرار پاتا ہے اس میں بھی مذکورہ رہائش کا حکم یوں ہی ہے، تاکہ وقف کنندہ نے وہ وقف جس جہت کیلئے کیا ہے وہ ملحوظ رہے۔ حکم نمبر ۱/۵۵۸ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

۴ـہ فتاوی عالمگیری مطبوعہ مطبع الامیریہ مصریہ میں خلاصۃ الفتاوی سے ماخوذ یہ عبارت یوں درج تھی "الفقھاء المؤذنین" (یعنی اذان کہنے والے فقہاء) اور اس عبارت کے اصل ماخذ خلاصۃ الفتاوی میں یہ عبارت یوں درج ہے "الفقھاء والمؤذنین" (یعنی فقہاء اور مؤذنین) جیسا کہ خلاصۃ الفتاوی مکتبہ حبیبیہ کانسی روڈ کوئٹہ ج ۴ صـ۴۲۶ میں ہے۔ اور چونکہ اصل ماخذ خلاصۃ الفتاوی کی عبارت واضح ہے لہذا وہی درج ہے (مترجم)

۵ـہ حکم نمبر ۲۲ ب، ج/۵۵۹ میں مندرجہ احکام کے مفہوم کی وضاحت کیلئے مندرجہ ذیل حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔ (۱) فتاوی عالمگیری میں بحوالہ الحاوی لکھا ہے کہ وقف کی آمدنی صرف کرنے کی ابتدا اس کی عمارت سے ہوگی خواہ وقف کنندہ نے اسے شرط کیا یا نہ پھر اسپر جو اقرب الی العمارۃ اور اعم للمصلحۃ ہے مثلاً مسجد کیلئے امام اور مدرسہ کیلئے مدرس، ان پر انکے لئے کفایت کے بقدر صرف ہوگی پھر اسکے چراغ اور چٹائی پر اسی طرح آخر مصالح تک، یہ حکم اس صورت میں ہے کہ وقف (کسی شئی پر) معین نہ ہو اور اگر وہ وقف کسی شئی پر معین ہو تو وہ آمدنی، عمارت کی تعمیر کے بعد، اس معین شئی پر صرف ہوگی یونہی الحاوی القدسی میں ہے اور اگر وقف کنندہ نے یہ کہا کہ اس وقف کی آمدنی ایک یا دو سال تک فلاں کیلئے پھر فقراء کیلئے اور اس کی آمدنی سے عمارت کو (بھی) شرط کیا تو اس (معین) صورت میں آمدنی (لینے) والے کے حق سے عمارت کو مؤخر کیا جائے گا سوائے اسکے عمارت پر تاخیر کرنے سے وقف پر واضح ضرر پہنچے تو پھر اس وقف کی آمدنی صرف کرنے کی ابتداء اس (وقف کی) عمارت سے ہوگی یہ الحاوی میں ہے۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی عالمگیری عربی بحث ۱۹، کتاب الوقف، باب ۳ فی المصارف، ج ۲ صـ۳۶۸ (۲) الاشباہ میں ہے کہ وقف کی آمدنی صرف کرنے کی ابتداء، اسکی عمارت سے ہوگی وقف کنندہ نے اسے شرط کیا یا نہ پھر اسپر جو اقرب الی العمارۃ اور اعم للمصلحۃ ہے مثلاً مسجد کا امام اور مدرسہ کا مدرس الخ۔ ماخوذ از الاشباہ صـ۳۱۲
(۳) درمختار میں ہے کہ وقف کی آمدنی صرف کرنیکی ابتداء اسکی عمارت سے ہوگی پھر اسپر جو اقرب لعمارتہ ہے جیسا کہ مسجد کا امام اور مدرسہ کا مدرس، انہیں بقدر کفایت دیا جائیگا پھر اسکے، چراغ اور چٹائی پر، اسیطرح آخر مصالح تک الخ۔ اور (درمختار کی اس عبارت کی ذیل میں) رد المحتار میں ہے کہ اقرب لعمارتہ یعنی جو عمارت معنویہ ہے اور لکھا ہے کہ حاصل یہ ہے کہ قریب من العمارۃ، باقی مستحقین پر مقدم ہونے میں، عمارت سے ملحق ہے اور اگر وقف کنندہ نے وقف کی آمدنی سب مستحقین پر حسب حصہ تقسیم کرنا شرط کیا یا اس نے ہر ایک کیلئے مقدار مقرر کی اور جو مقدار اس نے امام مسجد وغیرہ کیلئے مقرر کی وہ اسے کفایت نہیں کرتی تو اسے بقدر کفایت دیا جائیگا تاکہ مسجد میں تعطل لازم نہ آئے پس سب سے پہلے عمارت ضروریہ مقدم ہوگی پھر مصالح اور شعائر میں سے الاھم فالاھم کیلئے اس قدر کہ اسکا حال قائم رہے پھر اگر کچھ بچ جائے تو بقیہ مستحقین کو دیا جائیگا اسلئے کہ اسمیں شک نہیں کہ وقف کنندہ کی

۵۵۹ - (بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۸)

مراد اسکی مسجد اور اسکے مدرسہ کے حال کا انتظام ہوتا ہے نہ کہ محض اہل وقف کا نفع اٹھانا الخ۔ نیز لکھا ہے کہ اقرب الی العمارۃ مثلاً امام اور اسکی مانند پر صرف کرنا اس صورت میں ہے کہ جب مسجد اور مدرسہ کی مانند معلوم جماعت پر وہ وقف معین نہ ہو اور اگر معین ہو مثلاً ایک گھر، ذریت پر یا فقراء پر وقف شدہ ہے تو اس وقف کی آمدنی، وقف کی عمارت سے ابتدا کرنے کے بعد، اسپر صرف کی جائیگی جسے وقف کنندہ نے معین کیا اور اسمیں کسی کو کسی پر تقدیم نہ ہوگی نیز وقف کی آمدنی، وقف کی عمارت سے ابتدا کرنے کے متعلق لکھا ہے کہ اگر وقف کنندہ نے اسمیں اضافہ کو شرط نہیں کیا تو (کم از کم)، وہ حسبِ حال تو باقی رہے جیساکہ الزاہدی وغیرہ میں ہے اور وقف درخت کے لئے فصیل اور وقف زمین کی اصلاح پر حسب ضرورت (اسکی آمدنی سے) خرچ کیا جاسکے گا۔ جیساکہ المحیط میں ہے۔ مفہوم فی الجملہ ملخصاً ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص ۴۱۲، ص ۴۱۳

(۴) فتاوی قاضیخان میں ہے کہ کسی شخص نے کوئی جائیداد وقف کی اور وقف کنندہ نے یہ شرط کی کہ اسکا متولی اسکی آمدنی سے جسے چاہے دے تو یہ وقف جائز قرار پاتا ہے اور اسکے متولی کیلئے جائز ہے کہ وہ (اس سے) غنی لوگوں کو اور فقراء کو دے۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ہامش عالمگیری ج ۳ ص ۳۰۱

(۵) البحرالرائق میں ہے کہ صدقہ جسطرح فقراء پر ہوتا ہے، اغنیاء پر بھی ہوتا ہے اگرچہ غنی شخص پر صدقہ، بعض کے ہاں ہبہ سے مجاز ہے اور الذخیرہ میں اسکی تصریح ہے کہ غنی پر صدقہ قربت (یعنی ثواب) کی ایک نوع ہے جو فقیر پر صدقہ کی قربت سے کم ہے۔ مفہوم ماخوذ از البحرالرائق ج ۵ ص ۱۸۷، ص ۱۸۸۔ (۶) فتاوی عالمگیری میں ہے کہ ان مسائل کی جنس میں جب کوئی مصرف ایسا ذکر کیا جائے جسمیں فقراء اور ضرورتمند ہونے کا واضح ذکر ہو تو خواہ وہ معلوم ومحصور یعنی شمار یافتہ ہوں یا نہ ہوں وہ وقف صحیح قرار پاتا ہے اور جب کوئی مصرف ایسا ذکر کیا جائے جسمیں غنی اور فقیر برابر ہوں تو اگر وہ معلوم ومحصور ہوں تو وہ وقف انکے اعیان کے اعتبار سے صحیح قرار پاتا ہے اور آپکی مراد یہ ہے کہ ان کی طرف سے تملیک کے طور پر صحیح قرار پاتا ہے اور (جب مصرف ایسا ذکر کیا جائے جس میں غنی اور فقیر برابر ہوں تو) اگر وہ غیر معلوم اور غیر محصور ہوں تو وہ وقف باطل قرار پاتا ہے آپنے فرمایا کہ لیکن اگر وہ وقف کنندہ کوئی ایسا لفظ کہے جو حقیقتِ لفظ کے اعتبار سے تو نہیں البتہ لوگوں کے استعمال کے اعتبار سے حاجت اور احتیاج پر دلالت کرتا ہو جیساکہ یتامیٰ کا لفظ تو اس صورت میں اگر وہ معلوم ومحصور ہوں تو ان میں اغنیاء اور فقراء برابر ہوں گے (اور وہ وقف صحیح قرار پائے گا) اور اگر وہ غیر معلوم وغیر محصور ہوں تو (بھی)، وہ وقف صحیح قرار پائے گا البتہ وہ انکے فقراء پر صرف کیا جائیگا انکے اغنیاء پر صرف نہ ہوگا۔ یہ ظہیریہ میں ہے۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی عالمگیری عربی بحث ۱۴ کتاب الوقف، باب ۱۳ فی المصارف، فصل ۱ عنوان جو وقف کا مصرف ہے اور اسپر وقف صحیح قرار پاتا ہے اور جو ایسا نہیں، ج ۲ ص ۳۷۔ ان حوالہ جات بظاہر یہ احکام اخذ ہوتے ہیں کہ عام وقف کی آمدنی کے مصارف میں مبینہ ترتیب کے بموجب امام مسجد، مدرس (اور اسکی مانند) شامل ہیں اور انہیں بقدر کفایت مل سکتا ہے اور اس میں وقف کنندہ کا شرط کرنا ضروری نہیں۔ اور مذکورہ مستحقین کو بطور زائد عطا یا دینے کا جواز، وقف کنندہ کی شرط پر ہے نیز اگر وقف کنندہ نے وہ وقف کسی معین شی پر وقف کیا تو اسکی آمدنی، وقف کی عمارت کے بعد، حسب تعین ہی صرف ہوگی۔ نیز اگر وقف کنندہ نے اس وقف کی آمدنی، امام مسجد، فقہاء، موذنین، عمیان اور زمنیٰ (یعنی اپاہج)، وغیرہ جنمیں اغنیاء اور فقراء مخلوط ہوتے ہیں ان پر صرف کرنا شرط کیا تو اس وقف کے صحیح قرار پانے اور مستحق قرار پانے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر وہ لوگ معلوم ومحصور ہوں تو وہ وقف صحیح قرار پائیگا اور اسمیں اغنیاء اور فقراء برابر ہونگے اور اگر وہ غیر معلوم وغیر محصور ہوں تو وقف باطل قرار پاتا ہے لیکن اگر وقف کنندہ کی طرف سے کوئی التزاماً، حاجت واحتیاج کی دلیل قرار پائے مثلاً یتامیٰ کا لفظ تو وہ وقف صحیح قرار پاتا ہے البتہ اسکے مستحق ان میں سے صرف فقراء ہونگے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ حکم نمبر $\frac{۳}{۵۵۸}$، $\frac{۱ تا ۱۲، ۱۶، ۱۹، ۲۲، ۲۶}{۵۵۹}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں۔ اور فقیر کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر $\frac{۱}{۲۵۳}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الحادی عشر فی المسجد وما یتعلق بہ ۔ الفصل الثانی فی الوقف علی المسجد وتصرف (القیم وغیرہ فی مال الوقف علیہ)	حـــوالـــہ
۵۵۹-۲۳	اھل المسجد لو باعوا غلة المسجد او نقض المسجد بغیر اذن القاضی الاصح انہ لا یجوز	کذا فی السراجیة
۲۴	مسجد انکسر حائطہ من ماء بجنب المسجد فی الشارع وھو ماء الشفة او انکسر ضفتہ ھل یصرف من غلة المسجد الی عمارة النھر ومرمتہ قال الفقیہ ابوجعفر رح ان کان ما یصرف الی عمارة النھر ومرمتہ لا یزید علی عمارة القائم فیہ جاز ولاھل المسجد ان یمنعوا اھل النھر من الانتفاع بالنھر ومرمتہ حتی یعطوھم قیمة العمارة فیصرف ذلک الی عمارة المسجد وان شاء اھل المسجد تقدموا الی اھل النھر باصلاح النھر فان لم یصلحوا حتی انھدم حائط المسجد وانکسر ضمنوا قیمة ما انھدم	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۵	وذکر الشیخ الامام الاجل شمس الائمة الحلوانی رح فی نفقاتہ عن مشائخ رح بلخ ان المسجد اذا کانت لہ اوقاف ولم یکن لھا متول فقام واحد من اھل المحلة فی جمیع الاوقاف وانفق علی المسجد فیما یحتاج الیہ من الحصیر والحشیش ونحو ذلک لا ضمان علیہ فیما فعل استحسانا فیما بینہ وبین اللہ تعالیٰ فاما اذا اخبر الحاکم بذلک واقر بہ عندہ ضمنہ الحاکم	کذا فی الذخیرة
۲۶	الفاضل من وقف المسجد ھل یصرف الی الفقراء قیل لا یصرف وانہ صحیح ولکن یشتری بہ مستغلا للمسجد	کذا فی المحیط
۲۷	سئل القاضی الامام شمس الاسلام محمود الاوزجندی رح عن اھل المسجد تصرفوا فی اوقاف المسجد یعنی آجر والمستغل ولہ متول قال لا یصح تصرفھم ولکن الحاکم یمضی ما فیہ مصلحة المسجد قیل ھل یفرق الحال بین ان یکون المتصرف واحدا او اثنین قال لابد ان یکون المتصرف من اھل الاماثل رئیس المحلة ومتصرفھا	کذا فی الذخیرة

۱ حکم نمبر ۱۲/۵۵۸ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ چنانچہ فتاوی قاضیخان میں مزید لکھا ہے کہ "ضمنوا مرمة ما ھدم" یعنی وہ اہل نہر اس (مسجد) کی دیوار سے جو گرا اسکی مرمت کی ضمان دیں گے، مفہوم ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیری عربی ج ۳ صـ ۲۹۳ ۔ اور شفة تا شیٔ یعنی جانب، کنارہ۔ ماخوذ از المنجد صـ ۴۳۶ اور الضفة یعنی نہر کا کنارہ، ساحل، ماخوذ از المنجد صـ ۲۷ ۔ اسکی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۱۵۹ تا ۱۶۴/۱۸۱۰ اور تقدم کے مفہوم کے متعلق ۱۰۰ تا ۱۰۸/۱۸۱ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳ حکم نمبر ۱۲/۵۵۸ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴ حکم نمبر ۱، ۱۹، ۲۲/۵۵۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵ الاماثل یعنی

دفعات وشق نمبر	گیارہواں باب مسجد اور اس سے متعلقہ احکام۔ دوسری فصل، مسجد پر وقف اور اسمیں متولی وغیرہ کے تصرف کے احکام کا بیان	حوالہ
۵۵۹-۲۳	اہل مسجد نے اگر اس مسجد (کے وقف) کے غلہ کو یا اس مسجد کے ملبہ کو قاضی (یعنی حاکم مجاز) کی اجازت کے بغیر فروخت کیا تو زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ ایسا کرنا جائز نہ ہوگا [1]	سراجیہ
۲۴	(د) ایک مسجد ایسی ہے کہ اس کی دیوار، اس پانی سے ٹوٹ گئی جو (پانی) مسجد کے پہلو میں راستہ میں ہے اور وہ پانی الشفۃ (یعنی کنارے کی تری) کا پانی ہے یا اس کا الضفۃ (یعنی مثلاً نہر کا کنارہ) ٹوٹ جانے کی وجہ سے ہے تو کیا مسجد (کے لئے وقف) کی آمدنی سے اس نہر کی تعمیر اور اس کی مرمت پر صرف کرنا جائز ہوگا اس (کے حکم) کے متعلق فقیہ ابوجعفر رح کا قول ہے کہ اگر صورت حال یہ ہو کہ اس نہر کی تعمیر اور اسکی مرمت کا خرچ اس (مسجد) میں تمام عمارت (کی البتہ) زیادہ نہیں بنتا ہے تو جائز ہے اور اہل مسجد کو جائز ہوگا کہ وہ اہل نہر کو اس نہر سے فائدہ حاصل کرنے اور اس نہر کی مرمت کرنے سے روک دیں حتی کہ وہ اہل مسجد کو اس (نہر) کی تعمیر (اور مرمت) کی قیمت دیں پس وہ (قیمت) عمارۃ المسجد کی طرف صرف کی جائے گی۔ اور اگر اہل مسجد چاہیں تو اہل نہر کو اس نہر کی اصلاح کے لئے تقدم (یعنی پیشگی کہنا) کردیں پھر اگر اہل نہر نے اس (نہر) کی اصلاح نہ کی حتی کہ مسجد کی دیوار گر گئی اور ٹوٹ گئی تو جو کچھ گرا ہے وہ (اہل نہر) اس کی قیمت کے ضامن ہوں گے [2]	قاضیخان
۲۵	(د) اور الشیخ الامام الاجل شمس الائمہ الحلوانی رح نے اپنے نفقات میں مشائخ رح بلخ سے ذکر کیا ہے کہ جب کسی مسجد کے اوقاف تھے ان کا کوئی متولی نہ تھا پس محلہ والوں سے ایک شخص ان سب اوقاف (کی نگرانی) کے لئے کھڑا ہوگیا اور اس نے مسجد کی ضروریات مثلاً چٹائی، گھاس وغیرہ پر خرچ کیا تو جو کچھ اس نے کیا اس میں از روئے استحسان فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ اس پر کوئی ضمان لازم نہیں (ب) اور اگر حاکم (مجاز) کو اس کے اس فعل کی خبر کی گئی اور اس شخص نے اس کے ہاں اس کا اقرار کیا تو حاکم (مجاز) اس سے اسکی ضمان لے سکتا ہے [3]	ذخیرہ
۲۶	مسجد پر وقف کی آمدنی سے جو (مال) بچ جائے تو کیا وہ فقراء پر خرچ کیا جا سکتا ہے؟ اس کے متعلق بعض (مشائخ رح) کا قول یہ ہے کہ (وہ مال ان پر) خرچ نہ کیا جائے اور یہ حکم صحیح ہے لیکن اس مال سے مسجد کے لئے آمدنی کی چیز خریدی جا سکے گی [4]	محیط
۲۷	القاضی الامام شمس الاسلام محمود الاوزجندی رح سے دریافت کیا گیا ایک مسجد والوں نے اس مسجد کے اوقاف میں تصرف کیا یعنی قابل کرایہ وقف کو کرایہ پر دے دیا حالانکہ اس (مسجد) کا متولی (موجود) ہے تو (اس کے حکم کے متعلق، آپ نے فرمایا کہ (اس صورت میں) ان لوگوں کا وہ تصرف صحیح نہیں قرار پاتا لیکن حاکم (مجاز اس میں) اس امر کو نافذ کرے گا جس میں مسجد کی مصلحت ہے (ب) آپ سے کہا گیا کہ کیا اس سے صورت حال (کے حکم) میں فرق پڑے گا کہ تصرف کنندہ ایک ہو یا دو ہوں تو آپ نے فرمایا کہ ضروری ہے کہ تصرف کنندہ افضل لوگوں سے، محلہ کا سردار اور اسکا متصرف ہو [5]	ذخیرہ

[5] افضل اور اسکی جمع اماثل ہے۔ ماخوذ از المنجد ص۱۱۸۴ - حکم نمبر ۱۲/۵۵۸ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعہ رشتہ نمبر	الباب الحادی عشر فی المسجد وما یتعلق بہ ـ الفصل الثانی الوقف علی المسجد وتصرف	حـــوالـــہ
۵۵۹-۲۸	و فی الفتاوی النسفیۃ سئل عن اھل المحلۃ باعوا (القیم وغیرہ فی مال الوقف علیہ) وقف المسجد لاجل عمارۃ المسجد قال لا یجوز بامر القاضی وغیرہ	کذا فی الذخیرۃ
۲۹	و فی فوائد النجم الدین النسفی رح اھل المسجد اشتروا عقارا بغلۃ المسجد ثم باعوا العمارۃ اختلف المشائخ رح فی جواز بیعھم والصحیح انہ یجوز	کذا فی الغیاثیۃ
۳۰	ولو ان قوما بنوا مسجدا و فضل من خشبھم شئ قالوا یصرف الفاضل فی بنائہ ولا یصرف الی الدھن والحصیر ھذا اذا سلموہ الی المتولی لیبنی بہ المسجد والا یکون الفاضل لھم یصنعون بہ ما شاؤا	کذا فی البحر الرائق ناقلا عن الاسعاف
۳۱	ارض وقف علی مسجد صارت بحال لا تزرع فجعلھا رجل حوضا للعامۃ لا یجوز للمسلمین انتفاع بماء ذلک الحوض	کذا فی القنیۃ

۱ـ وقف کے لزوم کے بعد اسکی بیع نہ ہو سکنے کے متعلق حکم نمبر $\frac{۱}{۵۵۸}$ کا حاشیہ ملاحظہ ہو نیز اس کی نظیر کے متعلق حکم نمبر $\frac{۲۱}{۵۵۸}$ ، $\frac{۳۱}{۵۵۹}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

۲ـ عقار کے مفہوم کے متعلق $\frac{۶}{۵۵۹}$ کے حاشیہ میں رد المحتار کا حوالہ ملاحظہ ہو۔ نیز حکم نمبر $\frac{۲۰}{۵۵۹}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

۳ـ جیسا کہ البحر الرائق ج ۵ صـ ۲۵۰ میں ہے (مترجم) ۴ـ اس صورت اور اسکی نظیر کے متعلق مندرجہ ذیل حوالہ جات ملاحظہ ہوں

(۱) خلاصۃ الفتاوی میں ہے کہ جب وقف کنندہ نے اصل وقف میں یہ شرط کیا کہ وہ جب چاہے اسے دوسری زمین سے تبدیل کرے گا۔ اور وہ دوسری زمین، پہلی زمین کی جگہ وقف ہو گی اور لکھا ہے کہ اس طرح اگر اس نے یہ شرط کیا کہ وہ اس اصل وقف کو فروخت کرکے اس کی قیمت سے دوسری جگہ خرید سکے گا (اور وہ وقف ہوگی) تو (ان صورتوں میں) اسپر فتوی ہے کہ اس شرط سے وہ وقف باطل نہ ہوگا اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ (بعض صورتوں میں) وقف زمین تبدیل ہو سکتی ہے (مثلا) وقف کی زمین کسی غاصب نے غصب کرکے اسپر اس طرح پانی جاری کر دیا کہ وہ دریا بن کر ناقابلِ زراعت ہوگئی تو وہ اسکی قیمت کا ضامن ہوگا اس قیمت سے اور زمین خریدی جائے گی اور دوسری زمین پہلی کے بدلے وقف ہوگی اور اس طرح جب وقف کی زمین کی کھیتی کسی آفت سے قلیل ہوگئی اور وہ زمین

حوالہ	گیارہواں باب، مسجد اور اس سے متعلقہ احکام۔ دوسری فصل، مسجد پر وقف، اور اسمیں متولی وغیرہ کے تصرف کے احکام کا بیان	دفعات شق نمبر
ذخیرہ	فتاوی النسفیۃ میں ہے کہ آپ سے ان اہل محلہ کے بارے میں دریافت کیا گیا جنہوں نے مسجد کی عمارت کے لئے مسجد پر وقف کو فروخت کر دیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ جائز نہ ہوگا۔ قاضی (یعنی حاکم مجاز) کے حکم سے ہو یا اس کے غیر (کے حکم) سے ہو [۱]	۵۵۹-۲۸
غیاثیہ	فوائد نجم الدین النسفی رحؒ میں ہے کہ اہل مسجد نے مسجد (کے وقف) کی آمدنی سے عقار (یعنی خالی زمین یا تعمیر شدہ) خریدی پھر انہوں نے اس عمارت کو فروخت کر دیا تو ان کی اس بیع کے جائز ہونے کے متعلق مشائخ رح نے اختلاف کیا ہے صحیح حکم یہ ہے کہ (وہ بیع) جائز قرار پاتی ہے [۲]	۲۹
بحر الرائق	کچھ لوگوں نے مسجد تعمیر کی اور ان لوگوں کی اس لکڑی میں سے کچھ بچ گئی تو (اس) کے حکم کے متعلق مشائخ رح نے کہا ہے کہ بچی ہوئی وہ لکڑی اس مسجد کی تعمیر میں (ہی) صرف کی جائے گی اور یہ حکم اس صورت میں کہ جب ان لوگوں نے وہ لکڑی (مسجد کے) متولی کو اس لئے سپرد کر دی تھی کہ وہ اس سے مسجد تعمیر کرائے ورنہ بچی ہوئی لکڑی کے متعلق ان لوگوں کو جائز ہوگا کہ وہ اس سے جو چاہیں بنائیں [۳]	۳۰
قنیہ	کسی مسجد پر وقف کی زمین ہے وہ ایسی ہوگئی کہ اسمیں زراعت نہیں کی جا سکتی پس اسے ایک آدمی نے عام لوگوں کے لئے (پانی کا) حوض بنا دیا تو اس حوض کے پانی سے مسلمانوں کو فائدہ اٹھانا جائز نہ ہوگا [۴]	۳۱

ایسی ہوگئی کہ وہ زراعت کے قابل نہ رہی اس کی آمدنی اس کے خرچ سے نہیں بڑھتی تو اس کی صلاح اس زمین کے تبدیل کرنے سے ہوسکتی ہے الخ نیز لکھا ہے کہ اگر وقف کنندہ نے اس شرط پر وقف کیا کہ وہ اسے فروخت کرکے اس کی قیمت اپنی ضرورت میں صرف کرسکے گا تو وہ وقف باطل ہے یہی حکم مختار ہے مفہوم فی الجملہ ملخصاً ماخوذ از خلاصۃ الفتاوی ج ۴ ص ۴۱۳

(۲) نیز خلاصۃ الفتاوی میں بحوالہ القدوری امام محمدؒ سے روایت منقول ہے کہ جب وقف کی زمین کی آمدنی میں ضعف آگیا اور متولی اس زمین کی قیمت سے ایسی دوسری زمین پاسکتا ہے جسکی آمدنی نسبتاً زیادہ ہوسکتی ہے تو وہ اسے فروخت کرکے اس کی قیمت سے نسبتاً زیادہ آمدنی والی زمین خرید سکتا ہے اور الفتاوی میں ہے کہ اگر متولی کو سلطان سے یا وارث سے یہ خوف ہوا کہ وہ وقف زمین پر غلبہ حاصل کر کے لے لے گا تو وہ اسے فروخت کرکے اسکی قیمت صدقہ کرسکتا ہے اور پھر لکھا ہے کہ الصدر الشہیدؒ کا قول ہے کہ (مذکورہ احکام میں) فتوی اس پر ہے کہ وہ فروخت نہ کرے اور اس کی موافقت اس سے ہے کہ الامام السرخسیؒ نے السیر الکبیر کے باب الاسیر کے الافتراء الثانی میں ایک مسئلہ کے بعد ذکر کیا ہے کہ اس سے اس کی خطاء واضح ہے جو وقف کو تبدیل کرنے کو جائز قرار دیتا ہو اور الامام ظہیر الدین رح (وقف کو) تبدیل کر سکنے کے جواز کا فتوی دیتے تھے پھر آپ نے اس سے رجوع کر لیا۔ مفہوم فی الجملہ ملخصاً ماخوذ از خلاصۃ الفتاوی ج ۴ ص ۴۲۵ ۔ وقف کی نوعیت اور جہت میں وقف کنندہ کی غرض کی رعایت ملحوظ رکھنے وغیرہ کے متعلق حکم نمبر ۱/۵۵۸ کا حاشیہ نیز ۳۱/۵۵۸، ۲۸/۵۵۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

بت شق نمبر و دفعات	الباب الحادی عشر فی المسجد و ما یتعلق به - الفصل الثانی الوقف علی المسجد وتصرف القیم وغیرہ فی مال الوقف علیه	حوالہ
۵۵۹-۳۲	مال موقوف علی سبیل الخیر و علی الفقراء بغیر اعیانهم و مال موقوف علی المسجد الجامع واجتمعت من غلاتها ثم نابت الاسلام نائبة مثل حادثة الروم و احتیج الی النفقة فی تلك الحادثة اما المال الموقوف علی المسجد الجامع ان لم تکن للمسجد حاجة للحال فللقاضی ان یصرف فی ذلك المال لکن علی وجه القرض فیکون دینا فی مال الفیئ و اما المال الموقوف علی الفقراء فهذا علی ثلاثة اوجه اما ان یصرف الی المحتاجین او الی الاغنیاء من ابناء السبیل او الی الاغنیاء من غیر ابناء السبیل. فی الوجه الاول والثانی جاز لا علی وجه القرض و فی الوجه الثالث المسئلة علی قسمین اما ان رأی قاض من قضاة المسلمین جواز ذلك او لم یر ففی القسم الاول جاز الصرف لا بطریق القرض و فی القسم الثانی یصرف علی وجه القرض فیصیر دینا فی مال الفیئ واللہ اعلم	کذا فی الواقعات الحسامیة

لـه مال فیئ کے مفہوم کے متعلق فتاوی عالمگیری میں بحوالہ غایۃ البیان لکھا ہے کہ مال فیئ وہ مال ہے جو جزیہ اور خراج کی طرح، دشمن سے جنگ کے بغیر حاصل ہو۔ الخ ماخوذ از فتاوی عالمگیری عربی بحث ۱۳، کتاب السیر، باب ۴ (ج ۲ ص ۲۰۵) حکم نمبر ۲۲ب، ج / ۵۵۹ کا حاشیہ نیز حکم نمبر ۲۶۰ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	گیارہواں باب مسجد اور اس سے متعلقہ احکام - دوسری فصل، مسجد پر وقف اور اس میں متولی وغیرہ کے تصرف کے احکام کا بیان	حوالہ
۵۵۹-۳۲	(۱) ایک مال راہ خیر اور غیر معین فقراء پر وقف ہے اور ایک مال جامع مسجد پر وقف ہے ان (دونوں) کی آمدنی جمع ہو گئی پھر (اہل) اسلام پر حادثہ روم کی طرح کوئی مصیبت پیش آئی اور اس حادثہ میں خرچ کی ضرورت پڑی تو (ان مالوں سے استفادہ کے متعلق حکم یہ ہے کہ) وہ مال جو جامع مسجد پر وقف ہے اگر فی الحال اس مسجد کو ضرورت نہ ہو تو قاضی (یعنی حاکم مجاز) کے لئے جائز ہے کہ وہ اس مال میں تصرف کرے لیکن بطور قرض کے لے۔ پس وہ مالِ فئی میں قرض ہوگا (ب) اور وہ مال جو فقراء پر وقف ہے وہ تین صورتوں پر ہے (۱) یا تو وہ محتاج لوگوں (یعنی غیر غنی لوگوں) پر صرف کرے گا (۲) یا وہ ایسے غنی لوگوں پر صرف کرے گا۔ جو مسافر ہیں (۳) یا وہ ایسے غنی لوگوں پر صرف کرے گا جو مسافر نہیں ہیں پس پہلی اور دوسری صورت میں قرض کے طریق کے بغیر ہی (ان پر صرف کرنا) جائز قرار پاتا ہے اور تیسری صورت میں یہ مسئلہ دو قسموں پر ہے ایک یہ کہ اگر مسلمان قاضیوں میں سے کوئی قاضی اسے جائز قرار دیتا ہے یا نہ تو اس پہلی قسم میں (بھی) قرض کے طریق کے بغیر ہی (ان پر صرف) کرنا جائز قرار پاتا ہے اور دوسری قسم میں بطور قرض صرف کرے گا پس وہ مالِ فئی میں قرض ہوگا ۔ؔ واللہ اعلم	واقعات حسامیہ

اللهم انا نسئلك الاخلاص فى القول والعمل، وحسن الختام عند انتهاء الاجل، والعون على الاتمام، ياذا الجلال والاكرام، والحمد لله الذى بنعمته تتم الصالحات،

اللهم تقبله واغفر لمؤلفه و لمترجمه ولمعاونه ولمويده و لقاريه ولسامعه ولمشاوره ولمحبه لله تعالى، اللهم اغفر لنا ولآباءنا ولامهاتنا ولاساتذتنا ولمشائخنا وان علوا، ولعشائرنا ولقبائلنا ولاولادنا و لاولاد اولادنا وان سفلوا، ولمن له حق علينا ولجميع المؤمنين والمومنات والمسلمين والمسلمات، الاحياء منهم والاموات، اللهم نسئلك العافية فى الدنيا والآخرة ويرحم الله عبدا قال آمين،

يا ارحم الراحمين وصلى الله تعالى على سيدنا محمد وعلى آله و اهل بيته واصحابه وعلى عباد الله الصالحين اجمعين، آمين۔

★

حرفِ آخر

جلد ۱۴ تا ۱۷، ۱۹ ب، کتاب اللقیط، کتاب اللقطۃ، کتاب المفقود و کتاب الوقف الباب الحادی عشر فی المسجد،

بفضلہ تعالیٰ اشاعت پذیر ہوئیں - و للہ الحمد،

قارئین کرام

فتاوی ہذا کی اس اشاعت میں جملہ احکام بعینہ حسب سابق ہیں۔ اشاعت کا اسلوب جدید تعارفی کتاب میں ملاحظہ ہو۔ مجلس نے اس عظیم کام کی نزاکت، عظمت اور اہمیت کے پیشِ نظر بساط بھر کوشش کی ہے کہ عربی عبارت صحیح ہو - اردو میں اسکے مفہوم کی ترجمانی محتاط ہو - سابقہ متعین شدہ عنوانات اور انکی شقوں میں نکھار ہو۔ حوالہ جات میں وضاحت و موزونیت ہو کتابت کا غذا ورطباعت معیاری ہو۔ نیز استفادہ میں آسانی بہم پہنچانے کیلئے اہم مقامات میں علماء کرام و مفتی صاحبان سے مشورہ کے بعد حسب ضرورت حاشیہ پر ایسے معاون ماتی - تائیدی اور وضاحتی مستند نوٹ بھی دیئے گئے ہیں جن سے دوسرے نسخوں کی عبارت کی نشاندہی - مندرج حکم سے ملتے جلتے دوسرے احکام کی طرف اشارہ - مذکورہ حکم کی مثال - اسکی نوعیت وحیثیت کی وضاحت میں مدد ملتی ہے۔ اور اس مختلف فتاوی ہذا کے دیگر نسخوں - فقہ و فتاوی کی کئی دوسری کتابوں - قدیم تراجم اور مستند عربی لغات سے بھی استفادہ بھی کیا گیا ہے -

سیعرف قدر الترجمان وجهده   ومحنته من یبتلی ببلائها

اعتذار و استدعا

تاہم مجلس سہو و خطا سے مبرا نہیں ہے۔ ہمیں اپنی بے بضاعتی۔ تہی دستی اور علمی فرومائیگی کا احساس ہے - اہلِ علم حضرات اگر کہیں کوئی غلطی ملاحظہ فرمائیں تو درست فرما کر ممنون فرمائیں - اور اگر اپنے زرین مشوروں سے سرفراز فرمانا چاہیں تو ناظم مجلس کو مطلع فرما کر عند اللہ ماجور ہوں -

ربنا تقبل منا انك انت السمیع العلیم وتب علینا انك انت التواب الرحیم - ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطأنا وکف عنه لسان المجادلین اللهم هذا منك ولك فتقبله واجعله ذخیرة لنجاتی وثقلا فی میزانی واغفر لی ولوالدی ولجمیع اساتذتی ومشائخی ولمن سعی فیه - بدعوة سیدنا محمد صلی الله علیه وسلم وعلی آله واصحابه اجمعین برحمتك یا ارحم الراحمین - آمین -   بارگاہ ایزدی میں بغایت عجز و انکساری التجا ہے۔ کہ وہ قبولیت عطا فرمائے - رکاوٹوں کو دور اور مشکلات کو حل فرمائے اور اس کام کو اس گنہگار کیلئے - میرے رفقار کار کیلئے، والدین اور اساتذہ کرام اور مشائخ عظام سبھی کیلئے سرمایہ آخرت بنائے - آمین -

ے لکل بنی الدنیا مراد ومقصد   وان مرادی صحة وفراغ
لا بلغ فی علم الشریعة مبلغا   یکون به لی فی الجنان بلاغ

*

ے غرض نقشے است کز ما یاد ماند   کہ ہستی را نمے بینم بقائے
مگر صاحبدلے روزے برحمت   کند برحالِ این مسکین دعائے

دعاجو:- خویدم اہل السنت والجماعت:- محمد صادق عفی عنہ مترجم و ناظم مجلس منتظمہ اشاعت فتاوی عالمگیری

ابو السعید قاضی محمد صادق مغل بن حافظ القادری، فاضل درس نظامی، فاضل عربی، فاضل فارسی، فاضل اردو، او-ٹی مؤلف جمہوریہ اسلامیہ کا منعقد یوم، عمدۃ القواعد، برصغیر پاک و ہند میں گیارہویں صدی ہجری کا علمی شاہکار، مترجم و ناظم مجلس منتظمہ اشاعت فتاوی عالمگیریہ، سابق صدر شعبہ عربی، اردو و اسلامیات جی ایس ماڈل ہائی سکول و خطیب و سرپرست مدرسہ تبلیغ الاسلام، رجسٹرڈ طبیب، المتوطن میانہ موہڑہ ڈاکخانہ فریال ضلع راولپنڈی (حال) اعوان ٹاؤن، گرجا روڈ، ڈاک خانہ جی پی او، صدر راولپنڈی، پاکستان -